قوت الایمان

اس کتاب مین کلمه طیب کی تفسیر اور رد مذهب
کی تحقیق اور قرآن اور حدیث اور فقه پر عمل
کرنیکا بیان هی اس کتاب کو اول سے آخر
تک دیکھنے سے مطلب ظاهر هوگا هندی زبان
مین هونے سے بزرگ لوگ اسکو حقیر
نجانین مضمون اسکے بڑے فایدیکے هین

مصنف کا نام علی جونپوری مشهور کرامت علی

سنه ۱۲۵۳ باره سو تریپن هجری

مطبع قادری مقام کلکته مین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین امّا بعد سنا چاہئے کہ ایں فقیر کرامت علی جونپوری ۔۔۔ کرامت علی نے جب دیکھا کہ اس آپت مرحومہ میں عجب حال ہو رہا ہی کہ عوام لوگ جو پڑہت ان پڑھے ہیں جو کہ اپنے دین سے خوب واقف نہیں ہیں اکثر رسم کفا رکی اختیار کئے ہیں اور علمای دین نے اُن کو اللہ جزای خیر دے اُنکی ہدایت کیواسطے بموجب ارشاد رسول اللہ صلعم کے جو فرما گئے ہیں الدین النصیحۃ یعنے دین کیا ہی خیر خواہی مسلمان بھائی کی ترجمہ کلام اللہ و حدیث کا ہندی زبان

مین کیا اور اکثر رسالے شرک و بدعت کے منع مین لکھا جسمین سب امت ایمان بھائی جو راہ بھول گئے ہین وے راہ پاوین مگر پھر بھی عوام لوگ شیطان اور آپکے تابعدارونکے فریب اور وسواس دینے کے سبب سے راہ پر نہ آئے بلکہ کہنے لگے کہ یہ سب نئی نئی باتین ہین ہمارے باپ دادون کی رسم اور چال کے خلاف ❋ راہ پر آنا کون پوچھتا ہی عالمون کی صحبت سے کنارہ کرتے لگے اور اُنکی وعظ و نصیحت سے بھاگنے لگے کہ کہین اُن کی بات ہمارے دل مین اثر کر جاوے تب اِس عاجز نے محض اللہ کی رضا اور اُنکی بھلائی کے واسطے اِس رسالہ مین بمعنی کلمہ طیب کے بیان کیا کہ آخر کلمہ گو ہین انشاء اللہ تعالی اِس سے منہہ نہ موڑین گے بلکہ جان و دل سے اِسکو قبول کرین گے اور کلمہ طیب کی تفسیر کے ساتھہ مطلب ضروری اِس رسالہ مین پانچ فصل کر کے لکھا اور نام اِس رسالہ کا تقویت الایمان رکھا پہلی فصل کلمہ طیب کی تفسیر مین ہے ای مسلمان بھائیو اللہ تمھارا ایمان آکامل کرے دل لگا کے سنو کہ بھلا تمکو حدیث قرآن کے معنے مین اگرچہ ہم حق حق بیان کرتے ہین مگر بسبب ناواقفی کے جو شبہہ

آتا ہی اور اُسکو نئی بات کرتے ہو تو لاالہ اللہ محمد رسول اللہ کے حق ہونے میں اور اُسکے قدیم ہونے میں تو شبہہ نہیں آخر تم سب کوئی جانتے ہو کہ یہہ پرانی بات ہی جیسے آدمی مسلمان ہوتا ہی اور لڑکا پن سے اپنے باپ ما بڑھی بڑھے کی زبانی سنتے آئے ہو کہ یہہ کلمہ مسلمانونکا ہی اور جو شخص اِسکا اقرار دل اور زبان سے کرتا ہی وہ مومن ہو جاتا ہی اور کلمہ گو بھائی اور کلمہ کا شریک کہلاتا ہی اور سب کوئی ایک منہہ ہوکے کہہ رہا ہی کہ بھائی جسنے کلمہ کہا وہ ہمارا بھائی ہوا اُسکے ساتھہ کھانے پینے اور اُسکے جوتھے سے کوئی انکار کرتے نہیں تو ایمان نہیں خالی ہوگا اور تمکو تو سب معلوم ہی کہ جہان لڑکا بولنے لگا تہان اُسکے باپ ما سکھانے لگے کہ بیٹا کہو لاالہ الا اللہ اور یہہ کلمہ تمکو لڑکائی سے یاد ہی بھلا یہہ تو نئی بات نہیں بلکہ مسلمان پر کیا ختم ہی ہندو بھی جان گئے ہیں کہ اس کلمہ سے آدمی مسلمان ہو جاتا ہی اِسیواسطے وے سب اُسکے پڑھنے سے انکار کرتے ہیں تو اب تمکو لازم ہی کہ اُسکا مضمون دریافت کرو اور جان و دل سے قبول کرو اور اگر ایسے بیچھے طوطے کی طرح کلمہ پڑھو گے تو مسلمان

ہونگے بھلا جو بیے سمجھے کلمہ پڑھنے سے کوئی مسلمان ہوتا تو سینا طوطا مسلمان نہ کہلاتا مسلمان تب ہی ہوتا ہی جب زبان سے اُسکو پڑھتا ہی اور دل سے اُسکے معنے پر یقین کرتا ہی ❊ سو اُسکے مضمون کو دل مین آیسا بسایا چاہئے کہ دل مین رل مل جاوے جسطرح آٹا پانی سے سانتے ہین اور پھر چاہین کہ آتے سے پانی جدا کرین تو جدا نہین ہو سکتا اُسیطرح کلمہ کے معنے کو دل مین بسایا چاہئے کہ ہزار کوئی کاتے اور دل کو ٹکڑے ٹکڑے کرے مگر کلمہ کا مضمون دل سے جدا ہووے اب کلمۂ طیب کے معنے سنو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه نہین کوئی معبود برحق سواے اللہ کے یعنے معبود تو لوگون نے بہتیرے ٹھہرالیا ہی مگر برحق نہین ہین باکہ وے سب جھوٹھے اور ناحق ہین مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ محمد رسول ہین اللہ کے ❊ یہہ لفظی معنے ہوئے اور چاہے تو اُسکا خلاصہ یاد کرلے وہ یہہ ہی اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود بندگی کے لایق نہین محمد اللہ کے رسول ہین ❊ معبود معنے جسکی بندگی کرین تو اور معبود جتنے ہین کوئی بندگی کے لایق نہین کیونکہ سب اللہ کے مخلوق ہین تو بندگی اپنے برابر والے کی نہ شرع مین درست ہی اور نہ عقل قبول کرتی

نہیں بلکہ بڑی حرم کی بات ہے کہ اپنے برابر والے کی بندگی
کرنے اور جو سب اپنے ہاتھ کے بنائے ہیں اُنکی بندگی
کرتے ہیں تو وہ تو سب ہی مرنے کی بات ہے ۞ جسنے ہمکو
بنایا اُسکی بندگی کریں اپنے بنانے کی اور اپنے جلانے
والے کی بندگی کیوں کریں کیا کچھ ہم دیوانے ہیں ۞ اپنے
خالق کی جو بندگی کرینگے تو وہ ہمیشہ راضی ہوگا اور
ہمارا بھلا کریگا اور جو حرام ہے مخلوق جو ہمارے برابر
ہو ہم بھی مخلوق ہیں اُنکی بندگی سے کیا حاصل ہوگا سو اسکے
بدولت اور بیوقوفی کے ۞ اور رسول یعنی قاصد ہو پیغام
اور جتنے لاوے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے اللہ کے
قاصد ہیں کہ اُسکی طرف سے پیغام اور جتنے لائے
ہیں اور وہ کیا ہے قرآن ہے تو جو کوئی اللہ کو اپنا خالق
اور مالک اور رب جانیگا البتہ اُسکے قاصد اور پیغام
کو مانیگا اور جو اللہ کو مالک جانے اور اُسکے پیغام
کو نہ مانے تو گویا وہ اللہ سے ٹھٹھا کرتا ہے ۞ باقی رہا یہ
کہ جو کوئی ایک معبود کے سوا دوسرا معبود بھی مقرر نہ
کرنے ۞ تو اُسے پوچھا چاہیے کہ وہ تو معبود دوسرا ہے
یا اُن میں کوئی چھوٹا بڑا ہے ۞ اگر اُن میں کوئی چھوٹا ہے
تو وہ عبادت کے لائق نہیں کیونکہ برتنے کو چھوٹے کے

چھوٹے کی عبادت کون احمق کریگا اور اگر دو دو برابر ہیں تو تو بڑا فساد ہوا کہ ہر ایک اپنا اپنا حکم جدا جدا کرینگے اور اپنی اپنی عبادت کی طرف کھینچینگے تو اس اعتقاد والے کو دھوبی کا کتا بننا پڑیگا جو نہ گھر کا نہ گھاٹ کا سو اب غرا اسی مین ہی کہ معبود ایک ہی ہو جیسا کہ ثابت ہی لا الٰہ الا اللہ سے پس جو کوئی کلمہ طیب کو زبان سے اقرار کرے اور اسکے مضمون کو دل سے سچ جانے وہ مومن کامل ہی ❁ اور جو کوئی زبان سے اقرار کرے اور دل سے سچ نجانے یا دل سے سچ جانے اور زبان سے اقرار نکرے سو مومن نہین اِسواسطے سب دینی کتابون مین مذکور ہی کہ ایمان کے دو رکن ہیں اقرار کرنا زبان سے اور تصدیق کرنا یعنے سچ جاننا دل سے جیسا کہ اس بات کو اللہ کے رسول نے صاف بیان فرمایا ہی دل و جان سے کان لگا کے سنو مشکوۃ مصابیح مین کتاب الایمان کی پہلی فصل مین حضرت کے اصحاب انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ

وَسَعْدَیْكَ قَالَ یَامُعَاذُ قَالَ لَبَّیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَیْكَ
ثَلَاثًا قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ یَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ
اللّٰهِ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ قَالَ یَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ اَفَلَا اُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَیَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذًا یَّتَّكِلُوْا فَاَخْبَرَ بِهَا
مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ تَاَثُّمًا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ
والہ وسلم نے جس حال مین کہ معاذ بیٹھے تھے آگے پیچھے
سوار ہی پر فرمایا ای معاذ عرض کیا حاضر ہون یا رسول
اللہ اور موجود ہون تمہاری خدمت کو فرمایا ای
معاذ عرض کیا حاضر ہون یا رسول اللہ اور موجود ہون
تمہاری خدمت کو فرمایا ای معاذ عرض کیا حاضر ہون
یا رسول اللہ اور موجود ہون تمہاری خدمت کو
حضرت نے تین مرتبہ معاذ کو پکار کے فرمایا کہ نہین ہی کوئی
شخص کہ وہ گواہی دیوے اِسبات کی کہ نہین
کوئی معبود بندگی کے لایق سوا اللہ کے اور بیشک محمد
بھیجے ہوئے ہین اللہ کے اِس بات کی گواہی دیوے
اپنے دل کی سچائی سے مگر حرام کرتا ہی اُسکو اللہ آگ پر
معاذ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا خبر نہ پہنچاؤن مین
لوگون کو کہ خوش ہو جاوین حضرت نے فرمایا کہ اِسکی
خبر پہنچاویگا تو اُس وقت بھروسا کر بیٹھینگے

یعنی عوام لوگ جو بات کے مغز کو نہ پاوینگے سو
بندگی عبادت چھوڑ دینگے اُسوقت مصلحت کے
واسطے حضرت نے یہہ بات فرمائی اور نہین تو حقیقت
مین بندگی عبادت کا سارا احکام اِسی کلمہ سے نکلتا
ہی کیونکہ جب اللہ کو معبود برحق دل سے جانا تو خواہ
نخواہ اُسکی بندگی کیا چاہیے اور بندگی نکرے تو دل سے
اُسکو معبود بجانا اور جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
اللہ کا قاصد جانا تو اللہ نے جو اپنے قاصد کے ہاتھہ خط بھیجا
ہی اُسپر عمل کیا چاہی اور اُس خط مین ساری
عبادت کا حکم لکھا ہی ❊ پھر آخر اِس بات کی خبر
معاذ نے لوگون کو سنادی اپنے مرنے کے قریب گناہ
سے بچنے کے واسطے یعنی اللہ و رسول کے حکم چھپانے
سے جو آدمی گنہگار ہوتا ہی اِسواسطے معاذ نے اپنے
مرنے کے قریب اِس حدیث کو سنادیا اور دوسرے
یہہ کہ بعد اِس حدیث فرمانے کے دوسرا حکم حضرت نے فرمایا
کہ مجھسے جو کوئی کچھہ سنے لوگون کو اُسکی خبر پہنچا
دیوے معاذ نے اُسپر عمل کیا اور دیسرے یہہ کہ
اول اسلام مین لوگ کم واقف تھے پھر جب
حضرت کی دوسری حدیثون کو سنا اور قرآن کے

ھمارے مضمون سے واقف ہوئے اور خوب فقط کلمہ پر بھروسا کر بیٹھنے کا جاتا رہا تب معاذ نے یہہ حدیث سبنا دی ❁ غرض اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کلمہ کے مضمون کی گواہی دل کی سچائی سے دے ❁ اور شہادت کے معنے یہی ہیں کہ جس بات کی گواہی دے اس بات کا دل مین ایسا یقین ہو کہ اسپر قسم کھانے سکے اسیواسطے شرع مین گواہ پر قسم آتی ہی تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایمان اسیکا نام ہی کہ کلمہ کو زبان سے بھی پڑھے اور اسکے مضمون کو دل سے سچ جانے ❁ باقی رہا آپ کوئی مسلمان نہین نظر آتا کہ وہ اپنی زبان سے کہے کہ ہم کلمہ کے مضمون کو دل سے سچ نہین جانتے جسسے پوچھوگے وہی کہیگا کہ جب ہم کلمہ کو جان و دل سے جانتے ہیں اور کلمہ ہمارا ایمان ہی ❁ تو بھائی جب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو زبان اور دل سے اقرار کیا یعنے اللہ کو معبود برحق اور محمد صلعم کو اسکا رسول دل سے سمجھا تو اسے معبود برحق اور اسکے رسول کے فرمانے پر عمل کرو ❁ سچ تو یہہ ہی کہ جب اللہ کی عظمت یعنے بڑائی تمھارے دل مین سماویگی اور

سمجھوگے کہ وہ معبود تمام عالم کا خالق اور مالک اور
رازق اور سب پر غالب ہی اور سب حاکمون کا حاکم
ہی جو چاہا سو کیا جو چاہتا ہی سو کرتا ہی جو چاہیگا سو کریگا
جسکو چاہے نوازے جسکو چاہے خوار کرے جسکو چاہے
بہشت مین بساوے جسکو چاہے جہنم مین جلاوے
اُسکے اختیار مین سب کچھ ہی تب اللہ اُسکے خط
کو جو قرآن ہی دل جان سے قبول کروگے اور اُسکے
پیارے نبی کے حکم بجالاؤگے اور اُسکے حکم بجالانے مین حیلہ حوالہ
کرتے اور دل چراتے لگے تو معلوم ہوا کہ ابھی تک اُس
معبود حق کی عظمت تمہارے دل مین نہین سمائی
نہین تو کیا وجہ کہ اُسکا حکم نہ مانو ❀ بھلا دیکھو تو اسوقت
مین اللہ تعالیٰ کا ایک ادنا مخلوق قوم نصاری جسکے
نہایت سے سبب کوئی ناراض ہین حاکم ہی تو دیکھو
اُنکی حکومت کی بزرگی جو سب کے دل مین سمائی ہی
حالانکہ آپ بیت ایسے کروڑون بادشاہ ہون تو اُس حاکم
حقیقی احکم الحاکمین کے آگے کچھ حقیقت نہین رکھتے
بلکہ اُسکے بھیجے ہوئے مچھر سے آنکھ بند مقابلہ کی نہ لا سکین گے
نمرود کا قصہ یاد کرو اور جاؤ اور پڑھو اور فرعون کا
قصہ سوچو بھلا اِن نصاری بیچارون کی کیا حقیقت ہی سو یہ

ڈال ہی کہ ایک اوباش بدمعاش جاہل اور کمینہ اور نیچ
قوم جو نصاری کے پاس سے حکمنامہ لاکے کسی بڑے
رئیس اور اشراف کے آگے ڈال دیتا ہی تو وہ
رئیس کیسا اُس حکم کو مانتا ہی باوجودیکہ وہ بیچارہ
اُس حکمنامہ کا مضمون پڑھ کے سنا نہیں سکتا بس
سامھنے لاکے ڈال دیتا ہی کہ جسکو غرض ہو آپ پڑھے
پڑھ نہ سکے تو جسے چاہے پڑھا کے اُسکے مضمون
پر عمل کرے سو جسکے پاس وہ حکمنامہ آتا ہی وہ بدحواس
ہو کے آپ نہیں پڑھ سکتا تو کچھرو بازار میں پڑھاتا
پھرتا ہی اور رعوب تحقیق کرتا ہی کہ اُسمیں کتنے دن کی
میعاد میں حاضر ہونا لکھا ہی اور کیا حکم ہی اور ڈرتا ہی
کہ کہیں مجھسے حکم عدولی نہو جاوے ۞ اور اگر کسیسے
خون ہو جاتا ہی اور وہ اپنے گھر میں آکے چھپتا ہی
سو جہاں تھانہ کا پیادہ اُسکے دروازے پر گرفتار
کرنے کو آتا ہی تو باوجودیکہ وہ جانتا ہی کہ اگر حاکم کے
دربار میں حاضر ہونگا تو یا جان مار یگا یا کالے پانی بھیجیگا
یا دایم الحبس کریگا اور اُسکے جورو بچے سب روتے
ہیں پھر وہ شخص حاکم کے حکم کے آگے نہ اپنے جان پر ترس
کھاتا ہی نہ جورو بچوں نکے رونے پر رحم کرتا ہی لاچار

ہو کے بلا عذر پیادے سے اپنی مشکین بند ہوا کے
جا دربار مین حاضر ہوتا ہی بلکہ کہین ایسا بھی ہوا ہی
کہ جب کسیکو نصارا کے حکم سے پھانسی کا حکم ہوا ہی
تو اُس مجرم نے باوجودیکہ جانتا تھا کہ پھانسی گلے
مین پڑتی اور جان نکلی اپنے ہاتھ سے پھانسی ڈال
لی ہی ❀ اب بھلا سوچو تو کہ اِس نقلی حاکم کے حکم کو
لوگ اِسقدر مانتے ہین کیونکہ اُسکی بزرگی اُنکے
دل مین سما گئی ہی تو اُس حقیقی حاکم کے حکم کو جسکے
دل مین اُسکی بڑائی سماوے گی کیون نہ مانیگا ❀ اور
اِس دنیا کے حاکم کے ادنا پیچ قوم پیادے کے
ہاتھ سے جو ذرا سا پرزہ کاغذ کا پایا تھا اُسکو دربدر
تحقیق کرتا پھرتا تھا اب اُس حاکم حقیقی کے عالیشان
قاصد کے ہاتھ سے جو قرآن مجید پایا ہی اُسکو کیون
نہین تحقیق کرتا اور اُسکی حکم عدولی کیون کرتا ہی ❀ تو
معلوم ہوا کہ اُسکی عظمت ابھی تک اِسکے دل مین
نہین سمائی تو پھر یہہ مسلمان کسطرح ہوا مسلمانی کا
یہی نشان ہی اور کلمہ پر یقین آنے کی یہی پہچان کہ
قرآن اور پیغمبر کے حکم کو جان دل سے قبول کرے
اور اُسپر عمل کرے بلکہ لازم تو یہہ ہی کہ اللہ کا حکم

جو سب حاکموں کا حاکم ہی دنیا کے حاکموں کے حکم سے کروڑوں
درجے زیادہ ماننے لائق اور اللہ کا خوف دنیا کے حاکموں کے خوف
سے کروڑوں ہی درجے زیادہ رکھے ✿ تو اب دنیا کے حاکمون
کو اس احکم الحاکمین کی حکومت کے آگے کیا رتبہ مگر ہم
لاچاری ہیں کہتے ہیں کہ یاد رہیں تو بھلا احکم الحاکمین کے حکم کو
دنیا کے حاکمون کے حکم کے برابر تو مانا کرو اگر یہ بھی
نہو سکے تو ایسے ایمان کا خدا حافظ ✿ اے بھائی ایک
نصیحت بڑے فایدے کی ہی اسکو خوب دل لگا
کے سنو کہ اپنے جورو بچون ماں باپ بہن بھائی خالہ
پھوپھی چچی بھتیجے بھانجی بھانجوں کو کلمہ طیبہ کے
معنی یاد کرا دو لفظی معنی یا اسکا خلاصہ کیونکہ اگر
کلمہ کا مضمون جانینگے کہ اسکا کیا مطلب ہی اور
اس کلمہ سے کیا حکم نکلتا ہی تو اس کلمہ کے مضمون
کو دل میں جگہ دینگے اور کہیں دل میں
نہ بیٹھا تو کیا اس کا پھر آجانا اس بات کی تاکید
اسواسطے ہم کرتے ہیں کہ سیکڑوں مسلمان ہمکو
ایسے طرح کے نظر آئے ہیں کہ دیکھنے میں صورت شکل
بھلے آدمی کیسی کیسی اچھی اجلا پاک بعضے پیر زادے
تمام عمر ان سے جو کلمہ کے معنے پوچھا تو ہنسنے لگے ✿ اور

بعضون نے تو عاجزی سے کہا کہ صاحب ہم لوگ جاہل
ہیں ہم ایسی بات کیا جانیں یہہ صحیح وہم بلا جانیں
اور کلمہ کے معنے میں کچھ بھی نہ پڑھا اور بعضون نے بیرتا
پڑھا تھا پر ہانگر کہا کہ معنے ہم نہین جانتے اور بعضون
نے جو کچھ پڑھنے سے نظر آتے تھے ہین سب پڑھا اگرچہ
ایک دو جگہہ اعراب غلط کیا مگر معنے مطابق نہ کہہ
سکے پھر اسمین عاصی نے انکے بچاو کے واسطے کہا کہ
خیر معنے نہین یاد تو کیا ہوا کلمہ کے خلاصہ پر تو ہمارا
ایمان ہی اور خلاصہ کلمہ کا یہی ہی کہ اللہ کے سوا
اور کسی غیر کی بندگی اور پرستش نہین اور اس بات
کو نہایت نرمی سے کہا اسبات کا اللہ گواہ ہی کہ
یہہ جانکر بار اپنے مقدور بھر بڑی نرمی کیا کرتا ہی سو اسی
بات پر بعضے بعضے لڑنے لگے اور کہنے لگے کہ مطلب آپ
کا کیا ہی سو کہئے آپ یہی جانتے ہیں کہ تعزیہ بنانے سو یہہ
تو قیامت تک موقوف نہوگا بھلا اتنا بھی نشکر ہی کہ
کلمہ کے مضمون سے انکو خوب معلوم ہوا کہ تعزیہ بنانا
منع ہی سبحان اللہ کیا پکا کلمہ ہی کہ اسکے پڑھنے سے
ساری بدعت پرستی کے منع ہو جاتا ہی ۞ یا اللہ یا اللہ
عجب حال ہی ہم تو کہتے ہین کہ کلمہ پڑھو سو کہتے

یعنی بشریت سے موقوف ہوگا یا سے بہتر تو طوطا کہ اگر ہم
آپکو کہتے کہ میاں مٹھو کلمہ پڑھلو تو وہ ہمکو بھی کہتا کہ میاں تم بھی
کلمہ پڑھو ۞ غرض کہاں تک ایسی مصیبتیں بیان کریں اب کہو
اس مقام میں روئیں یا ہنسیں کہ آنکو اپنے ایمان کا
ایک آن نہ معلوم تھا جسسے آدمی مومن ہوتا ہی سو ہمنے بتایا
اس پر چاہتا تھا کہ ہمارا اپر احسان مانتے کہ انکے سبب
سے ہم آج مسلمان ہوئے سو وہ الٹے لڑنے کو تیار ہوئے
اور ہمنے آنکو کچھ کہا تھا فقط آنکے سامنے کلمہ طیب کا
مضمون پڑھا تھا سو اس مضمون کے سنتے ہی لڑنے کو تیار
ہوگئے ہائے یہ کیسے مسلمان ہیں کہ اور احکام
بجا لانے تو درکنار فقط کلمہ طیب کے اقرار کرانے پر
جھگڑنے کو تیار ہوئے اب ہم انکو کیا کہیں یہی دعا
دیتے ہیں کہ یا اللہ یہ راہ بھولے ہیں انکو اپنی سیدھی
راہ دکھا اور دین کی سمجھ دے آخر دعوی مسلمانی
کا کرتے ہیں ۞ اب ذرا ایمان سے ایک مدعی اور ملا ہمارے
نے ان سب کو سمجھاؤ کہ کلمہ اصل ایمان ہی بغیر اسکے
کوئی مسلمان نہیں ہوتا اور حضرت آدم علیہ السلام
سے لیکر ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے
نبی آئے اسی کلمہ کے جاری کرنے کو آئے اور ہدایت

سو جو ڑ دیا کچھ زیادہ کم کتاب جو اُتری سو اسی کلمہ کے جاری کرنیکو اور قرآن مین جو ایک سو چودہ سورہ ہین سو اسی کلمہ کے جاری کرنے کو اُتری ہی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اور اپنے اصحاب کا لہو سان سان کلمہ کو جاری کیا ہی جیسا کہ جہاد کے بیان مین اُحد وغیرہ کی لڑائی کے حال مین دیکھ لو یا سن لو اور جو شہید ہوئے اوسکے واسطے بڑے بڑے درجے ہین تو اس واسطے کہ وہ بیچ کلمہ جاری کرنے کے لئے دین کے دشمنون سے لڑتے ہین اور جہاد اسیکا نام ہی جو کلمہ طیبہ جاری کرنیکے واسطے ہو جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی وہ حدیث جامع ترمذی مین ہی عَنْ اَبِي مُوسٰى قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُقَاتِلُ شُجَاعَةً وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَيُقَاتِلُ رِيَاءً فَاَيُّ ذٰلِكَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هُوَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ روایت ہی ابو موسی سے اُنھون نے کہا کہ لوگون نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص کا حال کہ وہ لڑائی کرتا ہی اپنی جوانمردی مشہور ہونیکو اور لڑائی کرتا ہی اپنی برادری کی نیچ کے واسطے اور لڑائی کرتا ہی

لوگوں کو کھلاوے اور اپنی نمود کے واسطے سو اچھے ہیں
سب کون قسم اللہ کی راہ کی جہاد بھی حضرت نے
فرمایا جو شخص کہ لڑوں اسے لڑائی کرتا ہے اس واسطے
کہ کلمہ اللہ کا یعنی لا الہ الا اللہ اونچا ہو وہی شخص جہاد
کرتا ہی اللہ کی راہ میں ❁ تو اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ جہاد سے بھی یہی غرض ہی کہ اسلام کا کلمہ لا اله
الا اللہ محمد رسول اللہ اونچا ہووے ❁ اب بھائیو ایک
عجب مزیکا مضمون بیان کرتے ہیں خوب دل لگا کے سنو
جب حضرت حمزہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما مسلمان
ہوئے تب قوم قریش کے اشراف لوگ بیقرار
ہو کے ابو طالب کے پاس آئے اور کہا کہ اے بیٹے
عبد مناف کے تو ہم سب کا بزرگ اور سردار ہی سو ہم
لوگ تیرے پاس اس واسطے آئے ہیں کہ اپنے
بھتیجے اور ہم لوگوں کے درمیان میں فیصلہ کر دے
کہ وہ ہمارے قوم کے ہر ایک نادانوں کو فریب دیتا ہی
اور اپنا نیا دین اُنکو سکھلاتا ہی اور ہم لوگوں کی
جماعت میں تفرقہ ڈال دیا ہی اور ایسا لگتا ہی کہ
اس فساد کا مٹانا مشکل ہوگا اور ہم لوگوں سے
کچھ بن نہ پڑیگا تب ابو طالب نے حضرت کو بلا کے کہا

کہ ای محمد تیرے قوم آئے ہین اور انکو تجہپر کچھ
دعوی ہی ایکبارگی اُنے انحراف مت کرا اور ذرا
اُنکے معاملے مین کچھ تامل کر حضرت نے فرمایا کہ ای گروہ
قریش کے مجہسے تمہارا کیا مطلب ہی سبھون نے
کہا کہ ہمارا یہہ مطلب ہی کہ ہمارے دین تو ڑنے سے
باز آ اور ہمارے معبودون کا بد کہنا موقوف کر تو ہم
لوگ بھی تجکو اور تیرے تابعدارون کو کچھ نہ چہیڑین
تب حضرت نے فرمایا کہ مین بھی تم سے چاہتا ہون کہ
ایک کلمہ مین میرے ساتھ موافق ہو جاو تا کہ تمام
عرب تمہارے تابع ہو جاوین اور تمام سردارین عجم
کے تمہارے حکم بردار ہو جاوین سبھون نے کہا کہ وہ
کون کلمہ ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا الہ
الا اللہ یہہ کلمہ پاک سنتے ہی تمام اشراف قریش
نے یکبارگی حضرت کی طرف سے منہہ پھیر لیا اور
جو بات سبھون نے آپس مین کہا اُسکا ذکر اللہ تعالی
سورہ ص مین فرماتا ہی وہ یہہ ہی اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا
اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۞ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَ
اصْبِرُوْا عَلٰۤى اٰلِهَتِكُمْ ج اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ج مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا
فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ج اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ج کیا کردیا محمد نے

اپنے ٹھاکروں کو چھوڑ ایک ہی معبود ٹھہرایا یہی ہی
بڑی عجب کی بات اور چل کھڑے ہوئے قوم کے
سردار لوگ اُن میں سے یعنی جو ابو طالب کے گھر
پنچایت کو آئے تھے اور آپس میں کہنے لگے کہ چلو اور
ٹھہرے رہو اپنے ٹھاکروں پر یعنی اُنکی بندگی کئے جاؤ
بیشک یہہ بات محمد کی ایک چیز ہی چاہی گئی یعنی
مرضی اسکی یوں ہی بہلاوے کی ہوتی ہی کہ آپ سب کا سائیں
اُونچا ہو یعنی ایسی بڑی بات ہی کہ اپنی ایک بات
سے سبکو قائل کرا دیگا تو اسکو رہنے دو کچھ جواب نہ سوجھا کہنے
لگے کہ یہہ تو نہیں سنا ہمنے اِس پچھلے دین میں پچھلا دین کہتے
تھے اپنے باپ دادوں کے دین کو یعنی آگے تو سنتے
تھے کہ اگلے لوگ ابراہیم علیہ السلام وغیرہ ایسی
باتیں کرتے تھے پر ہمارے بزرگ تو یوں نہیں کہہ گئے
یا پچھلا دین کہا حضرت عیسیٰ کے دین کو کہ اُنکی
اُمت بھی گمراہ ہو کے تین معبود کے قائل ہیں ۞ نہیں
ہی یہہ توحید جو محمد کہتا ہی مگر بنائی بات کہ اپنی طرف
سے بنا لیا ہی غرض یہہ کہہ کے اپنا جان چھڑا کے بھاگے ۞
اب بھائیو سوچو تو کہ وے سب کیسے سخت کافر تھے
کہ حضرت کا جمال جہان آرا انہوں نے دیکھا اور حضرت کی

زبان مبارک سے کلمہ طیب سنا اور لاجواب بھی
ہوئے مگر پھر بھی مسلمان نہ ہوئے سو انکو تم کیا کہتے ہو
بدبخت کافر تھے یا نہیں ❁ آخر یہی کہوگے کہ بدبخت
کافر تھے سو ہم تمسے کہتے ہیں کہ اُن بدبخت کافروں نے بھی
سمجھا کہ اگر ہمنے یہہ کلمہ پڑھا تو سب کی بندگی چھوڑنا پڑیگا
اسواسطے اُنھوں نے کلمہ نہ پڑھا اور بھاگ گئے
اور تم لوگ تو کلمہ پڑھتے ہو اور اسکو برحق جانتے ہو
سو تم لوگ یہہ کلمہ پڑھ کے پھر دوسرے کی بندگی
کروگے تو سوچو تو تمہارا کیا حال ہوگا اور بڑا بدبخت کون
کہلاویگا وے یا تم ❁ واسطے اللہ کے اپنے اِس کلمہ
پڑھنے کی شرم کرو اور سوا اللہ کے دوسرے دونکی بندگی
چھوڑدو ❁ اب اِس کلمہ کو فرقوں نے جو راہ بھولے
ہیں اور کلمہ کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں سوائے
اللہ کے دوسروں کی بندگی تو بہت قسم کی جاری ہو گئی
ہی مگر جیسا تعزیہ اور جیے کا زور شور ہی ویسا اور
دوسری بت پرستی اور شرک کا نہیں کہ اِسکو
شاید انہوں نے دین سمجھ لیا ہی اِسواسطے دو ایک
بات مختصر اُسکے چھوڑنے کے واسطے لکھتے ہیں
اُسکو سنو اگر بات معقول ہو تو مانو اور تعزیہ چھوڑدو

نہیں تو تم جانو اور تمھارا کام ۔ فصل ۲ قسم ثانی تعزیہ کے
بے اصل اور بے دلیل ہونیکے ۔ گو کہ دین تعزیہ کی بے اصلی
اور بدعت کا بیان ہیں سب جیسا کچھ چاہتا تھا رسالہ
ہدایت المومنین میں عالم فاضل سید اولاد حسن
قنوجی مرحوم مغفور نے خوبی مفصل بیان فرمایا ہی
اب احتیاج جدا لکھنے کی نہیں ہی مگر ایک بات کام کی
ہم لکھتے ہیں اُسکو ذرا خوب غور و تامل سے سوچنا
چاہیئے ۞ جو لوگ تعزیہ بناتے ہیں اور اُسکے بنانے کو
کار ثواب کہتے ہیں اُنسے کہنا چاہیئے کہ بھائی یہ کام
دین کا ہی یا نہیں اگر کہیں کہ یہہ کام دین سے کچھ
علاقہ نہیں رکھتا تو تم چپکے چھوڑ بیٹھو گوشت خورد ان
بیٹھ گے ۞ اور اگر کہیں کہ تعزیہ بنانا دین کا کام ہی
تو تم کہیو کہ بہت خوب ہم تو دین کے کاموں کی تلاش
ہی میں رہا کرتے ہیں اگر یہہ کام دین کا ہی تو ہم مقرر
بناوینگے بلکہ ہم تمسے ایک ہاتھ بڑھ کے اُسکے
درست کرنے کو تیار ہیں مگر ہم اتنا عرض کئے دیتے ہیں
کہ ہم جو کام دین کے کرتے ہیں اُسکو تحقیق کر لیا کرتے ہیں
قرآن یا حدیث یا فقہ سے اور جو کام اِن تینوں میں
ہم نہیں پاتے تو اُسکو ہم دین کا کام بھی نہیں جانتے

دیکھو وضو جو کرتے ہیں تو کتاب بموجب جن جن عضو کا دھونا فرمایا ہی اُنہیں کو دھوتے ہیں اور جس عضو کو جہان تک دھونیکا حکم ہی وہان ہی تک دھوتے ہیں اور زیادہ دھولیکو موجب گناہ کا سمجھتے ہیں دیکھو ہاتھ دھونا کہنیون تک ہی تو اُسکو بازو تک نہین دھوتے اور پانون دھونا ٹخنون تک ہی تو اُسکو زانو تک نہین دھوتے اور سامنے دھونا سر کے بال جمنے کی جگہہ سے ٹھڈی تک ہی تو اُسکو گردن اور چھاتی تک نہین دھوتے اسیطرح نماز روزہ وغیرہ عبادات سب بموجب کتاب کے کرتے ہیں اور ہم جو کام دینی کرتے ہیں اُسکو پہلے خوب تحقیق کر لیتے ہیں ❊ سو ہم چاہتے ہیں کہ جسکو تم بڑا عالم سمجھو اُسکے پاس جاکے کہو کہ ذرا تعزیہ بنانے کا مسئلہ صاف صاف قرآن حدیث یا فقہ سے لکھدو کہ تعزیہ جو بناوین تو اُسکا ٹھاٹ کس چیز کا ہو لکڑی کا یا بانس کا یا بید کا اور اُسکی تیتری کا بند کس چیز سے باندھین پہلے سے یا دھاگے سے یا سن سے یا ریشم سے پھر اُسکے اوپر کیا لگاوین کاغذ یا کپڑا دیا ابرک یا چمکمگا یا اور کوئی دوسری چیز پھر وہ تعزیہ لنبا کتنا ہو

اٹھو ہوتا اکثر اللہ ہر جو بنا کتا اور پیر کی شکل کی یستی
ہو قبر کی سی یا گنبد کی سی بنا اور یہ کوئی شکل ہو
پھر آپ ہی ایک چیز کا مجھول کا یا بدلے
کا اور یاد پہ ہو تو اس کو پہالیا ہے یہ سب بنایا جھوتھا ہے
اُنکو آپ بنا دین یا کسی شے بنوا دین مثلاً اپنے
گہر مین بہت سی اور بنا دین تو کہتے اور یہ نام
بنا دین اور انکے بنانے وقت طہارت شرط ہے یا نہین
اور بعض بنانے کے اوس کو کہان رکھین چوکی پر یا امام
بارے مین یا مسجد مین پھر بعض بڑے گھنٹے کے اسکی
کیا تعظیم کرین اور اسکو ہمیشہ اپنے گھر مین
رکھین یا گاڑ دین اور تو اب ہوگا یہ جتنے دین ہو یاد
ہی یا بہا لے مین اور پھر انکو جب گاڑتے یا بہانے کو لیے چلین
تو کس طرح اٹھاوین کندھے پر یا سر پر اور اُٹھانے والے
کون ہوین نامحرم دیکھا یا سیاہ ن آیا کو شراب لے
آئے آپ اٹھاوین اور اسکو سب تعزیہ قبر کے آگے لیجائے
مین تو اسے بنا دینی یا پیچھے لیجاتے ہیں اور اُسکے
گاڑنے بہانے کا وقت کیا توقت سے جوع ہوتا ہی اور
کب تک باقی رہتا ہی اور اُسکے گاڑنے کی دالیے
کون سی تاریخ مقرر ہی اور جو نہی بار رہنے سے اسکے

گذارنے کی مقرر ہی شاید کسی سبب سے اُسی
مار ییچ کو نہ گذار سکین تو پھر کیا کرین یہہ سب حال
مفصل لکھہ دیجئے اور اُس فتوی کے تلے اپنا نام
اور جس کتاب سے لکھا اُسکا نام اور پتا لکھہ دیجئے
تو بھلا آپ کے سبب سے ہم بھی داخل ثواب
ہون اور مومنون مین داخل ہوکے جاوارو تی بھر پیت
کھاوین اور اگر اُسکا بیان کتاب سے نہ لکھو گے
اور اُسکی اصل کہین کسی کتاب مین نہ ملے گی تو تعزیہ
ہم بنانے کے نہین بانک تمکو بھی ہم منع کرین گے اور
پھر تعزیہ کے واسطے جو ہمارا قرآن حکم کریگا اُسکے
بجالانے مین قصور نکرین گے اب زیادہ کیا لکھین اتنا
لکھتے ہین کہ اگر کہین قرآن حدیث سے تعزیہ بنانا نکلا
ہو پھر جو لا الہ الا اللہ سے ہمنے سمجھا ہے کہ اللہ کے سوا
کوئی دوسرا معبود بندگی کے لایق نہین وہی سمجھین گے
اور تعزیہ پرستی کو بت پرستی نہ سمجھین گے
کچھ بت پرستی کے واسطے سینگھہ نہین درکار
ہے جو چیز اللہ کے سوا پوجی گئی وہی بت ہے اور یہہ
بھی ضرور نہین کہ اُسمین صورت ہو تب ہی بت
کہلاوے عزی جو بت مشہور ہے اُسمین تو کچھ

صورت شکل نہ تھی مانک وہ ایک درخت تھا کہ
دیلہ غطفان کے اُسکو پوجتے تھے اور اُسکے پاس
ایک مکان بنایا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد ابن
ولید کو بھیجا کہ اُس گھر کو توڑا اور اُس
درخت کو جلایا تو پھر جو تعزیہ کا بنانا ثابت نکروگے
تو وہی مسئلہ عزی کا سا سمجھیں گے اب چاہے کوئی
ناراض ہو چاہے راضی کہا تو ہمنے سچ ہی ❀ اب اگر شاید
کوئی یون کہے کہ تعزیہ تو عبادت کے واسطے نہین
بناتے ہین تو ہم کہتے ہین کہ جس بات کے واسطے
اُسکے بنانے کا کام ہو وہی لکھدو کس کتاب سے ❀
اور اگر کوئی کہے کہ تعزیہ کوئی پوجتا نہین اور اُسکی
عبادت کوئی نہین کرتا تو ہم کہتے ہین کہ عبادت
تمہارے کس چیز کا نام رکھا ہی ہم تو یہی جانتے ہین
کہ عبادت کے معنے نہایت درجے کی تعظیم کرنا اور
اگر عبادت کے معنے فقط رکوع سجدہ کے سمجھیں
تو ہندو بھی بتون کے آگے سب کہین اور سب پوجے
ہین سجدہ رکوع نہین کرتے کہین گال بجاتے کہین
باجا بجاتے ہین کہین گیت گاتے ہین کہین پھول
پان چڑھاتے ہین کہین پنچاولی چڑھاتے ہین کہین

تعزیہ جو رکھتے ہیں کہین ڈنڈوت کرتے ہیں تو وے
بھی بت پرست نہوئے اور اگر وے اُن کامون سے
بت پرست ہیں تو تم بھی بت پرست کہلاؤگے چاہو
خوش ہو چاہو ناراض کیونکہ یہہ سب باتین تعزیہ
کے آگے بھی لوگ کرتے ہیں اور سجدہ بھی کرتے
ہیں ہمنے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہی بس خیر صلاح
احوال معلوم ہوا ❀ مسلمانو ہوشیار رہنا اپنے کلمہ پر
عمل کرنا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ❀ اللہ کے سوا
کوئی دوسرا معبود بندگی کے لایق نہین ہی اور محمد صلی
اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول برحق ہیں کلمہ طیب کی برکت
سے اسلام جاگا اور کفر نکل بھاگا اور اللہ تعالی کی
بشارت ٹھیک ہوئی فرمایا اللہ صاحب نے پندرہمین
سپارہ سورہ بنی اسرائیل مین وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ
الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ❀ اور کہہ تو آیا
سچ یعنے دین اسلام اور قرآن آیا اور نکل بھاگا
جھوٹھ یعنے شرک کفر اور شیطان نکل بھاگا
بیشک جھوٹھ ہی نکل بھاگنے والا بس جسکے دلمین
کلمہ بسا اُسکے دل سے کفر نکل بھاگا اور جس ملک
اور شہر اور گھر مین کلمہ طیب جاری ہوا وہان سے کفر

نقل بھا گیا مومن کامل وہی ہی جسکے دل مین کلمہ بسا اور
اسی کو قرآن بھی فائدہ کرتا ہی جیسا کہ اِسی
آیت کی اگلی آیت مین اِسکا بیان ہی وَنُنَزِّلُ مِنَ
الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ
إِلَّا خَسَارًا اور ہم اُتارتے ہین قرآن مین سے
جس سے روگ چنگے ہون اور مہر ہی ایمان والون
کو اور نہین زیادہ کرتا ہی قرآن ظالمون یعنی کافرون
کو مگر نقصان یعنے قرآن کی برکت سے مومن کے
دل کے روگ یعنے شک اور شبہ اور بدن کے
روگ بھی دفع ہوتے ہین اور جسکے دل مین کلمہ
بسا نہین اُسکو قرآن کیا فائدہ کریگا بلکہ قرآن
کی حکم عدولی کے سبب اور بھی سزا کے قابل
ہوگا سو سنو تم اپنے دین پر ثابت رہو اور رکھا کرو
لا اله الا الله محمد رسول الله فصل تیسری نماز کے خواہش
دلانے کے بیان مین ❀ جب مومن کلمہ طیب پر ثابت ہوا تو
ضرور ہوا کہ الله معبود برحق کی بندگی کرے کیونکہ بندگی نہ
کریگا تو معلوم ہوگا کہ کلمہ کا مضمون اُسکے دل مین نہین بسا
اور الله کی عظمت اُسکے دل مین ابھی تک نہین
سمائی نہین تو اُسکا حکم کیون نہ مانتا اُسکے رسول نے تو صاف یہ

سنا دیا کہ اسلام کی اصل ہی عبادت اور عبادت
پر اسلام کی نیو بن قایم ہی جیسا کہ مشکوۃ مصابیح
مین کتاب الایمان کی پہلی فصل مین عبد اللہ ابن عمر
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اُنھون کہا قَالَ رَسُولُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَہَادَۃِ
اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ
وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنایا گیا اسلام پانچ چیزون
پر وہ پانچون یہ ہین گواہی دینی اسکی کہ نہین کوئی
معبود سوا اللہ اور محمد بندے اُسکے اور بھیجے اُسکے
ہین اور ٹھیک اوا کرنی نماز اور دینی زکوۃ اور حج
ادا کرنا اور روزہ رکھنا رمضان کا یہہ حدیث بخاری
مسلم دونون مین ہی اور سب عبادت پر مقدم
نماز ہی کیونکہ جب نماز پڑھیگا تب سب عبادت کی
توفیق خود بخود ہوگی اور سارے گناہون سے نماز
اُسکو باز رکھے گی فرمایا اللہ صاحب نے اکیسوین
سیپارہ سورہ عنکبوت مین وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ
الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ اور قایم رکھ اور
ٹھیک ادا کر نماز کو بیشک نماز منع

کرتی ہی اور باز رکھتی ہی بیحیائی کے کام سے یعنے اُس کام سے جو عقل کے نزدیک بد ہی اور اُس کام سے جو شرع کے نزدیک بد ہی یعنے نماز کا خواص ہی کہ بندے کو گناہ سے باز رکھتی ہی اسواسطے کہ نماز ہمیشہ ادا کرنے کے سبب سے اللہ کی یاد اور اُسکا خوف ہمیشہ بندے کے دل میں لگا رہتا ہی ❁ روایت ہی کہ ایک جوان انصاری جماعت کی نماز ہمیشہ حضرت کے ساتھ پڑھتا تھا اور کسیوقت جماعت نہیں ترک کرتا تھا اور اُس جوان سے کوئی گناہ بچے نہ تھے لوگوں نے حضرت سے اُسکا حال عرض کیا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہی کہ اُسکی نماز اُسکو گناہ سے باز رکھے گی پھر تھوڑے دن کے بعد اللہ نے اُسکو توبہ کی توفیق دی اور وہ جوان صحابیوں میں بڑا زاہد ہوا ❁ اور حضرت نے فرمایا ہی کہ مسلمان اور کافر میں یہی فرق ہی کہ مسلمان نماز پڑھتا ہی اور کافر نہیں مشکوۃ مصابیح میں کتاب الصلواۃ کی پہلی فصل میں جابر سے روایت ہی اُنھوں نے کہا قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

فلیہ وسلم نے درمیان بندے کے اور درمیان کفر کے
جو چیز مقرر رہی کہ وہان تک پہنچے تو کفر مین جا پڑے
چھوڑ دینا نماز کا ہی یعنے بندے کے درمیان اور کفر
کے درمیان مین نماز ایک دیوار سی کھڑی ہوتی
ہی کہ بندے کے پاس کفر کو آنے نہین دیتی پھر جب
وہ دیوار گر گئی تب بندہ کفر مین جا پڑا روایت کیا
اِس کو مسلم نے اِس حدیث مین تہدید ہی دہمکی
ہی نماز چھوڑنے پر اور اسمین اشارہ ہی اِس
بات کا کہ نماز چھوڑنے سے نزدیک ہی کہ کافر ہو جاوے
اصحاب ظواہر کے نزدیک نماز چھوڑنے والا کافر ہی
مگر اِس حدیث سے صاف کافر ہو جانا نہین سمجھا جاتا
کیونکہ نماز آڑ ہی کہ کفر کو بندے تک آنے نہین دیتی
تو جب آڑ اُٹھ گیا تو اب کوئی چیز کفر کی روکنے
والی نہ باقی رہی ایسا لگتا ہی کہ کفر آ جاوے باقی
رہا یہہ کہ اگر ترک بمعنے چھوڑ دینے کے کہین کہ کوئی
شخص نماز کو چھوڑ دے کہ ہم سے کچھ کام نہین نماز
سے ہمنے اُسکو چھوڑا تب بیشک کافر ہو گا ✽ اللہ
مسلمان کو نماز چھوڑنے سے محفوظ رکھے جو مسلمان
ہوگا وہ نماز کو کب چھوڑیگا امام شافعی اور امام مالک

رحمہما اللہ کے نزدیک نماز چھوڑنیوالے کا قتل واجب ہی اگرچہ وہ کافر نہین ہوتا اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اُسکو مارپیٹ کرنا اور قید کرنا واجب ہی یہان تک کہ نماز پڑہے ❁ اور نماز چھوڑنے سے یہان بھی مطلب ہی کہ جان بوجھکا قصداً قضا کرنے اور اگر سو گیا یا بیہوش ہو ایا کسی کافر نے قید کیا اور نماز سے منع کیا اس سبب سے نماز قضا ہوئی تو وہ اس وعید مین نہین داخل ہی بات جو لوگ ایسے ہین کہ نماز نہین پڑہتے اور جو کوئی اُنسے کہتا ہی کہ نماز پڑھو تو کہتے ہین کہ ہمسے نماز کہان ہوسکتی ہی اب ہم بہت کی مزدوری کرین یا نماز پڑہین یا بعضے بدھے اسطرح کے ہین کہ اُنسے جو کوئی کہے کہ نماز پڑھو تو کہتے ہین کہ آہ صاحب اب ہم قبر مین پانون لٹکائے بیٹھے ہین ہم کیا نماز پڑہین گویا اُنکا ارادہ بھی نہین ہی نماز پڑہنے کا تو ایسے شخص کے کافر ہونے مین کسیکا خلاف نہین مگر بھائی ایک بات بڑے کام کی ہی دل سے یاد کر لینا چاہئے وہ یہہ ہی کہ جسکو ایسا دیکھو تو اُسسے انسے حکمت اور ملایمت سے کہو کہ نماز کا اقرار کرے یا تک نماز شروع کر

سمرو ے میں بابا اسطرح کہو کہ سبحان اللہ اُنکی کیا ستہر ی شکل ہی یے تو نمازی معلوم ہوتے ہیں اور چہرے پر تو اُنکے نورِ نمازی کا معلوم ہوتا ہی یے نماز پڑھتے ہونگے یا شاید اُنکو کسی نے سکھایا نہو گا خیر کیا ہوا اب سے پڑھینگے تاکہ وہ شخص نماز پر مستعد ہو جاوے اور نماز کا اقرار کرے بھائی یہہ مقام نازک ہی اسی حد سے آسکا انکار ظاہر نہ تھا اگر ہمنے سخت بات کہا اس سبب سے آسنے انکار کیا تو بڑی قباحت ہی گویا ہمنے اُسکو کافر کیا اور اسی طرح نصیحت کرنے کا حکم ہی قرآن میں ❁ فرمایا اللہ صاحب نے چودھیں سیپارے سورہ نحل میں اُدْعُ اِلیٰ سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ط بلا اپنے رب کی راہ پر پکی باتیں سمجھا کر یعنی ایسی باتیں کر آدمی کے دل میں چبھہ جاوے اور حق ثابت ہو جاوے اور شبہہ جاتا رہی اور نصیحت کر کر بھلی طرح یعنی میٹھی زبان سے نصیحت کر اور رنجش کر اُنسے اور الزام دے اُنکو جسطرح بہتر ہو یعنی نرمی اور خوش خوئی کے ساتھہ اور ایسی مثالیں دیکر کہ دل میں سما جاویں اور ایسی دلیلیں بیان کر کہ کچھہ

مقام ہی دیکھو دیگر تی لوگی نماز ادا کرنیکے بدلے ہیں تو
بہہ مراہی اور مالکل جونہ پڑھیگا اُسکا کیا حال ہوگا
اور مشکوة میں اسی حدیث کے بعد دوسری
حدیث عبد اللہ ابن شقیق سے جو تابعی ہیں اور
حضرت عمر اور حضرت علی اور حضرت عثمان اور
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے اُنھوں نے حدیثہ
سنی ہی روایت کیا ہی کہ عبد اللہ ابن شقیق نے کہا
كَانَ اَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا
مِنَ الْاَعْمَالِ تَرْكُهٗ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلٰوةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ کہ تھے
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں اعتقاد
کرتے کسی چیز کو عملوں میں سے کہ چھوڑنا اُسکا
کفر ہو سوائے نماز کے روایت کی اسکو ترمذی نے
اور مشکوة میں اسی حدیث کے بعد ابو درداء
اصحابی سے روایت کیا ہی کہ ابو درداء نے کہا اَوْصَانِي
خَلِيْلِيْ اَنْ لَا تُشْرِكْ بِاللهِ شَيْئًا وَاِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا
تَتْرُكْ صَلٰوةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ
بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ رَوَاهُ
ابْنُ مَاجَه وصیت کی مجکو میرے جانی دوست یعنے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شریک کر تو اللہ کا

کسی چیز کو اگرچہ ٹکڑے ٹکڑے کیا جاوے اور جلایا
جاوے اور مت چھوڑ تو نماز فرض کو جان بوجھ کے
پھر جسنے چھوڑا نماز کو جان بوجھکے بیشک نکل
گیا اُسمیں سے ذمہ اور قول و پیمان مسلمانی کا اور
مت پی شراب پھر تحقیق وہ کنجی ہی ساری بدیون
اور برائیون کی اسواسطے کہ برائی سے عقل منع
کرتی ہی اور شراب عقل کو کھو دیتا ہی جب عقل
گئی تب ہر بدی کا دروازہ کھلا اسیواسطے شراب کو
ام الخبایث کہتے ہیں یعنے ساری برائیونکی ماکہ ساری برائی
اُسسے پیدا ہوتی ہیں روایت کی اس حدیث کو ابن ماجہ نے
ثواب جسکے دل مین کلمہ بسیگا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو اللہ کا رسول سمجھیگا تو شرک کیون کریگا اور نماز کیون
چھوڑیگا اور شراب کیون پیویگا غرض جو کلمہ پر اعتقاد
رکھیگا وہ سارے حکم اللہ رسول کے قبول کریگا اور
سارے منہیات سے دور رہیگا سو یون کلمہ بڑی نعمت
ہی اگر کلمہ پر ایمان نہ لاتے تو قرآن حدیث کہان پاتے
اور یہہ اچھی باتین کہان سے سنتے یہہ کلمہ جو تمہارے
نصیب ہوا تو شکر کرو اور کہا کرو لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ فصل چوتھی اہل سنت کے مذہب کے

حق الہو نے اور شیعوں کے مذہب کے ناحق ہونیکے
بیان میں ❁ جب آدمی کلمۂ طیب پڑھ ایمان لایا اور دین
حق میں داخل ہوا تو اسے چاہیے کہ مذہب حق پر ثابت
رہے مسلمانوں کے واسطے دو چیز پر ثابت رہنے کا
حکم ہی ایک دین حق یعنی اسلام پر اور دوسرا مذہب
حق پر اور مذہب حق وہی ہی جو قرآن اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے نکلے دین اسلام کو
یعنی دین محمدی جیسی کلمہ اور روزہ نماز حج
زکوٰۃ وغیرہ کا حکم ہی اور مذہب حق جس سے راہ دین
اسلام کی دکھلائی دے ❁ مذہب معنے راہ اور طریقہ
یعنی جس راہ اور طریقہ سے احکام اسلام کے
بجالاویں اسیواسطے بولتے ہیں کہ مذہب حنفی
مذہب شافعی مذہب مالکی مذہب حنبلی یعنی ابو حنیفہ
اور شافعی اور مالک اور احمد حنبل رحمہم اللہ نے اسلام
کے احکام کو اس راہ سے پایا اور وہ مذہب
کہاں سے ملتا ہے قرآن و حدیث سے اسیواسطے
جو مذہب قرآن و حدیث کے مخالف ہیں وہ مذہب
برے ہیں اور قابل چھوڑنے کے یعنے جس راہ کے
سرے پر چلنے کو آنکھ اٹھا کے آپ دیکھا یا معتبر

لوگون نے سنا کہ دیکھو یہہ راہ آگے جا کے قرآن حدیث سے ملی ہی تو اسی راہ پر چلے گئے اور جس راہ کو دیکھا کہ یہہ قرآن حدیث سے نہین ملی ہی تو اُس راہ کو چھوڑا اسیواسطے جو لوگ کلمہ طیب پر ایمان لائے ہین اُنھون نے رافضیون کے مذہب کو چھوڑا ہی کہ وہ مذہب قرآن حدیث سے نہین ملتا بلکہ اُسے صاف جدا ہی اِس بات کی تحقیق قدیم کتابون مین بخوبی ہی جو کوئی چاہے دیکھ لے اور اِس زمانہ مین اثنا عشریہ جو تصنیف ہی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ العزیز کی مذہب حق دریافت کرنیکو کفایت ہی مگر مسلمانون کی خوشی کے واسطے دو ایک بات مختصر بیان کرتے ہین کیونکہ یہہ رسالہ بحث کے واسطے نہین لکھا فقط دو ایک بات مسلمانون کی تسلی خاطر کے واسطے لکھ دیا ❋ اب سنا چاہیے کہ اپنے مذہب کو تو کوئی برا کہنے کا نہین سو ہم انصاف کی بات کہتے ہین کہ مذہب برا وہی جو قرآن کے خلاف ہو اور مذہب حق وہی جو قرآن کے موافق ہو اور قرآن کے لفظی ترجمہ سے جسکا مطلب ثابت ہو کیونکہ تفسیر ایک مذہب والے کی دوسرے مذہب والا قبول

کرنیکا نہین اور اجسنی طرح حدیث بہی غرض وہ
اسکی تفسیر حدیث کا انکار کریگا پہلے اسکی تو
معاملہ فیصل ہونا دشوار ہوگا اسیواسطے ہم کہتے
ہین کہ اچھا یہ کہ کلام ایسے دو نو مذہب والے پاس
موجود ہی اسمین کسیکا خلاف نہین ہی اور اسکو
سب حق کہتے ہین سو جس بات کا جھگڑا ہوا اس
بات کو قرآن کی طرف رجوع کرو اور تفسیر و نکو بالای
طاق رکھنے کلام الہی کے لفظ سے مطلب نکالو جسکے
موافق قرآن ہو وہ حق پر ہی اور جسکی مخالف قرآن
ہو وہ ناحق پر ہی مگر بھائی قرآن کے لفظ کے سوا دوسری
کتاب کا لفظ بولنے نہ دینگے بہت ہی تو ترجمہ لفظی
ہو اور کہین دا ہنے بائین سے نہ جہپاؤ اگر بہت لاچار
ہونگے تو اپنے مذہب کی معتبر تفسیر کی بات سنینگے
اور تمہارے مذہب کی معتبر تفسیر کی بات تمکو
سناوینگے سو بہی ضرورت کے وقت نہ بالا بحث کے
مقام مین کہینگے جہان موقع دیکھینگے کہ فلانی آیت
حضرت صدیق یا حضرت علی کی شان مین ہی اسپر
دونون مذہب کی تفسیر والے متفق ہین پس اسے
زیادہ بولنے دینگے اور نہ ہم بولینگے اور جسکا

مذہب قرآن سے نہ نکلے گا تو پھر کیا ہندؤن کی پوتھی
سے نکلیگا جو مذہب قرآن سے نہ نکلے تو اُس مذہب
سے باز آنا چاہئے اور اِسمین شک نہین کہ
علم تفسیر برحق ہی اور حدیثون مین بھی اُسکا اشارہ
ہی بلکہ بعض آیت کی خود حضرت نے تفسیر کی ہی
حدیث کی کتابون کو دیکھو تو معلوم ہو اور صحابہ نے
بھی تفسیر کی ہی مگر یہہ کہ تفسیر قرآن کے ساتھ
نہین اُتری اسواسطے مخالف کی رو آیت و حدیثون
صرف سے قبول نہوگی اسواسطے ضرور ہوا کہ فقط
آیت سے دلیل لاوین کہ کسیکو انکار کی جگہہ نہ باقی
رہے اور نہین تو حدیث سے علم دین کے تین ثبت
ہین قرآن حدیث فقہ تینون برحق ہین مگر اپنے
مخالف مذہب کی حدیث فقہ کوئی قبول کرنیکا نہین ❊
اب ایک مسئلہ بیان کرتے ہین سنو کہ اہل
سنت ابوبکر صدیق کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا
اصحاب اور رفیق اور خلیفہ جانتے ہین اور شیعہ
اِسکا انکار کرتے ہین اور اُنکو برا کہتے ہین تو اہل
سنت کا قول قرآن سے ثابت ہی فرمایا اللہ صاحب
نے دسوین سپارہ سورہ توبہ مین اِلَّا تَنصُرُوہُ ❊

فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا
فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ج فَأَنْزَلَ
اللّٰهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ
الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ط وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ط وَاللّٰهُ
عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ اگر تم نہ مدد کروگے رسول کی تو اُسکی
مدد کی ہی اللہ نے جس وقت اُسکو نکالا کافروں نے
دو جان سے یعنے پیغمبر اور ابوبکر کو جب وے دونو تھے
غار میں جب کہنے لگا پیغمبر اپنے رفیق کو تو غم نہ کھا
اللہ ہمارے ساتھ ہی ۞ پھر اللہ نے اُتاری اپنی طرف
سے تسکین اُسپر اور مدد کو اُسکی بھیجی وے
فوجیں کہ تم نے نہیں دیکھیں ۞ اور نیچے ڈالی بات
کافروں کی ۞ اور اللہ کی بات ہمیشہ اوپر ہی ۞ اور
اللہ زبردست ہی حکمت والا ۞ تو اس مین حضرت
صدیق کی بڑی بزرگی نکلی کہ اللہ نے پیغمبر کے
ساتھ ابوبکر کا ذکر فرمایا کہ دو جان سے پیغمبر کو
نکالا تو وہاں دو جان کون تھے سوا پیغمبر اور ابوبکر
کے اور پیغمبر تے جو اللہ کے واسطے تکلیف اُٹھایا
اور غار مین گئے اور اُس تکلیف سے اللہ راضی
ہوا اُس تکلیف اُٹھانے مین بھی ابوبکر شریک تھے

اور اللہ نے ابو بکر کو پیغمبر کا رفیق کہا تو جسکو اللہ
پیغمبر کا رفیق کہے اُسسے دشمنی کرنا عین پیغمبر کی
دشمنی ہی ۞ اب جو ابو بکر کی دشمنی قرآن سے ثابت
کر دو تو سچے نہیں تو تمھین سمجھنا تو اللہ ہی نے کیا ہی
جب اِس آیت کے خلاف تمھارا عقیدہ ہوا
اور آیت سے منکر ہوئے تو کلمہ طیب سے بھی منکر
ہوئے پہلے مسلمان ہو اور صدق دل سے کلمہ پڑھو
تب تم سے دوسری بات کہین اور اسی بات کا
انکار شیعہ بھی نہین کرسکتے کہ ابو بکر صدیق غار مین
نتھے اُنکی تفسیرون مین بھی لکھا ہی کہ غار مین رفیق
پیغمبر کے ابو بکر تھے اور اُس غار کی رفاقت جو
صدیق نے صدق دل سے کی وہ ایسا مقبول اور
مشہور ہی کہ لوگ بڑے سچے یار کو بولتے ہیئن کہ
فلانا فلانے کا یار غار ہی یہہ لفظ نفاق کی دوستی پر
کوئی نہین بولتا نہ شیعہ نہ سنی یہہ اُنکے اعتقادی
مسئلون مین سے ایک مسئلہ بیان کیا اور اُس
مسئلہ کا خلاف قرآن کے ہونا ثابت کیا ۞ اب ایک
مسئلہ اُنکی فقہ کا بھی بیان کرتے ہیئن اور اُس
مسئلہ کا مخالف قرآن کے ہونا ثابت کرتے ہیئن و

یہہ مسئلہ بھی کو شیعہ لوگ متعہ کرنا عورتوں سے
درست جانتے ہیں اور متعہ اسطرح پر کرتے ہیں کہ
باہر کو اوہ عورت کو کچھ مال دیکے ایک مدت یعنی وقت
چار روز مقرر رکھ کے واسطے راضی کرتے ہیں اور
یہہ مسئلہ قرآن سے صراحۃ خلاف ہے فرمایا اللہ صاحب
نے اٹھارھویں سپارہ سورہ مومنون میں قَدْ اَفْلَحَ
الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ کام نکال گئے خلاص ہوئے مراد کو پہنچے ایمان
والے اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ جو اپنی نماز میں
دبے ہیں وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ اور نکمی
کی بات پر دھیان نہیں کرتے وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فَاعِلُوْنَ
اور جو زکوۃ دیا کرتے ہیں وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ
حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ فَاِنَّھُمْ
غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝ اور جو اپنی شہوت کی جگہوں کو تھام
رکھتے ہیں مگر اپنی جورؤں پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر
سو اُن پر نہیں الزام فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ
ھُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ پھر جو کوئی ڈھونڈے اُسکے سوائے سو
وہی ہیں حد سے بڑھنے والے اب اس آیت سے
صاف معلوم ہوا کہ جو کوئی سوائے اپنی زوجہ اور لونڈی
شرعی کے اور کسی طرح شہوت نکالے گا وہ حد سے

تھمنے والا ہی اور وہ خلاص نہوگا بلکہ جہنم مین پڑیگا
فقط ترجمہ سے یہہ بات صاف ظاہر ہی اور اللہ تعالی نے
نے سواے زوجہ اور لونڈی کے تیسری عورت کا
بیان نہین فرمایا بلکہ انہی دونو پر حصر کیا یعنی حد
باندھدیا اور انہی دونون پر ختم کیا سواب تیسری
قسم جو ہوگی تو وہ حرام ہوگی اور عورت متعہ کی
نہ زوجہ ہی نہ لونڈی تیسری قسم ہی تو بیشک
حرام ہوئی جب پہلے ترجمہ سے متعہ کا حرام ہونا ثابت
کرچکے تو اب تفسیر کرنیکا مضایقہ نہین اسواسطے
تفسیر کردیتے ہین کہ شیعہ لوگ یا انکے بہکانیوالے
شاید کچھ تقریر کرنے لگین تو پھر جواب دینا پڑے تو اب
ایکبارگی اس سے بھی فراغت ہو رہے اور تفسیر
ایسی کرینگے کہ کچھ عذر کی جگہہ باقی رہے بلکہ
وہی تفسیر کرینگے جو لفظ سے صاف بوجھی جاویگی
اب تفسیر سنو اور خوش ہو کے کہو کہ حق
آیا اور باطل نکل بھاگا اللہ صاحب نے فرمایا (والذین
ہم لفروجہم حافظون) یعنی حافظ ہوئے وے لوگ جو اپنے
شرمگاہون کو شہوت کی جگہون کو (حافظون) انکا نگاہ
رکھتے ہین کہ کسی کی نظر اسپر نہ پڑنے پاوے

یا کسی کا بدن اُسپر نہ پہنچنے پاوسے؛ (اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِہِمْ)،
مگر اپنے جوروں پر جفتوں پر ۞ یعنی اُنسے اپنے شرمگاہ
کا نگاہ رکھنا ضرور نہیں اُنسے فراغت سے جماع کریں ۞
زوجہ لغت میں جفت کو کہتے ہیں یعنی اُسکی جوڑا
تو چونکہ کاروبار گھر کا بغیر عورت مرد کی سوا فقت اور
اُنکے ملاپ کے درست نہیں ہوتا اِسواسطے عورت
کو مرد کا جوڑا اور مرد کو عورت کا جوڑا کہتے ہیں
جسطرح جوڑا موزے کا جوڑا پاپوش کا کہ ایک سے کام
نہیں نکلتا جب تک دوسرا نہو اور عورت مرد کے جوڑا
ہوتے میں کئی شرطیں جب تک وہ شرط نہو عورت
مرد جوڑا نہ کہلاوینگے پہلی شرط یہہ کہ اُسی عورت
اور مرد میں ایک خصوصیت ہو یعنی جو اُس عورت
مرد میں علاقہ ہو وہ دوسری عورت سے نہو اور وہ
علاقہ بغیر ایجاب و قبول شرعی کے جسکو عقد نکاح کہتے
ہیں حاصل نہیں ہوتا دوسری شرط یہہ کہ وہ خصوصیت اور
علاقہ خانہ داری اور گھر کی گذران اور انکا روبار کے
واسطے ہو نہ کہ وہ علاقہ فقط شہوت دفع کرنے کے
لئے ہو کیونکہ جب تک کہ گھر کے سارے کاروبار میں
شرکت نہوگی تب تک دونوں کا نفع اور ضرر شامل

نہوگا تو اِس صورت مین یعنے جفت ہونے کے
نہ پائے جاوینگے اِسیواسطے جرجی اور متعہ کی
عورت کو جفت نہین کہتے کیونکہ اِن عورتون سے
فقط شہوت دفع کرنیکا فائدہ ہوتا ہی تیسری شرط
یہہ کہ اُس عورت سے نسب اور اولاد کا پیدا ممکن ہو
یعنے اُس سے جو اولاد ہو وہ اِسیکی ٹھہرے کسی
دوسرے کا حق اُس عورت مین نہوگا تو اِس
صورت مین جو کوئی شخص کسی مرد کو اپنی لونڈی
سے جماع کرنیکی پروانگی دے تو وہ عورت جفت
نہ کہلاویگی چوتھے یہہ کہ اُسمین علو رتبت مرعی ہو اِسمین
نکاح کے علاقہ اور رشتہ سے کوئی دوسرا رشتہ
زیادہ مضبوط ہو اِسیواسطے ما اور بہن اور لڑکی
کو جفت مرد کی نہین کہہ سکتے تو مجموع اِن اسباب
تقریرون سے معلوم ہوا کہ عورت متعہ کی جفت
نہین ہی اِسیواسطے متعہ کی مدت مین اگر عورت
مرجاوے تو مرد اُسکا وارث نہین ہوتا اور مرد مرجاوے
تو عورت اُسکی وارث نہین ہوتی شیعون کے نزدیک ❁
تو معلوم ہوا کہ شیعون کے نزدیک بھی عورت متعہ
کی جفت نہین ہی اور ازواج مین نہین داخل ہی اگر ازواج

بیٹی تو داخل ہوئی تو البتہ اسکے لئے شیعہ لوگ میراث تجویز
کرتے کیونکہ ازواج کی میراث تو صاف قرآن سے ثابت
ہے اور نہ خود ایک اور بلاشک متعہ کی عورت کا
واجب ہوتا ہے اور نہ اس عورت کو گھر کے
کام و کار میں کچھ دخل ہوتا اور نہ وہ عورت مرد کے
نفع ضرر میں شریک ہوتی اور اس عورت کے
پیٹ سے جو اس مرد کی نسل ہوتی ہے اسکی
نکا حفاظت ممکن نہیں اور نہ اس لڑکے کے نسب کی
محافظت ہو سکتی ہے عجب نہیں کہ اسکے محرمات
سے اسکا نکاح ہو جاوے کیونکہ متعہ کی عدت گذرنے
بعد دونوں آپس میں اجنبی ہو جاتے ہیں یہ جدھر چاہے
چلی جاتی ہے وہ بھی اپنے گھر کو اسلئے وہ متعہ کی عورت
چلی جاتی ہے اور وہ دوسرے مرد سے ملتی ہے اگر متعہ کی
مدت میں اس عورت کے اس مرد سے پیٹ
رہ جاوےگا اور کوئی لڑکا پیدا ہوگا تو نہ وہ لڑکا اپنے باپ کو
پہچان سکتا ہے اور نہ باپ اس لڑکے کو اور
نہ وہ لڑکا باپ تک پہنچ سکتا کہ حق فرزندی کا اس سے
طلب کرے اور نہ باپ اس لڑکے کو پا سکتا
کہ حق پدری ادا کرے اور تربیت کرے اور جب

تو وہ لڑکا پہچان نہ پڑا تو باپ کے رشتہ دارون مین
سے جو اُسپر حرام ہین اور جن پر وہ حرام ہی یہہ
بھی نہ معلوم ہوگا تو آپس مین محارم کے ساتھہ نکاح
ممکن ہوا اور کتنا بکھیڑا بنا پڑا اب یہہ ڈر ہی کہ کہین
متعہ کا جنا بیٹا اپنے باپ کی بیٹی سے نکاح یا متعہ نہ کر لیے
اور متعہ کی جنی بیٹی ہو تو کہین اُسکا چچا یا بھائی نکاح
یا متعہ نہ کر لے نہین تو بیچارے شیعون کے گھر مین بڑی بھی
کھلبل پڑے اور شرافت مین داغ لگے ❀ بھائی
شبہہ ہونا بڑی مشکل ہی یہہ سب فضیحتی کسے
برداشت ہو سکتی ہی یہہ سب بوجھہ شیعون
ہی سے اُٹھہ سکتا ہی تب تو اس امت مرحومہ محمدیہ پر
اللہ نے یہہ بوجھہ نہین رکھا ❀ علی ہذا القیاس اس
صورت مین دوسری قرابت والے سے بھی یہی
شبہہ ہی اور اولاد کے نکاح دلانے مین کفو غیر کفو
کا لحاظ رکھنا بھی برہم ہوا اور لوگون مین میراث کا
تقسیم کرنا بھی مطلق موقوف ہوا کیونکہ متعہ زادون
کے وریثے تمام عالم مین پھیل گئے اب کس طرح معلوم
کرین کہ اُسکے کتنے وریثے ہین اور اُنکا کیا نام ہی اور
کہان کہان اُنکا مکان ہی تا کہ ہر ایک کی میراث اُسکے

پاس پہنچا اور بن متعہ کیا ہوئی بر اکھیڑا ہوا * پھر
اور دوسرے احکام زوجیت کے مثل عدت اور طلاق
اور ایلاء اور لعان اور ظہار اور شب باشی کی
باری وغیرہ شیعون کے اعتقاد بموجب بھی متعہ
والی عورت کے ساتھ نہین جاری ہیں تو جب
زوجیت کے سارے احکام متعہ والی عورت پر جاری
نہین کرتے تو صاف ظاہر ہوا کہ متعہ والی عورت
زوجہ نہین ہے اور جب زوجہ نہوئی تو حرام ہوئی *
اب یہان متعہ کے حلال جاننے والون نے اپنی بات
خرچ کرکے کچھ جواب لکھا ہے اُسکو ذرا سنو
اُن سبھون نے لکھا ہے کہ یہ سب احکام کچھ زوجیت
کے واسطے ضرور نہین ہیں کہ انکے نہ پائے جانے سے
متعہ والی عورات کو زوجیت سے نکالتے ہو کیونکہ
خوراک اور پوشاک نکاحی جورو کا بھی اگر وہ اپنے
شوہر کی بیحکمی کرے اور اپنے شوہر کے گھر سے نکل کے
دوسرے کے گھر مین رہے موقوف ہو جاتا ہے اور
عورت نکاحی جسنے اپنے شوہر کو قتل کیا ہے اُسکو بھی
میراث نہین پہنچتی اور جو نکاحی عورت کسی کی
لونڈی یا فرنگی مذہب ہے اُسکو بھی میراث نہین

پہنچتی اور جو کسی کی لونڈی سے نکاح کرے تو اُس
لونڈی اور شوہر مین لعان بھی نہین ہوتا اور شب
باشی کی باری بھی سفر مین موقوف ہوتی ہی یہہ
شیعون نے جواب دیا ❊ تو اب اُنکے جواب کو
ہم رد کرتے ہین ❊ سنو میان شیعہ یہہ جواب تو بہت
نامعقول اور نہایت پوچ ہوا اسواسطے کہ یہ سب
احکام جو نکاحی عورت سے موقوف ہوئے تو دوسرے
سببون سے جو اُسمین اوپر سے آلگے نہ کہ اصل
نکاح کے سبب سے یہ سب احکام موقوف ہوئے دیکھا
کر سب متعہ کے کہ اُسکے اصل ہی سے بغیر کسی
دوسرے سبب کے یہ سب احکام موقوف ہین
کیونکہ نکاحی عورت سے جب وہ سب اوپری سبب
نکل جاوینگے تب پھر وہ سب احکام اُسپر جاری ہونگے
مثلا عورت ناشزہ یعنے شوہر کی نافرمانی کرنیوالی جب
پھر اپنے شوہر کے گھر مین آویگی تب پھر خوراک
پوشاک کی مستحق ہوگی اور اگر لونڈی آزاد ہوگئی
یا کافر عورت مسلمان ہوگئی تب میراث کی مستحق
ہوگی اور اگر مرد سفر سے پھر آویگا تب عورت
اپنی شب باشی کی باری طلب کریگی تو عقد نکاح

کا اصلی ہین اُن سب احکام کو نہیں منع کرتا مگر دوسرے سبب اوپری اُن سب احکام کو منع کرتے ہیں مخالف متعہ کے کہ وہ خود اصل ہی سے اُن سب احکام کو منع کرتی ہی بغیر کسی دوسرے سبب کے مثلاً پانی کی اصلی طبیعت ہی جاری ہونا اور پتھر کی اصلی طبیعت ہی جماد ہونا تو اگر کوئی اپنی حماقت سے کہنے لگے کہ پتھر بھی پانی کے قسم سے ہی اسواسطے کہ پانی بھی برف کے دنوں میں جم جاتا ہی یا کہنے لگے کہ پانی بھی پتھر کے قسم سے ہی اسواسطے کہ پتھر بھی تیز آگ ڈالنے سے پانی ہو جاتا ہی تو کوئی عقلمند اُسکے اس ہذیان اور بیہودہ گوئی کو نہ قبول کریگا ؛ اور متعہ کے حرام ہونیکی یہہ دلیل بڑی مضبوط ہی کہ اللہ تعالی نے نکاحی زوجہ کو چار عدد پر منحصر اور ختم فرمایا ہی جیسا کہ سورۂ نساء کے اول میں وہ آیت موجود ہی تو اگر متعہ والی عورت زوجہ میں داخل ہوتی تو اُنھیں چار میں ہوتی مثلاً دو نکاحی ہو تین دو متعہ والی یا تین نکاحی ایک متعہ والی حالانکہ متعہ کے حلال جاننے والے دس دس عورت سے ایک رات میں متعہ کرنا درست کہتے ہیں اور باوجود چار جورواں

نکاحی کے پانچوین سے متعہ کرنا درست جانتے ہیں تو
معلوم ہوا کہ اُنکے نزدیک بھی متعہ والی زوجہ نہین
ہی تب تو چار کے سوا دوسری شیعہ رنڈون سے متعہ
تجویز کرتے ہیں اور حالانکہ وہ لوگ بھی چار عورت
نکاحی کے موجود ہوتے پانچوین سے نکاح درست نہین
جانتے تو صاف معلوم ہوا کہ اُنکی کتاب سے بھی متعہ
والی زوجہ نہین ہی تو جب زوجہ نہوئی تو حرام ہوئی
اور شرع شریف مین مقرر ہی کہ جب کسی شخص
نے اپنی نکاحی عورت سے جماع کیا تب وہ شخص
محصن کہلایا پھر اب محصن ہونیکے بعد اگر زنا کریگا تو
اُسکو سنگسار کرینگے اور اگر محصن ہونے کے
قبل یعنے نکاحی عورت سے جماع کرنے کے قبل جو زنا
کریگا تو سو کوڑے مارا جاویگا ۞ اور متعہ کے حلال جاننے والے
خود کہتے ہیں کہ متعہ والی عورت سے جماع کرنے سے
محصن نہین ہوتا اور کسی صورت سے متعہ والی زوجہ
مین نہین داخل ہی خود شیعون کے قول سے تو
بیشک متعہ حرام ہی (اَوْمَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ) یا وہ چیز
کہ مالک ہوئے ہیں ہاتھہ اُنکے اور وہ چیز کیا ہی کہ لونڈیونکا
جہول مخصوص ۞ اللہ تعالی نے لفظ ما کا فرمانا اور ما معنے چیز

کے ہیں تو اسے کیا فائدہ • نکالا کر لونڈی کے بدن میں
جس چیز کے مالک ہیں اور وہ چیز وہی ہی جو تخم
بونے کے قابل ہی جیسا کہ اللہ تعالی نے سورہ بقر
میں جورؤن کو مرد کی کھیتی فرمایا ہی کیونکہ مرد اُسمین
اپنا تخم بوتا ہی اور وہ اُس تخم کو اُگاتی ہی تو دوسرا مکان
جو نجاست کا ہی وہ کھیتی نہین ہی کیونکہ اُسے تخم نہین
اُگتا تو اُس راہ سے جماع حرام ہی کیونکہ اُسکا
مالک ہمکو اللہ نے نہین فرمایا اور غلام کے وہ چیز نہین ہی مگر
لونڈی کے وہ ہو تو جو چیز تخم بونے اور نسل لینے
کے قابل ہی وہ حلال اور جو کھیتی کے لایق نہین اور
مکان نجس ہی وہ حرام اور لغت مین مالک یمین
کے یہہ معنے ہیں کہ اُسکی ذات اور گردن کا مالک
ہو یعنے اُسکا سارا بدن سر سے قدم تک اُسکا مال ہو
اسیواسطے اُسکو بیچ سکتا ہی اور جورو کو
نہین بیچ سکتا اور عاریت یعنے منگنی کی چیز کو لغت
مین مالک یمین نہین کہتے ہیں اسیواسطے جو کوئی شخص
اپنی لونڈی کو جماع کرنے کے لئے کسی دوسرے کو عاریت
دیدے تو وہ حلال نہین ہی کیونکہ اُسمین مالک یمین نہین
ثابت ❁ تو خلاصہ یہہ ہوا کہ مرد کو اپنی حاجت رفع کرنے

کے لئے دو قسم کی عورت حلال ہین ایک زوجہ دوسری ملک یمین کی عورت یعنے لونڈی تو جو لوگ اِن دونون قسم کی عورت سے جماع کرین) فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ) سو وہ لوگ نہین ہین ملامت کئے گئے اور اُن پر کچھ اُلاہنا نہین (فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ ﷺ) پھر جو کوئی ڈھونڈھے سوائے اِس دو قسم یعنی زوجہ اور لونڈی کے سو وہی ہین حد سے بڑھنے والے کہ اللہ کے باندھے حد سے بڑھ گئے یعنے آیتے لوگ خائض ہونگے ﷺ اب اِس مقام مین ایک بڑا فائدہ لکھتے ہین اُسکو یاد کر لینا چاہیے وہ یہہ ہی کہ شہوت جماع کی جو ہی اُسکے وقع کرنے کی کئی طرح ہی سو شرع شریف مین وہ سب طرح حرام ہی سوائے اِسی دو طرح کے جسکو اللہ نے حلال فرمایا یعنے زوجہ اور لونڈی کہ یے دونون بے شبہہ حلال ہین اور جو نسی طرح حرام ہین وہ یے ہین ایک لواطت یعنے جماع کرنا محل نجاست مین خواہ وہ محل نجاست مرد کا ہو خواہ عورت کا خواہ اپنی نکاحی عورت اور لونڈی ہو خواہ اجنبی دوسرے زنا سوا جرہ جسکو ہندی مین خرچی کی عورت کہتے ہین تیسرے زنا مصاقہ

جسکو ہندی مین خانگی عورت اور یاری اوتر دوستی اور آشنائی والی عورت کہتے ہین کہ وہ بغیر اُجرت کے محض یاری آشنائی سے یہہ برا کام کروانی ہی چوتھے زن مبکرہ یعنے جس عورت سے زبردستی یہہ برا کام کرین پانچوین زن متعہ کہ اُسسے ایک مدت اور اُجرت مقرر کرکے یہہ برا کام کرین چھٹین عاریت کی لونڈی کہ اُسکے مالک سے اُسکو اِسی بدی کے کام کے واسطے مانگ لین ساتوین زن مساحقہ کہ لواطت کے اُلٹے ہی یعنے عورت سے عورت شہوت رانی کرے اٹھوین منی نکالنا ہاتھ سے جسکو جلق کہتے ہین نوین نکاح کرنا محارم سے یعنے جن عورتون سے اللہ نے نکاح کرنا حرام فرمایا ہی خواہ وہ محارم بسبب والی ہو مثل ما اور بہن اور پھپھی اور خالہ اور بھتیجی اور بھانجی وغیرہ کے خواہ وہ محارم بسبب سسرال کے ناتے والی ہو مثل ساس اور جورو کے نکاح مین موجود ہوتے ہوئے جورو کی بہن اور پھپھی اور خالہ وغیرہ خواہ وہ محارم رضاعی ہو یعنے دودھ کے ناتے کی مثل دودھ پلانیوالی ما اور اُسکی جڑ اور شاخ یہہ ین وہ عورتین کہ

دوسرے شخص کے نکاح مین ہی کہ اُسسے نکاح بھی
درست نہین ہی کیا روہین زن مشہر کہ کوئی آدمی
مترکت ہوکے اُسسے نکاح کرین بار وہین فاحشہ عورت
کہ اُسسے نکاح درست نہین تو اسے سب قسم
مَاوَرَاءَ ذٰلِکُم) کے لفظ سے حرام مطلق ہین غرض
سوائے اپنی زوجہ اور لونڈی کے جس طرح شہوت
رانی کریگا سب حرام اور موجب جہنم کی ہوئگی
الحمد للہ کہ قرآن سے یہہ باطل ہوا حق آیا اور باطل
نکل بھاگا موسو ن تم اپنے کامہ پر ثابت رہو اور اللہ کا
رسول جو کتاب لایا ہی اُسپر عمل کرو اور صدق
دل سے پڑھو کرو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ ایک
لطیفہ لکھیے ہین وہ بھی بڑے کام کا ہی وہ یہہ ہی کہ شیعہ
لوگ جاہلون اور نادانون کو اپنے مذہب باطل
مین لانے کیواسطے بعضی بعضی مثالین اور قصے کہانی
اپنی عقل کے زور سے بناچنا کے سناتے ہین اور
اُن قصون مین ایسی بات بنالین ہین کہ نادان
لوگ گھبرا جاتے ہین اور اپنے مذہب کی برائی کہ
قرآن سے اُنکا مذہب صاف باطل ہی اور اُسکی
دو بات نمونہ کی طرح پر ہمنے لکھ دی ہی جو موٴمن ہوگا

وہ آپ ہی سے سوچ جاویگا اُسکو چھپاتے ہیں سو ہم
بھی اُنکے مذہب کے رد کرنے کے واسطے کچھ عقلی
دلیل بھی بیان کرتے ہیں کہ اُسسے ہر پڑھا اور ان پڑھا
اُنکے مذہب کی برائی دریافت کریگا اور اللہ کے فضل
سے ہماری عقلی دلیل بھی ایسی ہی کہ اُنکی اصلی
شرارت اور دغابازی کو جڑ سے کھود بہا دیگی
بالکل حقیقت میں ہماری یہہ عقلی دلیل بھی حدیث
قرآن سے نکلی ہی جو کوئی غور کریگا تو صاف پہچان
جاویگا پہلی دلیل یہہ ہی کہ اصل دیس دین محمدی کا
مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ ہی کہ دین وہاں ہی سے نکلا
اور حضرت نے خوشخبری دی ہی کہ میرا دین قیامت
تک مکہ مدینہ میں بالکل سارے حجاز میں رہیگا اور
شیعہ سنی سب جانتے ہیں کہ دین محمدی کا دیس
مکہ مدینہ ہی اسمیں کسیکو شبہہ نہیں اور ہر چیز کو
اُسکے دیس والے خوب پہچانتے ہیں اور وہ چیز
اپنے دیس میں بہت ہوتی ہی دوسرے دیس میں وہاں
ہی سے جاتی ہی تو اب دین محمدی کو جیسا کہ مکے مدینے
والے پہچانیں گے ویسا دوسرے دیس والے کاہی کو
پہچانیں گے اور پہچانیں گے تو انہی کے لوگوں

سے اُسکی پہچان سیکھے اور دین محمدی جیسا کہ کے مدینے مین ہوگا ویسا اور دیس مین کاہے کو ہوگا اور آیا ہوگا تو وہان ہی سے آیا ہوگا ❁ تو اب جو دین کہ مدینے مین ہی یا اُسیطرح کا اور دیس مین ہی وہی دین اصلی ہی اور جو اُسکے خلاف ہی وہ بیچ کا بنایا ہوا اور نقلی ہی تو الحمد للہ کہ مدینے مین مذہب اہل سنت وجماعت کا ہی جو کوئی چاہے تحقیق کرلے اور ہزارون آدمی سے اسکی گواہی لے لے تو جب شیعہ مذہب دین کے دیس مین نہین تو معلوم ہوا کہ یہہ مذہب بے اصلی ہی اور مذہب سنت وجماعت کا حق ❁ سچ ہی جہان خود کعبہ موجود ہی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خود آرام فرماتے ہین وہان کیون نہ دین قیامت تک رہے جو تاثیر اور برکت کعبہ شریفہ اور حضرت کے بدن تبارک مین ہی اُسکو کیا پوچھنا بڑی برکت اور تاثیر ظاہر مین بہی دیکھتے ہین کہ وہان دین حق اب تک موجود ہی اور قیامت تک رہیگا اور دوسری دلیل یہہ کہ بڑی عبادت حج ہی اُس عبادت ادا کروانے کی خدمت اللہ تعالی نے کہ والون کو دی ہی اور وہ سب اپنے مذہب اور دین کے موافق لوگون سے

حج کے ارکان ادا کرواتے ہیں بھلا اللہ کس طرح
قبول کرنے کو ایسی عبادت بزرگ کے ادا کروانے
کو اللہ تعالیٰ بیدینوں اور بدمذہبوں کے ہاتھ میں
سپرد کرتے اور لاکھوں حاجیوں کی عبادت کو بغیر
گناہ اور تقصیر کے انکی مذمت سے خراب کرواتا ہے
اور کعبہ کی خدمت اور نگہبانی کے واسطے بیدینوں
کو مقرر کرتے کیا اللہ کو قدرت نہیں کہ بیدینوں کو
نکال کے وہاں دینداروں کو بساوے اور اللہ تعالیٰ کی
نگاہ رحمت کی تو کعبہ پر ایسی ہے کہ آپ اسکو خراب
کرنے کو جو کفار آئے تھے تو انکو چڑیوں سے ہلاک
کروا ڈالا اب کیا قصور ہوا کہ کعبہ کو بیدینوں کے ہاتھ
میں سونپا معاذ اللہ آپ نے الٹا دیکھئے اللہ تعالیٰ کے
سچی دلیل یہہ کہ اگر مدینے کے لوگ دیندار اور
اللہ کی مرضی موافق نہوتے تو اُن میں اپنے محبوب کو
کیوں رکھتا اپنے بیٹے کو کوئی بدوں کی صحبت میں بیٹھنے کا
روادار نہیں ہوتا سو جسطرح باپ اپنے بیٹے کو پیار کرتا
ہی اس سے کروڑوں درجے بڑھکے اللہ اپنے رسول
محبوب کو پیار کرتا ہی تو انکو بدوں کی صحبت میں
کیوں رکھتا اور انکی مصاحبت کے واسطے بیدینوں

اور بدمذہبون کو کیون پسند کرنا اور اپنے رسول
کو جو اور مُردون کی طرح نہین ہین بالکہ وہ زندون کا
حکم رکھتے ہین کیون دکھ دینا کہ جیسا وے لوگ پانچو
وقت اُنکی مسجد مین اور اُنکے قریب نا اُنکی
شرع کے خلاف نماز ادا کرتے اور اُنکی حرم شریف
مین بیٹھکر اُنکے دین کے خلاف کہتین پڑہتے پڑہاتے
سبحان اللہ یہ کیا اعتقاد ہی بارک حق یون ہوا کرو وہ لوگ
ایسے ہی دیکھے اور ماریح سنت نبوی اور ابعد
کی مرضی موافق ہین کہ اسنے اُنمین اپنے رسول
مقبول کو رکھا ہی جو دین اور مذہب تو ہان کے لوگ
کا ہی وہی حق ہی قربان اُس رسول کے اور قربان
اُنکے نام مبارک کے ﷺ غرض کہ مدینہ والے دین حق پر ہین اگرچہ
بشریت کے سبب کوئی بدعت گناہ اُنسے ہو جاوے
کیونکہ خود حضرت کی زندگی مین ایسا ہو جاتا تہا کہ
مسلمانون سے گناہ ہو پڑتے تھے تو اُنسے کچھ آنحضرت کو
دکھ ہوتا تہا ناکت اُن پر رحم فرماتے اور اُنکے حق مین
استغفار کرتے اور اُنسے استغفار کرواتے بھائیو
جسکو کلمہ گوئی کا دعوی ہو تو دل ان باتونکو انصاف
سے سوچے اور بات کی پچ پکڑے اور اپنے باپ

دار و ینکی رسم اور چال پر چلا کرے تو انشاء اللہ تعالی یہی باتین آپکو کام آوینگی کوئی کسی کی قبر مین سوینےکا نہین اور نہ کوئی کسی کے بدلے عذاب اٹھاویگا آمنا لیکھا اپنے ہاتھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فصل

پانچوین اہل سنت کے چارون مذہب کے برحق ہونیکے بیان

مین اور اس فصل مین چار ہدایت ہین ہدایت پہلی اس بیان مین کہ چارون امامون کے مذہب مین جو اختلاف ہوا تو اللہ اور رسول کی خوشی اسی مین تھی اور چارون امامون نے جسکے طریقہ کو کوئی اختیار کریگا وہ اللہ کی راہ پاویگا اب سننا چاہئے کہ طریقہ امامون کا حقیقت مین طریقہ صحابہ کا ہی کچھ امامون نے اپنے گھر سے کوئی طریقہ نہین نکالا ایک حقیقت یہ ہی کہ جس امام کو جس اصحاب کی روایت کی حدیث پہنچی اسنے اسی حدیث پر عمل کیا اور اسی اصحاب کی پیروی کرکے اللہ کی راہ پائی اور اس بات کی اجازت خود اللہ اور اللہ کے رسول نے دی ہی جیسا کہ مشکوۃ مصابیح مین باب مناقب صحابہ کی تیسری فصل مین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يَقُوْلُ سَأَلْتُ رَبِّيْ عَنْ اخْتِلَافِ اَصْحَابِيْ مِنْ بَعْدِيْ فَاَوْحٰى
اللهُ اِلَيَّ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اَصْحَابَكَ عِنْدِيْ بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِي
السَّمَاءِ بَعْضُهَا اَقْوٰى مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلٍّ نُوْرٌ فَمَنْ اَخَذَ بِشَيْءٍ
مِمَّا هُمْ عَلَيْهِ مِنْ اخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِيْ عَلٰى هُدًى قَالَ وَقَالَ
رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمْ
اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ رَوَاهُ رَزِيْنٌ کہا حضرت عمر رضی
اللہ عنہ نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
فرماتے تھے کہ پوچھا میں نے اپنے رب کو حال اختلاف
اپنے اصحاب کا میرے بعد تب وحی بھیجی اللہ نے میری
طرف کہ اے محمد تیرے اصحاب نزدیک میرے
نزدیک بجائے ستاروں کے ہیں آسمان میں کہ بعضے
اُن ستاروں میں سے روشن زیادہ ہیں بعضے
سے اور ہر ایک کے لئے ایک روشنی ہے سو جس
شخص نے اختیار کیا کسی چیز کو یعنی کسی علم اور
عمل کو اُن چیزوں میں سے کہ وے لوگ اُس پر
ہیں اپنے اختلاف میں سے یعنی فقہی مسئلوں میں
جو صحابہ میں اختلاف تھی کہ کوئی کسی طرح عمل کرتا
تھا اور کوئی کسی طرح تو جو شخص اُن میں سے
کسی اصحاب کی پیروی کریگا تو وہ شخص میرے

نزدیک سیدھی راہ پر تھی کہا حضرت جبرئیل نے اور
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اصحاب میرے
بجائے ستاروں کے ہیں جس طرح میدان اور دریا
میں ستاروں سے راہ ملتی ہی اسی طرح میرے
اصحاب سے بھی راہ ملتی ہی جو ان میں سے جسکی
اقتدا کروگے اور جسکے پیچھے چلوگے سیدھی راہ
پاؤگے ﴿ اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ اللہ
اور رسول کی مرضی یہی تھی کہ امت کی نجات کے
واسطے کئی راہ مقرر ہوں اور دریچے سب کھلے ہوں
کشادہ کیے ہوں کہ جس راہ سے چاہیں منزل مقصود
کو پہنچ جاویں کیونکہ راہ چلنے والے اس امت میں
بہت ہیں اور بیشمار ہونگے اسواسطے کہ قیامت تک
اس خاتم النبیین کا دین جاری رہیگا دوسرا نبی آنیکا
نہیں تو امت بیشمار کا ایک راہ سے کس طرح
گذارا ہوتا آپس میں دب دب کے مرجاتے اس
واسطے اللہ نے رحمت کیا اور منزل تک پہنچنے کے
واسطے کئی راہ مقرر کردیا ﴿ اب ایک بات سننے
دینے کی ہی یاد رکھنا چاہئے وہ یہہ ہی کہ اصلی منزل مقصود میں
خلاف نہیں ہی کہ کوئی مغرب کو جاوے کوئی اور مشرق

کو کوئی جنوب کو کوئی شمال کو بالکل منزل مقصود
ایک ہی ہی اور اُسی رخ پر کئی راہ ہین یعنی
اصل دین اور ایمان اور عبادات مین جو فرض اور
واجب ہین خلاف نہین ہی بالکل خلاف ہی تو فروع
یعنی شاخون مین اور اسیکو فقہ کہتے ہین ❊ اور اس
حدیث سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ اصحاب لوگ بھی
آپس مین چھوٹے بڑے ہین مگر راہ پانے کو سبکی
پیروی کفایت کرتی ہی مثلا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے
رفع یدین نہ کرنے مین عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ
عنہ کی پیروی کی ہی اور امام شافعی رحمہ اللہ نے رفع
یدین کرنے مین عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی پیروی کی ہی تو
دونون صاحبون نے دین کی راہ پائی اور اسیطرح
جسنے اُن صاحبونکی پیروی کی دین کی راہ پائی اب اُسکو
دوسری راہ تلاش کرنا اور ردو بدل پھرنا اور
بدحواس ہوکے ہر ایک سے پوچھنا ضرور نہین ہی
کیونکہ راہ مل چکی اب اُسپر چلنا چاہیے کہ راہ کٹے
اور منزل مقصود پر پہنچے اسمین پوچھا پاچھی مین
تو عمر گذر جائیگی پھر منزل پر کب پہنچیگا اور خود
حضرت نے فرما دیا کہ میرے صحابہ مین سے جسکے پیچھے

چلوگے میری راہ پاؤ گے سو ہمکو یقین ہی کہ ہم
جس اصحاب کی جو دین کے تارے ہیں پیروی کرینگے دین
کی راہ پاوینگے کیونکہ اُن تاروں نے اُسی دین
کے آفتاب سے روشنی حاصل کی ہی کہ اندھیری
رات میں یعنی بعد غروب ہونے آفتاب نبوت کے
کام آوے اور اُسکی ذریات رحمت سے اپنی طاقت
موافق سبھوں نے پانی بھر رکھا ہی کہ جب دریا
نہ ملے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات
نہ میسر ہووے تب اُسی سے پیاس بجھاوین ۞
حضرت مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر
فتح العزیز میں عجب پاکیزہ مضمون بیان فرمایا ہی وہ
مضمون اِس مقام کے مناسب ہی اِسواسطے
ذکر کرتے ہیں وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ یعنی قسم کھاتا ہوں
رات کی جب چھا جاوے اور اپنی تاریکی کے سبب
چیزوں کو خلق اللہ کی نظر سے چھپادے اور چھپانا
رات کا اُس وقت ہوتا ہی کہ ماہتاب اور مشعل
اور شمع اور چراغ کی روشنی اُس رات
میں نہین ہوتی تو اِس قسم کی رات نمونہ ہی
جاہلیت کے زمانے کا اور جاہلیت کا زمانہ اُس

زمانے کو کہتے ہیں جو حضرت کے نبی ہونے کے پہلے تھا کہ اُس زمانے میں بالکل اندھیرا تھا اور وقت ضحی یعنی چاشت کا کہ وہ پورے نور کا وقت ہی نمونہ ہی حضرت پر وحی اُترنے کے وقت کا کہ اُس وقت دنیا نور سے روشن ہو گئی تھی اور وحی کے موقوف ہونے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات شریف کے بعد جب تک خلفای راشدین باقی رہے رات تو آئی لیکن ایسی رات کہ جسکے شروع سے آخر تک روشنی ماہتاب کی موجود ہی تو جسطرح ماہتاب آفتاب کا خلیفہ ہی کہ اُس کی روشنی اپنے درمیان میں حاصل کر کے جہان کے روشن کرنیکے واسطے بجای آفتاب کے اُٹھتا ہی اُسیطرح خلفای راشدین نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ کی روشنی اپنے درمیان میں حاصل کر کے سارے جہان کو اپنے نور سے روشن کیا ہی اور خلافت کے زمانے کے موقوف ہونے کے بعد رات کی تاریکی چھا گئی تب حق کے طالب جو فرقے ہیں اُن میں سے ہر کوئی اپنے مقدور موافق چراغ اور شمع اور مشعل کی روشنی سے مدد ڈھونڈھنے لگے اور اُسی روشنی سے اپنا کام نکالیے

لگے ہیں اسی سبب سے مجتہدوں کا مذہب اور
اولیاء اللہ کا طریقہ روشنی اور نور جاری کرتے
میں تفاوت اور اختلاف رکھتا ہے یہاں تک تفسیر کا
مضمون ہے یعنی کسیکو چراغ کسی کو شمع کسی کو
مشعل تا اُنکی روشنی سے لوگوں کو راہ دکھائی
اور اندھیرے میں ٹھوکر کھانے اور گڑہے میں گرکے
ہلاک ہونے سے بچایا ۞ تو اب جو کوئی اس زمانے
میں کہ ماہتاب آفتاب تو غروب ہوا شمع چراغ
مشعل کی روشنی سے انکار کریگا تو وہ بے شبہہ
ٹھوکر کھاتا پھریگا اور گڑہے میں گریگا اسیواسطے
مسلمانوں کی جماعت کا اتفاق ہے کہ جسکو اجتہاد کی
لیاقت نہو وہ کسی امام کی تقلید کرے اور اُنہیں کی
روشنی میں راہ چلے اور حقیقت میں اُن بزرگوں
نے یہہ روشنی حضرت کے اصحابوں سے پائی ہے
اور اصحابوں نے خود حضرت سے پائی تو اس
روشنی سے انکار کرنا ٹھوکر کھانے اور راہ بھولنے
کی نشانی ہے ۞ مسلمانو سوچو تو ہم جو کسی امام کی
تقلید کرتے ہیں تو فقط اسیواسطے کہ اُنکے پاس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی امانت ہے

اور نہین تو انہنے اسمے کچھ دو بیزار رشتہ قرابت
نہین ہی حضرت شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے
شرح سفرالسعادۃ کے اوایل مین مجتہدون مین
خلاف ہونے کی وجہ اور چارون اماموں کا ذکر اور
اُنکی تقلید کا بیان بہت خوبی کے ساتھہ لکھا ہی سو وہ
مضمون اسمقام کے مناسب ہی اسواسطے
کچھ آپ کا خلاصہ اور دوسری حدیثین بھی جو اس
مقام کے مناسب ہین بخوبی شرح کرکے دوسری ہدایت
مین لکھتے ہین ہدایت دوسری مجتہدونکے اختلاف کی
وجہ اور چارون اماموں کے ذکر مین اور چارون اماموں کی
تقلید اور تابعداری کے حکم کے بیان مین ❋ اور اس
ہدایت مین چھہ فائدے ہین پہلا فائدہ مجتہدون کے
خلاف کی وجہ کے بیان مین ❋ جاننا چاہیئے کہ صحابہ رضی اللہ
عنہم کے درمیان مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
صحبت کی برکت سے اور دل کی روشنی اور
عقیدہ کی صفائی کے سبب سے کچھہ اختلاف اور
شبہہ نتھا اور اسسبب سے اکو مضمون قرآن
حدیث کا ان لوگون پر خوب روشن تھا اور نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے حضور مین حاضر رہا کرتے اور وحی اترنے کے

وقت مین موجود نہے آنکو قیاس اور اجتہاد کی حاجت نہ تھی مگر کئی مسئلون مین جو بعد آن حضرت کے کسی قدر خطاب ہوا سو آسکی یہہ وجہ ہی کہ صحابہ مین سے ہر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے دریای اور انکے فضل کے چشمہ اور انکی رحمت کے باران سے مانند ایک ندی یا حوض اور نہر کے تھے کہ اپنے درمیان مین نبوت کے دریا اور چشمہ اور باران رحمت کا پانی جمع کر رکھا تھا کہ اسی سے آپ بھی پانی پیتے اور دوسرے پیاسونکو بھی پلاتے ❁ مگر چونکہ ان سب کا وقت حضرت کی صحبت مین حاضر ہونے کا مختلف تھا اور سب کوئی ایک ہی وقت مین مجلس شریف مین جمع نہین رہتے تھے بلکہ کوئی کسی وقت مجلس شریف مین حاضر ہوا اور کوئی کسی وقت سو اپنے اپنے حاضر ہونے کے وقت مین جیسی جو نعمت پائی آپ کو اپنے سینہ مین حفاظت کے ساتھ لگا رکھی اور اسی پر عمل کرتا رہا ❁ لہذا حضرت کے فعل فرض واجب کے سوا نفلون اور مستحبون اور فضیلت کے کامون مین ہمیشہ ایک طور پر نہ تھا بلکہ اسواسطے کہ آپ امت پر کمال شفقت اور رحمت کی کشادگی سے طور بھی کو

حسب ہمارے وہ لوگ تنگی مین نہ پڑین اسواسطے کہ
اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جس عمل کو حضرت ہمیشہ
کرتے وہ واجب ہو جاتا اور بحکم الہی اُسکی فرضیت
مین نازل ہوتی چنانچہ تراویح کی حدیث سے صاف
ظاہر ہے کہ حضرت نے تین رات پڑھی اور پھر نہ پڑھی
بلکہ عذر بیان فرمایا کہ اگر مین ہمیشہ پڑھونگا تو خوف
ہے کہ کہین فرض نہو جاوے اور پھر تمکو اُسکا ادا
کرنا مشکل ہو تو بس اسی سبب سے جو ایک
اصحاب نے پایا اور دیکھا وہ دوسرے نے نہین ✻ اور
یہی سبب ہوا اصحاب کے علم مین اختلاف ہونیکا پھر
حضرت کے وفات شریف کے بعد ہر ایک اصحاب
اسلام کے شہرون مین جو فیض اور علم اور روشنی
آن حضرت سے اُنکے حصہ مین آئی تھی اُسکو لیے
ہوئے پھیل گئے اور آنحضرت کے علم اور احکام کو
پھیلایا اور جاری کیا سو جیسے جس جس اصحاب
سے جون جون سی راہ پائی وہی راہ حق تھی اور وہی راہ
دین محمدی کی تھی اُسمین سے کوئی راہ غیر کی
نہ تھی اسیواسطے اہل سنت وجماعت کے چارو مذہب
کو حق جانتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ چارو راہ آن حضرت

گئی ہیں ❁ پھر بعد اسکے عرب اور عجم کے جو لوگ
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف
نہوئے تھے اور نبوت کا زمانہ نہ دیکھے تھے وہ لوگ
صحابہ کی خدمت میں دوڑتے اور اُنکی صحبت میں
حاضر باش ہوکے صحابہ کے علم کی روشنی سے اپنے
سینہ کو روشن کیا اُن لوگوں کو تابعین کہتے ہیں ❁
پھر بعد اسکے جن لوگوں کو صحابہ کی ملاقات بھی
میسر نہوئی وہ لوگ تابعین کی خدمت میں حاضر
ہوئے اور اُنسے فیض حاصل کیا اور دین کا فایدہ لیا
اُن لوگوں کو تبع تابعین کہتے ہیں ❁ تو یہ تینوں گروہ
یعنی صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین دین کے پیشوا
ہیں اور تمام اُمت میں بہتر اور افضل ہیں اُنکے
درجے اور مرتبے کو کوئی نہیں پہنچتا جو حضرت نے
اُن تینوں گروہ کی صفت بیان فرمائی ہے مشکوٰۃ مصابیح
میں باب مناقب صحابہ کی پہلی فصل میں حضرت
کے اصحاب عمران ابن حصین رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم خیر امتی قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم
ثم ان بعدہم قوما یشہدون ولا یستشہدون ویخونون

وَلَا يُؤْتَمَنُونَ وَيَنْذِرُونَ وَلَا يَفُونَ وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ وَفِي رِوَايَةٍ وَيَحْلِفُونَ وَلَا يُسْتَحْلَفُونَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَخْلُفُ قَوْمٌ يُحِبُّونَ السَّمَانَةَ فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے بھلی اُمت میرے زمانے کے لوگ یعنے میرے اصحاب ہیں پھر اُنکے بعد سب سے بھلی اُمت وہ لوگ ہیں جو ملے ہیں میرے اصحاب سے یعنے تابعین پھر بعد اُنکے سب سے بھلی اُمت وہ لوگ ہیں جو ملے ہیں تابعین سے یعنے تبع تابعین ❁ اب جاننا چاہئیے کہ صحابہ کا زمانہ سنہ ایک سو بیس برس ہجری تک باقی رہا ❁ اور تابعین کا زمانہ سنہ ایک سو سے ایک سو ستر برس تک باقی رہا ❁ اور تبع تابعین کا زمانہ سنہ ایک سو ستر سے دو سو آٹھ تک باقی رہا ❁ پھر اسکے بعد بدعتین ظاہر ہوئین اور معتزلہ اور رافضی مذہبوں نے سر اُٹھایا اور روز بروز احکام سنت مین نقصان ظاہر ہوتا گیا جیسا کہ مخبر صادق نے خبر دی ہی کہ پھر بیشک اس مین زمانہ کے لوگون کے بعد ایک گروہ ایسے ہونگے کہ گواہی دینگے اور اُنسے کوئی گواہی نہ چاہیگا ❁ یہان سے معلوم ہوتا ہی کہ بغیر مانگے گواہی

دینا برا ہی اور دوسری حدیث مین آیا ہی کہ بہت
خوب گواہ وہ شخص ہی کہ گواہی دیوے پہلے اُسکے
کہ لوگ اُس سے گواہی چاہین بدون پوچھنے کا
مضمون اسطرح موافق ہوتا ہی کہ جس مقام مین
مشہور رہی کہ فلانے مقدمہ کا فلانا شخص گواہ ہی تو
ایسے مقام مین بغیر پوچھے گواہی دینا بے فائدہ ہی
اور لوگ شبہہ کرینگے کہ اُسکو کچھ غرض ہی ۞
اور جس مقام مین کوئی ایسا مقدمہ ہی کہ اُسکے
گواہ کسیکو معلوم نہین اور یہہ شخص اُس مقدمہ
سے خبردار ہی اور اُسکی واقفیت کی کسیکو
خبر نہین جو اُس سے گواہی چاہین تو ایسے مقام مین یہہ
شخص خود بغیر پوچھے خبر دے کہ مین اُس معاملہ
سے واقف ہون جب قاضی پوچھیگا تو گواہی دونگا ۞
اور جو لوگ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے
بعد ہونگے اُن کا یہہ بھی حال ہوگا کہ خیانت کرینگے
اور لوگ اُنکو امانت نہ سونپینگے اور اُنپر کوئی اعتماد
نکریگا یعنی اُنکی خیانت ظاہر ہو جاویگی لوگ کھلی کھلا خیانت
کرینگے اور اُن لوگون کا یہہ حال ہوگا کہ اللہ کی منت مانین
گے اور اللہ سے عہد اور پیمان کرینگے پھر اُسکو وفا نکرینگے

اور ظاہر ہوگی اُنمین موٹائی یعنے مال جمع کرینگے اور دین کے کام مین غفلت کرین گے اور کھانے پینے عیش و عشرت مین مشغول رہینگے اور جوبزرگی اور کمال اُنمین نہوگا اُسکا دعوی کرینگے مثلاً حدیث قرآن کی سمجھ نہوگی اور دعوی کرینگے کہ ہم بھی مجتہد ہین ۞ اور ایک روایت مین یون ہی کہ سوگند کھاوینگے اور کوئی اُن کو سوگند نہ دلاویگا یہان تک بخاری مسلم کی روایت متفق ہی اور ایک روایت مین مسلم نے ابو ہریرہ سے یہہ لفظ زیادہ روایت کیا ہی کہ پھر اُنکے بعد آوینگے ایسے گروہ کہ دوست رکھینگے موٹائی کو اور مشکوۃ مین اُسی باب کی دوسری فصل مین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اُنھون نے کہا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْرِمُوا اَصْحَابِي فَاِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَظْهَرُ الْكِذْبُ حَتَّى اَنَّ الرَّجُلَ لَيَحْلِفُ وَلَا يُسْتَحْلَفُ وَيَشْهَدُ وَلَا يُسْتَشْهَدُ اَلَا مَنْ سَرَّهُ بُحْبُوحَةُ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْفَذِّ وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ اَبْعَدُ وَلَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ ثَالِثُهُمْ وَمَنْ سَرَّتْهُ

حَسَنَتُهُ وَمَا سَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَهُوَ مُؤْمِنٌ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بزرگ جانو
میرے اصحابوں کو اسواسطے کہ بیشک وہ لوگ
بہتر اور مقبول زیادہ تمسے ہیں سبحان اللہ وہ لوگ
کیون نہ تمام امت سے بہتر ہون کیونکہ وہ لوگ
حضرت کی خدمت میں حاضرباش تھے اور حضرت
کی صحبت میں ہر وقت تربیت پائے ہیں اور خود
حضرت سے علم اور عمل سیکھے ہیں مالک دین لوگون
نے فقط ایک بار اُس جمال پاک کے دیکھنے سے
اپنی آنکھ کو روشن کیا ہی اگرچہ ہر وقت اُس
جناب کی خدمت میں حاضر نہ تھے وہ لوگ بھی
کروڑوں درجہ ہمسے بہتر ہیں ہم لوگ وہ آنکھ
کہان سے لاوین جس آنکھ نے اُس جمال مبارک
کو دیکھا ❁ باقی رہا یہہ کہ سب دیکھنے والون کا یہہ درجہ
نہیں ہی بلکہ دیکھنا اُنھین کا معتبر ہی جنھون نے
ایمان کی آنکھ سے دیکھا اور یہہ بات اصحاب کے
لفظ سے صاف ظاہر ہی کیونکہ اصحاب حضرت کے
وہی لوگ کہلاتے ہیں جنھون نے حضرت کو ایمان کی
حالت میں دیکھا ہی ❁ پھر بعضے اصحاب کے ساری امت

سے بہتر اور افضل وہ لوگ ہیں جو اصحاب سے ملے ہیں یعنے تابعین پھر بعد تابعین کے ساری اُمت سے بہتر اور افضل وہ لوگ ہیں جو تابعین سے ملے ہیں یعنے تبع تابعین ❊ غرض صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین تینون گروہ ساری اُمت سے بہتر اور افضل ہیں پھر بعد اِن لوگون کے ظاہر ہوگا جھوٹھ ❊ اگرچہ بعضا بدعتی مذہب مثل معتزلہ وغیرہ کے اِس تینون زمانے کے آخر میں پیدا ہوا تھا مگر ظاہر نہوا تھا بعد اِس تینون زمانے کے ظاہر ہوا اِسی واسطے مخبر صادق نے خبر دی کہ پھر بعد اِس تینون گروہ کے ظاہر ہوگا جھوٹھ یہان تک کہ قسم کھاویگا شخص اور اُس سے کوئی قسم نہ چاہے گا اور گواہی دیگا شخص اور اُس سے کوئی گواہی نہ چاہیگا سن رکھو جو شخص کہ خوش کرے اُسکو میچو بیچ بہشت کا یعنے اُسکو خوش لگے کہ بہشت کے بیچ میں جو افضل مکان ہے اُسمین جگہہ پاوے تو چاہئے کہ اختیار کرے جماعت مسلمانونکی اور اُن تینون گروہ کی پیروی کرے اسواسطے کہ بیشک شیطان اکیلے کے ساتھ ہے ❊ یعنے جو شخص جماعت کے تابع نہین ہے اُسکے

ساتھ شیطان ہی اور شیطان دو شخص سے دور
رہتا ہی یعنی اکیلے کے ساتھ شیطان رہتا ہی اور جماعت کی
ایسی برکت ہی کہ جب ایک سے دو ہوئے تب بھی
شیطان تو دور ہو جاتا ہی اور جاننا چاہیے کہ اکیلا ہو کوئی
مرد اکیلی بیگانی عورت کے ساتھ ہو اسلیے کہ اگر
بیگانی عورت اور مرد اکیلے مکان میں اکٹھا ہونگے تو
اُن دونوں کے ساتھ تیسرا شیطان ہوگا یہہ
اسواسطے فرما دیا کہ اوپر جو فرمایا تھا کہ جب ایک
سے دو شخص ہوئے تب شیطان دور ہو جاتا ہی تو
کہیں ایسا نہو کہ کوئی برائی عورت کے ساتھ اکیلا
رہو اور سمجھے کہ ہم ایک سے دو ہوئے اب شیطان
بھاگے گا سو ایسا نہیں ہی بلکہ اس وقت تین شیطان
مقرر آویگا ❀ اور جو شخص کہ خوش کرے اُسکو
نیکی اُسکی یعنے اپنی نیکی سے خوش ہو اور نیکی
کرنیکا شوق رکھے اور غمناک کرے اُسکو بدی
اُسکی یعنے جو اُس سے کوئی بدی ہو جاوے تو اُسکو
غم ہو اور وہ بدی کرنے سے ڈرتا رہے تو وہ شخص مومن
ہی یعنے یہہ دونوں بات کے ایمان ہونے کی نشانی ہی اس
حدیث کو نسائی نے روایت کیا ❀ اس حدیث

سے معلوم ہوا کہ اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین ساری اُمت سے بہتر اور افضل ہیں اور اِن تینوں گروہ کی پیروی کرنے میں نجات ہی اور اِن تینوں کے زمانے کے بعد جب جھوٹھ ظاہر ہوگا اُسوقت مسلمانوں کی جماعت کی پیروی کرنے میں نجات ہوگی یعنے جسطرف بہت سے مسلمان کا اتفاق ہوگا وہ راہ نجات کی ہی اور جس راہ پر تھوڑے سے لوگ ہونگے وہ راہ خطرناک ہی جیسا کہ یہہ مضمون دوسری حدیثوں سے صاف ظاہر ہی اُن حدیثوں کو تیسری ہدایت میں لکھینگے ❊ اب جو مضمون اِس مقام کے مناسب باقی رہا ہی اُسکو سنو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جو حضرت کو کرتے دیکھا اور جو کچھ حضرت سے سنا اُسپر عمل کیا اِسی سبب سے اُنکے وقت میں خلاف کم ہوا کیونکہ اپنے اپنے کان کے سننے اور آنکھ کے دیکھنے پر اُنکو یقین تھا اُسی پر عمل کرتے تھے کسی مسئلہ میں اُنکو شبہہ تھا اور نہ کسی سے پوچھنے کی احتیاج ہوتی تھی باقی بعضے مسئلون میں جو بعضے اصحاب کو کبھی کچھ شبہہ ہوا اور اُنھوں نے دوسرے اصحاب سے پوچھا

ہی جس طرح جامع ترمذی میں روایت ہی کہ سمرہ ابن
جندب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز
مین دو مقام مین چپ رہنا مجھکو یاد ہی تب عمران
ابن حصین نے کہا کہ ہمین مجھکو ایک مقام مین چپ رہنا
یاد ہی تب دونوں صاحبون نے مدینہ منورہ مین ابی ابن
کعب انصاری کے پاس اس مسئلہ کی تحقیق
کو لکھا تب ابی ابن کعب نے کہا کہ سمرہ کو ٹھیک
یاد ہی اس حدیث کے راوی جو سعید ہین وہ
کہتے ہین کہ مین نے اپنے استاذ قتادہ سے پوچھا کہ
یہ کن دو مقام مین چپ رہنا تھا تب قتادہ نے
کہا کہ جب حضرت داخل ہوتے نماز مین اور جب
پڑھتے ولا الضالین۞ تو ایسا اتفاق جو بہت کم ہوا ہی
اسواسطے ایسے کو اختلاف مین نہین شمار کیا۞ لیکن
تابعین اور تبع تابعین کے وقت مین اجتہاد کی
ضرورت بہت ہوئی اور اختلاف بھی ظاہر ہوا اور
اس اختلاف کی پہلی وجہ تھی کہ تابعین نے جو صحابہ
سے علم سیکھا تو خود اس علم مین اختلاف تھا کیونکہ
جس جس صحابی نے جو جو علم کہ حضرت سے حاصل
کیا تھا وہی تابعین کو تعلیم کیا اور حضرت کے فعل

مین اُمت پر شفقت کے لئے اختلاف تھا جیساکہ حضرت کے فعل مین اختلاف ہونے کی وجہ اِس فائدہ کے شروع مین لکھ چکے اور دوسرے یہہ کہ تابعین کے وقت مین وحی اُترنے اور نبوت کا زمانا چونکہ دور جا پڑا گیا تھا اور نئے نئے معاملہ در پیش ہوتے گئے تو آفتاب ماہتاب کی روشنی یعنے حضرت اور صحابہ کی روشنی تو موجود نہ تھی پھر اپنے اپنے مشعل اور شمع اور چراغ کی روشنی سے لوگون کو راہ دکھائی اور اُنکو قیاس اور اجتہاد کی احتیاج ہوئی ❊ اور حقیقت مین اِس اختلاف کے سبب سے اُمت کے واسطے دین کے کام مین بڑی کشادگی ہوئی اور حق تعالے کی رحمت کی کشادگی نے اُمت کو تنگی سے نجات دی اور جو اللہ اور رسول کی مرضی تھی کہ اُمت کے واسطے دین کے کام مین کشادگی ہو سو ظاہر ہوئی ❊ اور ایک بات بڑے کام کی ہے اُسکو یاد رکھنا ضرور ہے کہ مجتہد کیواسطے جو کہ شرط ہے کہ قرآن اور حدیث کے معنے سے بخوبی خبردار ہو اور صحابہ کے قول اور فہم سے خوب واقف ہو اور ناسخ اور منسوخ کو خوب پہچانتا ہو تو اِسیواسطے

مجتہد لوگ فقیہ بھی ہیں اور محدث بھی ❁ اور مجتہد
لوگ اس امت میں بہت تھے اُن میں سے
چار مجتہد کا مذہب اہل سنت وجماعت میں مقرر
ہوا اور وہی چار مذہب مشہور ہیں اسواسطے
کہ یہ چارو مذہب اعتقاد میں اور دین کے اصول
میں آپس میں متفق ہیں مگر فروع اور فقہ میں بعضے
بعضے مقام میں آپس میں مختلف ہیں سو آپس
میں تو سبب مختلف ہونے اجتہاد کے علم کے فقہی
مسئلون میں مختلف ہیں مگر ہر ایک کے سب لئے حدیث
کے موافق ہیں ❁ اور چار مذہب مقرر ہونیکی بھی وجہ
یہی کہ حدیث اور قرآن سے جو مسئلے نکلے تو ان سے
چار راہ پر نکلے پانچویں راہ کوئی نہ نکلی اور اس
چار مذہب نے ہمارے مسلمانون کو سا چھنٹے اندر رکھکر
لیا ہی کوئی مسئلہ دینی چھوٹ نہیں گیا تو اسیواسطے
احتیاج اور پانچوین مذہب مقرر کرنیکی باقی نہ رہی ❁
اب بھی اگر کوئی مجتہد ہو اور اجتہاد کرکے کوئی
مسئلہ نکالے تو وہ مسئلہ انھیں چارو مین سے
ایک کے موافق ہو جاویگا اور اسکو لوگ انھین

چارو مذہب مین سمجھینگے ❁ دوسرا فائدہ چارو اماموں

سے کے قال کے بیان مین ❁ ایک بات بڑے فائدے کی ہے
یاد رکھنا چاہئے کہ اجتہاد کرنا چار مجتہد پر ختم نہین ہوا
ہی جسمین اجتہاد کی شرط موجود ہو وہ اجتہاد کرنے
باقی اُسکی تقلید کرتے کے تو اسطے بڑی تحقیق کرنا
ہوگا کیونکہ اب وہ تینون بہتر گروہ کا زمانہ باقی نہ رہا
اور اُن چارو امام کی جو امام تابعداری اور تقلید
کرتے ہین تو یہی وجہ ہی کہ وہ لوگ اُسی تینون
زمانے مین تھے اور مسلمانون کی جماعت نے اُنکی
تقلید اختیار کیا ❁ اب چارو امام کے زمانے کا بیان سنو
کہ کون کس زمانے مین تھے سب سے پہلے امام اعظم
ابوحنیفہ نعمان ابن ثابت کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہین وہ
پیدا ہوئے سنہ اسّی ہجری مین اور وفات پائے سنہ
ایک سو پچاس مین بعضے لوگون نے اختلاف کیا ہی
اِس بات مین کہ امام اعظم تابعین ہین یا تبع
تابعین مگر اِس بات مین سب متفق ہین کہ امام
اعظم کے زمانے مین کئی اصحاب زندہ تھے انس بن
مالک بصرہ مین ❁ اور عبداللہ بن ابی اوفی کوفہ
مین ❁ اور سہیل بن سعد الساعدی مدینہ منورہ
مین اور ابو الطفیل عامر بن واثلہ جنکا وفات ہوا مکہ

کے بعد ہوا ہی مکہ معظمہ مین ۞ اور بعضون نے ان
چار تن صحابہ کے سواے اور صحابہ کا بھی بیان کیا ہی ۞
صاحب جامع الاصول نے کہا ہی کہ ابو حنیفہ کا ان چارو
صحابہ سے ملاقات کرنا اور انسے حدیث سیکھنا
ارباب نقل کے نزدیک ثابت نہوا اور ابو حنیفہ
کے اصحاب کہتے ہین کہ ابو حنیفہ نے ایک گروہ صحابہ
سے ملاقات حاصل کیا اور انسے روایت کیا ہی
اور ابو حنیفہ کی تصنیف ایک مسند ہی کہ چارون صحابہ
سے اسمین حدیثین روایت کی ہین حضرت شاہ
عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہین کہ یہہ بندہ مسکین
عبد الحق بن سیف الدین اللہ اسکو علم اور
یقین کی زیادتی نصیب کرے کہتا ہی کہ فی الواقع
عقل کی راہ سے بہت دور دکھائی دیتا ہی کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ابو حنیفہ کے زمانے
مین موجود ہون اور وے انکی ملاقات کا قصد نکرین اور
انکی ملاقات نہ حاصل کرین باوجودیکہ ابو حنیفہ کا
تشریف لیجانا ان شہرون مین ثابت ہوا ہی اور
انکی زندگی مین بیس سال تک صحابہ باقی رہے ہین
اسواسطے کہ صحابہ کی زندگی حضرت کے بعد سو برس کے

آخر تک صحبت کو پہنچی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ ابو حنیفہ کے اصحاب نے سچ کہا ہے کہ ابو حنیفہ نے
ایک جماعت اصحاب کی ملاقات بھی حاصل کی ہے ❁ یہہ
خاکسار علی جون پوری بھی کہتا ہے کہ ابو حنیفہ رحمہ
اللہ اُس زمانے کے لوگوں میں ہیں جنکو حضرت
نے ہماری اُمت سے بہتر فرمایا تو بہتر لوگ حضرت
کے صحابہ کی صحبت کیون نہ خواہش کرینگے
باقی رہا یہہ کہ صاحب جامع الاصول کو خبر نہ پہنچی
تو کیا مضایقہ ❁ اور اُنکی مسندوں میں جو حدیث صحابہ سے
روایت ہے یہہ بڑی دلیل ہے اُن حضرات صحابہ سے
ملاقات ہونیکی ❁ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے بہت قدیمی
تابعین کی ملاقات حاصل کی ہے اور فتوی اور اجتہاد میں اُنسے
پوچھا پاچھی کیا ہے اور اُنسے تمیز آپکی شرافت کی
ہے ❁ عبد اللہ ابن مبارک اور داؤد طائی اور فضیل
ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہم اُنکے شاگردوں میں اگلے زمانہ
میں ہیں ❁ اگر ابو حنیفہ کی ساری صفت بیان کریں تو
بات بہت طول ہو جاوے اسواسطے اور بڑی کتاب
تصنیف کرنا پڑے اور ماوراء النہر اور تمام روم اور
ہندوستان کے تمام لوگ اُنہیں کے مذہب پر ہیں

اور دوسرے شہروں میں پھیلے تھے ☼ بعد امام اعظم کے
امام ابو عبد اللہ مالک بن انس بن مالک اصبحی
ہیں جو سنہ پچانوے میں پیدا ہوئے اور سنہ
ایک سو اناسی میں وفات پائے اور امام مالک
متبع تابعین ہیں انکے ثقہ ہونے میں سب کا اتفاق ہے اور فقہ
اور حدیث دونوں میں امام ہیں اور امام شافعی انکے
شاگردوں میں ہیں امام مالک نے ابو حنیفہ سے
ملاقات کیا ہے اور انکی فہم اور ذہن کی تیزی پر
بہت تعریف کیا ہے مغرب کے ممالک کے لوگ
تمام انہیں کے مذہب پر ہیں اور دوسرے شہروں
میں بھی پھیلے بعد امام مالک کے ابو عبد اللہ محمد بن
ادریس شافعی ہیں اور انکے والدوں میں سے ایک
شخص کا نام شافع تھا انہیں کی طرف انکی نسبت
کر کے شافعی کہتے ہیں سنہ ایک سو پچاس میں
جس سال ابو حنیفہ کا وفات ہوا پیدا ہوئے اور
سنہ دو سو چار میں انکا وفات ہوا انکی صفت
سے بے شمار ہیں امام احمد بن حنبل انکے شاگرد ہیں امام
احمد بن حنبل اگرچہ حدیث کے حفظ اور جمع کرنے میں
امام شافعی سے زیادہ ہیں مگر حدیث کے سمجھنے کی

منتشر ہوا اور اُنہے مسئلہ نکالنا امام شافعی سے
سیکھتے تھے ❁ امام احمد حنبل کہتے ہیں کہ شافعی مثل
آفتاب کے ہیں خلق کے واسطے اور مثل تندرستی
کے ہیں لوگوں کے لئے بعد امام شافعی کے چوتھے امام
ابو عبد اللہ احمد بن حنبل ہیں سنہ ایک سو چونسٹھ میں وہ
پیدا ہوئے اور سنہ دو سو اکتالیس میں وفات
پائے فقہ اور حدیث اور زہد اور تقوی اور عبادت
میں اللہ کی قدرت کی ایک نشانی تھے صحیح اور
ضعیف حدیثوں کے پہچاننے میں اور راویوں کی ضعف
اور قوت دریافت کرنے میں اُنکے زمانے میں کوئی
اُنکے برابر نہ تھا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ❁ تیسرا فائدہ

چاروں اماموں کی تقلید اور اتباع ادنی کے حکم کے بیان
میں ❁ یہ چاروں امام جنکا ذکر ہوا سب لوگ دین کے
امام اور مذہب کے پیشوا ہیں ان لوگوں نے حدیث
اور صحابہ اور تابعین کے قول کو خوب حفظ کر کے
اپنے قابو میں رکھا اور جہاں دو حدیث ایسی نظر
پڑی کہ ظاہر میں دونو آپس میں معارض ہیں یعنے
ایک مخالف دوسری کے ہی تو اُن دونو حدیثوں کے
مضمون کو مطابق اور موافق کردینے میں اور اُسکی

بغیر اور تاویل کرتے نہیں اور ناسخ منسوخ
کے پہچاننے میں بڑی کوشش کر کے قرآن اور حدیث
سے قیاس اور اجتہاد کر کے مسئلے نکال انکے
ہم لوگوں کے واسطے لکھ کے دو تیار کر رکھا ہے ۞
سو جو لوگ کہ مجتہد نہیں ہیں انکو لازم آتا ہے کہ تقلید کے
سوا اور کوئی راہ نہیں نظر آتی ۞ اور دین کے عالمانِ
اہل معرفت کے پیشوا اور لوگ بڑے تاجر انھیں چاروں
کے مذہب پر چلتے آئے ہیں کیونکہ جسکو مثل ان چاروں
اماموں کے اجتہاد کا مرتبہ حاصل ہو مشہور ہو وہ اگر انکے
موافق یا مخالف اپنے ہو اسطے اجتہاد کیا کرے تو
ہو سکتا ہے ۞ مگر ایسے زمانے میں ہر ایک سے یہ کام کا
کام نہیں ہے کہ وہ جو کوئی اجتہاد کا کر سکے کیونکہ اس
زمانے میں عالموں سے بھی اس کام کا انجام پانا
مشکل معلوم ہوتا ہے شاہ محمد اسحق دہلوی رحمۃ
اللہ علیہ شرح مذکور میں لکھتے ہیں کہ جو کچھ حدیث
صحیح سے ثابت ہو اسکو بسر و چشم قبول کرنا
موجب سعادت دنیا اور آخرت کا ہے لیکن اس
آخری زمانے میں یہ کام نہیں ہو سکتا ہے اور اسلیے
کہ دین کے مجتہدوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور

صحابہ کی حدیثون کو اور تابعین کے قول کو خوب
تلاش کیا ہی اور ناسخ کو منسوخ سے اور صحیح
کو ضعیف سے جدا کر کے اور اُسکی تحقیق اور
تاویل مین بڑی کوشش کر کے اور حدیثون کے
درمیان تطبیق اور توفیق دیکے یعنی جو حدیثین آپس
مین بظاہر مخالف معلوم ہوتی تہین اُنکے مضمون مین
موافقت دیکے ایک مذہب یعنی عمل کرنیکی راہ
مقرر کر دیا ہی * عوام مسلمانون کو بلکہ اُنکے
عالمون کو اس زمانے مین یہہ قوت اور طاقت
کہان کہ یہہ کام اُن سے ہوسکے ان لوگون کو مجتہدونکی
تابعداری اور پیروی کے سوائے دوسری راہ اور
چارہ نہین ان باتون کی تحقیق اُنہین کا کام تہا اور
یہہ بات قدیم مجتہدون کو میسر تہی * اور حقیقت
مین اب بہی اگر کوئی حدیث پر عمل کریگا تو بغیر اجتہاد
اور قیاس کے کام نہ چلیگا آخر پہر قیاس اور
اجتہاد کی حاجت ضرور پڑیگی * تو اِس لکہنے سے
شاہ عبد الحق رحمہ اللہ کا یہی مطلب ہی کہ جب پہر
قیاس اور اجتہاد کی ضرورت ہوئی تو قدیم مجتہدکی
پیروی کیون نہ کریں کہ انکو ہمسے زیادہ علم اور تحقیق

حاصل تھی اور وہ لوگ بہت قرن سے نزدیک تھے سو انکی پیروی کرنا
عین حدیث پر عمل کرنا ہی کیونکہ کوئی بات انہون نے
اپنی طرف سے نہین کہی جو کچھ بیان کیا ہے قرآن و حدیث سے
بیان کیا باقی جسکو اجتہاد کا مرتبہ حاصل ہی اسکو ضرور قرآن
اور حدیث کے موجب جیسا سمجھا ہو ویسا سمجھنا ہی کہ اپنے
واسطے اجتہاد کیا کرے جیسا کہ یہہ مضمون شرح
سفر السعادت مین شیخ مذکور نے لکھا ہی اور ہم اسی
فائدے کے شروع مین یہہ مضمون ذکر کر چکے ہین مگر
چونکہ یہہ قرآن سمجھنے کا بیان ہوا اسواسطے لکھا ہم کو
انکی پیروی ہرگز درست نہوگی کیونکہ سب جانتے ہی
کہ وہ آدمی شخص کہین رافضی خارجی وغیرہ ہوے اسکا
بیان پانچوین فائدہ مین لکھینگے انشاء اللہ تعالی
باقی رہا یہہ کہ قرآن حدیث کی تفسیر کے واسطے
کسقدر علم ضروری ہی سو اسکو حضرت شاہ عبد العزیز
قدس سرہ العزیز نے تفسیر فتح العزیز مین [illegible]
فاتحہ کی تفسیر مین لکھا ہی کہ تفسیر کلام اللہ
کسکو کہتے ہین جسمین تین چیزون کی رعایت ہو یعنے
تین چیزون کو نگاہ رکھے کہ وہ جانے نپاوے پہلے قرآن
کے لفظون مین سے ہر لفظ کو اسکے حقیقی معنے یا اسکے

مجازی معنے پر جو مشہور ہین سمجھنا اور لحاظ رکھنا
کر معنے جاننے کا پاوین حقیقی معنے کے یہہ معنے کہ جو لفظ
جس معنے کے واسطے اصل مین بنا ہی مثلاً لفظ اسد کا
شیر کے معنے کے واسطے اصل مین بنا ہی تو اسد
معنے شیر کے معنے حقیقی ہین اور لفظ اسد کا جوان مرد
کے واسطے معنے مجازی مشہور ہی دوسرے لحاظ
رکھنا سیاق اور سباق اُس لفظ کا یعنے اُس کلام کو کس
مطلب کے واسطے فرمایا ہی اور اُسکے آگے
کس بات کا بیان ہی اور اول سے آخر تک اُس
کلام کے نظم کا لحاظ رکھنا کہ کس ڈھب پر وہ کلام
جاری ہوا ہی اِن باتون کا لحاظ رکھنا اِسواسطے
چاہیے کہ جسمین اُسکے مضمون مین خلل نہو تیسرے
اِس بات کا لحاظ رکھنا کہ وحی اُترنے کے وقت
جو لوگ موجود تھے یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سو اُنکی سمجھ کے مخالف
اِسکی سمجھ نہ جابرے یا یک جس لفظ سے جو معنے
اُنھون نے سمجھا ہی وہی یہہ بھی سمجھے ؊ پس جو اِن
تینون بات کا لحاظ رکھیگا تو وہ تفسیر کہنا ہوئیگی پھر
اگر پہلی چیز کا لحاظ نہ رکھا اور دوسری اور تیسری کا

لحاظ رکھا تو یہہ تاویل قریب کہلائی اور اگر دوسری چیز کا لحاظ نہ کیا اور پہلی اور تیسری کا لحاظ رکھا یا تیسری چیز کا لحاظ نہ کیا اور پہلی اور دوسری کا لحاظ رکھا تو یہہ تاویل بعید کہلائی اور جب تینون چیزون کا لحاظ نہ رکھا تب اسکو تحریف اور مسخ کہینگے یعنے کلام کو بے ڈھب کیا اور بدل ڈالا اور کلام کو بگاڑ دیا الحاد ایسی دلیک؀ یہان تک تفسیر فتح العزیز کا مضمون ہی تو بس جس شخص کو یہہ تینون باتین نہ معلوم ہونگی وہ تفسیر کرنے کے قابل نہین؀ پھر جب یہہ بات حاصل ہوئی تب تفسیر کے قابل ہوا؀ پھر اجتہاد کرنے کے واسطے کئی بات اور درکار ہین جیسا کہ شرح سفر السعادت مین شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہی وہ یہہ ہی کہ مجتہد کو قرآن اور حدیث کے معنے اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے قول کے معنے سے خوب واقف ہونا اور ناسخ اور منسوخ کو پہچاننا شرط ہی اور حقیقت مین یہہ بھی علم تفسیر ہی اور وہ اون کتاب کے مضمون موافق ہین؀ سو جسکو اسقدر علم نہو وہ کسی مجتہد کی تقلید کرے اسکے واسطے

وہی راہ نجات کی ہی جیسا کہ حدیثون سے معلوم ہو چکا
اور حضرت شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ نے تفسیر فتح
العزیز مین نَسْمَعُ اَوْنَعْقِلُ کی تفسیر مین لکھا ہی کہ تقلید
اور اجتہاد دونون راہ نجات کی ہین اور فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ
اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کی تفسیر مین جو کی تقلید منع تھی
اُسکو منع لیکر کے فرمایا ہی کہ جن لوگون کی تابعداری
اللہ کے حکم سے فرض ہی وہ چھہ گروہ ہین پہلے پیغمبرین
کہ اطاعت اُنکی حقیقت مین اطاعت اللہ کی ہی دوسرے
مجتہدین شریعت اور پیرین طریقت کے کہ اُنکا حکم عوام
اُمت پر ماننا واجب اور لازم ہی اسواسطے کہ
اُن لوگون کو شریعت کے بھیدون سے اور طریقت
کی باریک باتون سے خوب واقفیت تھی اور اسکی
دلیل کے واسطے یہہ آیت لکھی ہی فَاسْئَلُوْا اَهْلَ
الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ پوچھو تم علم والون سے
اور اُن سے سیکھو اگر تم نہین جانتے ہو یعنے جو چیز
تمکو نہ معلوم ہو اُسکو عالمون سے پوچھو یہہ آیت
چودھوین سپارے سورہ نحل مین ہی اس آیت
سے معلوم ہوا کہ عوام اُمت مجتہدون کی تابعداری
کرین کیونکہ جو اُنکو نہین معلوم ہی سو مجتہدونکو معلوم

نبی پیغمبر ہے بادشاہین اور امیر بین اور قاضیین
اور مجتہدین اور حاکمین کہ ان لوگون کا حکم اور منع
بھی جو رعایا کے حق مین اُنکے اُسکو ماننے کیواسطے
فرماوین یا کسی واردات پر طرز و تعبیر کرین
اُسکا ماننا اور قبول کرنا رعایا پر واجب ہی جو ایسے
شوہر کا حکم عورت کے حق مین واجب ہی جیسے
ماں باپ کا حکم اولاد کے حق مین واجب ہی جیسے میان کا
حکم لونڈی غلام اُنکے حق مین واجب ہی ❁ لیکن پیغمبر کے
سوا ان پانچ گروہ کی اطاعت کرنیکو واسطے تو
اور قید شارع نے لگادی ہی وہ شرط یہ ہی کہ ان پانچو
گروہ کا امر اور نہی شرع کے امر اور نہی کے مخالف
نہو جیسا کہ حضرت نے فرمایا ہی لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ
الْخَالِقِ یعنے نہین درست ہی تابعداری کسی مخلوق
کی بیچ نا فرمانی خالق کی کے ❁ اس تفسیر مین تو بہت
طول تقریر ہی مگر اس مقام مین اُسکا خلاصہ
لکھا ہی سو جسکو مفصل دیکھنا ہو اُسی تفسیر
مین دیکھ لیوے پھر آگے لکھا ہی کہ اللہ کے حکم چار طریق
سے دریافت ہوتے ہین کتاب اللہ یا پیغمبر کی حدیث
یا مجتہدوں کے اجماع یا قیاس جلی سے یعنی جو قیاس

کر آیت اور حدیث کے موافق ہو غرض اِس
مضمون سے دریافت ہوا کہ مجتہدونکی اطاعت
اور تقلید میں نجات کی ہی حضرت مولانا محمد
اسحق محدث دہلوی نے جو نواسے اور جانشین ہیں حضرت
مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نوے سوالوں
کے جواب لکھا تھا اُن سوالون جوابون کو اِس خاکسار کے
استاذ حضرت مولانا احمداللہ محدث انامی نے اور بھی
دس سوال و جواب کے ساتھ ملا کے جمع کیا اور اُس
رسالہ کا نام مائۃ المسائل فی تحصیل الفضائل رکھا
ہی سو وہ عجب کتاب ہوئی ہی کہ اُسکے دیکھنے سے
سے مومن کے دل مین مطلق شک و شبہہ باقی نہین
رہتا ❊ اور جواب استاذ موصوف نے اُس رسالہ کی
تعریف مین لکھا ہی کہ اللہ تعالی کے جناب سے یوں توقع
ہی کہ جو کوئی اِنصاف کی نظر سے اِس رسالہ کو غور
و تامل سے دیکھیگا تو وہ شخص بے شبہہ شک اور
شبہہ سے نجات پاویگا اور اِس رسالہ مین جو مسئلے
لکھے ہیں اُن مسئلون مین تابعداری آن حضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحابہ کرام اور اولاد عظام
اور تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین اور

علماء صالحین اور اولیاء متقدمین اور متاخرین رحمہم
اللہ تعالی کے طور پر آپکے نصیحت ہو گی سو حقیقت
ہی وہ رسالہ ایسا ہی پایا ☸ اس آخری زمانے میں
ابتک کوئی کتاب تصنیف ہوئی عجب حکمت اور
شاید میں زبانی ہے کہ جسمیں راہ ہدایت کی بتائی
ہی ابد انکو دونو جہان میں جزای خیر دیوے اور آپکے
رسالہ سے ہم سنت مومنون کو فائدہ بخشے ☸ اور
اس رسالہ کو تمام عالمون نے پسند کیا ہی سو اس
رسالہ سے کہ نہیں بھی چارو مذہب کی تابعداری کو سنت
لکھا ہی اکیسویں سوال کے جواب میں جو آپکا
بھی ذکر کرتے ہیں جسمیں چارو اماموں کے مقلدوں
کو اور بھی قوت ہو ☸ اکیسواں سوال چارو مذہب
بدعت حسنہ ہیں یا سیئہ جواب پیروی
چارو مذہب کے مسئلوں کی بدعت نہیں ہی نہ بدعت
سیئہ نہ بدعت حسنہ بلکہ پیروی چارو مذہب کی
سنت ہی اسواسطے کہ چارو مذاہب میں جو اختلاف
ہی سو وہ اختلاف یا تو صحابہ کا اختلاف ہی اور
صحابہ کے اختلاف کی پیروی کے واسطے حدیث
اَصْحَابِي كَالنُّجُومِ بِأَيِّهِمْ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ وارد ہی

یا چارو مذہب کا اختلاف قیاس کے اختلاف کے سبب سے ہی اور دینی مسئلے قیاس سے نکالنا اور قیاس کا معتبر ہونا بہت سی نص سے ثابت ہی یعنے آیت اور حدیث صریح سے ثابت ہی تو مجتہد لوگ جو مسئلہ قیاس سے نکالین اُسکی پیروی کرنا مین پیروی نص کی ہی اور چارو مذہب مین اختلاف ہونیکی یہہ بھی وجہ ہی کہ بعضے امام نے ظاہر حدیث پر عمل کیا ہی اور بعضے نے باطن پر یعنے اُسسے مسئلہ نکال کے اُسپر عمل کیا ہی اور یہہ بات بھی حدیث سے ثابت ہی جیسا کہ صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ مین روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت لوگونکو بنی قریظہ پاس بھیجا تب فرمایا کہ لَا يُصَلِّيَنَّ اَحَدٌ صَلٰوةَ الْعَصْرِ اِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ نہ نماز پڑھے کوئی عصر کی مگر بنی قریظہ مین تب بعضے لوگون نے عصر کی نماز راہ مین پڑھی اِسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منظور تھا کہ جانے مین دیری نکرین کچھ یہہ منظور نہ تھا کہ نماز کو وقت سے فوت کرین اور بعضے لوگون نے حدیث کے ظاہر لفظ بموجب راہ مین نہ پڑھی جب تک کہ بنی قریظہ مین نہ پہنچے پھر جسوقت آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ بنی پر انکا دعوہ کیا تو پھر دونو
ہوئے ہے حدیث میں عمل کیے نادرست ہوا ہیں
اسیطرح سے چارو مذہب میں اختلاف ہی دوسرے
چارو مذہب بدعت کسطرح ہونگے یہاں سے مضمون
ترتیب ایمان کا ہی ۞ اب اسمیں جو حدیث آئی
ہی اسکو ہم آپکے قصے سمیت لکھتے ہیں
مشارق الانوار میں لکھا ہی کہ بخاری اور مسلم
دونوں میں عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہی کہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لایصلین احد الظہر ویروی
العصر الا فی بنی قریظۃ فالمنصرف من الاحزاب نہ
پڑھے کوئی ظہر کی اور روایت میں روایت ہی کہ نہ
پڑھے کوئی عصر کی مگر بنی قریظہ میں یہ بات حضرت
نے فرمائی جنگ احزاب سے لوٹتے وقت آپکی
شرح یہ ہی کہ بنی قریظہ یہودی لوگ تھے مدینہ منورہ
کے قریب دو تین کوس پر انکی بستی اور گڑھی
تھی حضرت سے اور انمیں صلح تھی جب پانچوین
سال ہجری میں جنگ احد کے بعد قوم قریش کے
بلکہ کل لوگ عرب کے سارے کافر مومنوں کو مدینہ پر چڑھا
لائے تب یہودی قریظہ نے بھی حضرت سے قول

توڑا اور کافروں نے شرکت ہوئے لشکر لڑائی کو
جنگ خندق اور جنگ احزاب کہتے ہیں اس
لڑائی میں کافروں کا لشکر دس ہزار تھا اور حضرت
کا لشکر تین ہزار چند روز کافر لوگ مدینہ کو گھیرے
رہے پھر اللہ تعالیٰ نے نہایت صرصر ہوا چلائی تب کافر
ناچار ہوگئے اور نہایت ذلیل ہو کے بھاگ گئے تب حضرت
کو حکم ہوا کہ بنی قریظہ سے لڑو اس وقت حضرت نے
اصحاب سے یہ حدیث فرمائی باقی قصہ اس حدیث کا
یوں ہے کہ حضرت کے حکم سے اصحاب لوگ بنی قریظہ
کی طرف چلے عصر کا وقت راہ میں جاتے گذرا بعضوں
نے راہ میں نماز پڑھ لی اور سمجھا کہ حضرت کا یہ مطلب
تھی کہ اگرچہ نماز کا وقت جاتا رہے مگر کوئی راہ میں
نماز نہ پڑھے بغیر بنی قریظہ میں پہنچے ہوئے یا مطلب ماحصل
کلام سے حضرت کی غرض یہ تھی کہ جلدی جاویں الغرض اور
بعضے اصحاب نے راہ میں نماز پڑھ لی اور کہا کہ ہم
تو بنی قریظہ میں جا کر نماز پڑھیں گے اگرچہ نماز کا وقت
جاتا رہے کیونکہ حضرت نے ہم کو وہیں نماز کو فرمایا ہے
پھر یہ حال یعنی بعضوں کے نماز پڑھ لینے کا اور بعضوں

کے نہ پڑھنے کا حضرت کے روبرو ذکر ہوا حضرت نے

کسی پہ ناخوش نہونے یعنی دونون کی سمجھ کو اچھی
جانا ❁ تو بس جیسا کہ حضرت کے اصحاب لوگ
اُس حدیث سے دو مطلب سمجھے بعضون نے ظاہر
حدیث پر عمل کیا اور بعضون نے قیاس کیا اور
اُسمین سے حضرت کے فرمانے کا سبب نکالا
اُسطرح مجتہد لوگ بھی بعضے مقام پر قرآن
حدیث کے کئی طرح مطلب سمجھے ہین اور دونو جانب حق پر
ہین ❁ ایسواسطے اہل سنت و جماعت چارون
امامون کے مذہب کو حق جانتے ہین ❁ اور یہہ جو بعضے
ناواقف کہتے ہین کہ ایک دین محمدی مین کیون
اختلاف کیا اور چار مذہب ہوئے ایک ہی مذہب
کیون نہ ہوا تو اِسی حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ
لوگ نادان ہین اور حدیث نبوی سے بیخبر ہین
ایسے اختلاف مین کچھ قباحت نہین خود حضرت کے
روبرو حضرت کے اصحاب مین ایسا اختلاف ہوا
لیکن حضرت نے اُس اختلاف کو درست رکھا اور
منع نفرمایا اور حقیقت مین ایسے اختلاف مین
اُمت پر آسانی ہی جیسا کہ دوسرے حدیث کا بیان گذرچکا

چوتھا فائدہ ۔ اس باب کے متن مین جو چوتھا مذہب

کو بدعت کہتے ہیں ❁ بعضے نادان جو دین کی راہ بھولے
ہیں سو ان چارو مذاہب کو بدعت کہتے ہیں اگر حضرت
کے وقت میں یہ چارو مذہب نہ تھے بالکل پیچھے ہوئے
ہیں تو یہ مذاہب بدعت ٹھہرے ❁ تو انکو شرمانا
چاہئے کہ ایسی بات کہنے سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہی
اور یہہ بات اُسکے واسطے موجب عذاب کی
ہو گی ❁ کیونکہ حدیث سے ہم ثابت کرتے ہیں کہ یہ چارو
مذاہب موافق قرآن و حدیث کے ہیں اور حضرت
کی مرضی یہی تھی کہ دین میں کشادگی رہے جیسا کہ
یہہ سب احوال اُوپر لکھینگے اور یہہ بھی کہ اُنکے قول
کو کئی دلیل سے تمام رد کر دیتے ہیں کان لگا کے سنو
پہلی دلیل یہہ ہی کہ حضرت نے جو بدعت کا بیان فرمایا
ہی اُس حدیث سے چارو مذاہب بدعت نہیں ہو سکتے
جانئے وہ حدیث یہہ ہی مشکوٰۃ المصابیح میں باب
الاعتصام بالکتاب والسنۃ کی پہلی فصل میں حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ انہوں نے کہا
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا
مَا لَیْسَ مِنْہُ فَهُوَ رَدٌّ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و سلم نے جسنے نئی چیز نکالی ہمارے دین میں کہ

پیدا ہوئیں دین میں اور تو بہت سی اور ظاہر ہوئیں اور کوئی بات کام کی
دین سے چھپا نہیں رکھی بلکہ سب کھول کے سنا دی
ہے سو جو کوئی ہمارے اس دین میں نئی چیز نکالے
ایسی نئی چیز کہ وہ ہمارے دین سے نہیں ہے تو وہ
چیز بھی وہ نکالنے والا باطل ہے اور مردود ہے اس
حدیث کو بخاری و مسلم وغیرہ نے روایت کیا ۞ سو
چاہیے اے مسلمانو کہ تم کوئی ایسی چیز دین میں نئی نہیں
نکالی ہے کہ جو دین سے باہر ہو بلکہ جو کچھ آنحضرت نے
سنت نکالی ہو حدیث و قرآن سے ۞ اور وہ بھی
دین ہی ہے اور جو ہیں مشرکین وغیرہ اہل اسلام کے بابت
کے سب لوگوں کی جماعت کا باب ہے سو ایمان بھی کہ
جانو کہ صاحب بدعت ہیں اور حدیث و قرآن کے مخالف
ہیں سو جاننا چاہیے کہ بدعت اکثر جماعت سے ہوا کیا
ہے اور اس جماعت کے جو شیخ کی جدائی تفسیر ہم آگے
میں بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ مگر ایسے لوگوں
نے جو چار نماز بعد مکتوبہ اختیار کرتے ہیں ما لیس دین میں
نئی بات نکالی ہے کہ قرآن و حدیث کے برخلاف کو بدعتی
کہا ۞ سو ایسے لوگوں کی بات سنو اور ایسے لوگ اللہ
بدعتی اور مردود ہونگے پر وہ بھی ذلیل خیمہ ہیں کہ جب

جسا نان ہین بات تھوین سوال کے جواب مین ایسے لوگون کو گمراہ لکھا ہی ❁ بات سوان سوال چار مذہب کے مقلد یعنے تابعدار کو بدعتی کہین گے یا نہین ❁ جواب انکے مقلد کو ہرگز بدعتی نہ کہین گے اسواسطے کہ اُنکی تقلید یعنے تابعداری حدیث شریف کی تقلید ہی کہ کسی نے ظاہر حدیث کی تابعداری کی اور کسی نے باطن کی تو پھر حدیث کے تابعدار کو بدعتی کہنا گمراہی ہی اور موجب عذاب کا تیسری دلیل یہہ بہی کہ بدعت کے معنے کئی طرح پر عالمون نے لکھا ہی سو کسی بموجب چارو اماموں کا مذہب بدعت نہین ثابت ہوتا ❁ اب بدعت کے معنے سنو حضرت شاہ عبد الحق دہلوی نے شرح مشکوۃ کے شروع مین لکھا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ کہ معلوم اور مشہور ہی آپکے خلاف جو چیز نئی نکالی گئی ہو اُسپر اعتقاد رکھنا شبہہ اور تاویل کی راہ سے یعنے جب تک اُس خلاف چیز پہ اعتقاد رکھےگا اُسمین شبہہ ہے کہ شاید یہہ چیز بہتر ہی تب تک بدعت کہاویگی ❁ اور جب انکار کی راہ سے اُسپر اعتقاد رکھیگا یعنے اسطرح پر کہ یہہ

چیز سنت کے خلاف ہی تو کیا ہوا اسکو بہتر نہیں سمجھتے
پھر کفر ہو جاویگا ❁ تو اماموں کا کوئی مسئلہ اس طرح کا
نہیں ثابت ہوتا کہ خلاف ہو اُس چیز کے جو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم اور مشہور ہی
بلکہ سراسر اُسکے موافق ہی جسکو حدیث کا علم
ہو وہ دیکھلے کہ اُن لوگوں کا سارا اجتہادی مسئلہ
ایک حدیث سے نکلا ہوگا تو دوسری سے نکلا ہوگا اور
حدیث کے ظاہر سے نہ نکلا ہوگا تو اُسکے باطن سے
نکلا ہوگا اور یہی مذہب صحابہ کا تھا جیسا کہ بنی قریظہ
کی حدیث سے معلوم ہو چکا ❁ اور بحر الرائق میں لکھا ہی
کہ بدعت وہ چیز ہی کہ جو چیز نئی نکالی گئی اُس
علم اور عمل اور حال کے خلاف جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ثابت ہی اور وہ چیز جو نئی نکالی جاوے
تو کچھ شبہہ کے سبب سے اور اُسکو نیک جان
رکھے ❁ اور پھر اُسکو درست دین اور سیدھی
راہ سمجھے اور یہ مضمون اور شرح مشکوۃ کا
مضمون ایک ہی ہی ❁ اور مائۃ مسائل میں شرح
سنت بغوی سے لکھا ہی کہ بدعت وہ چیز ہی جو
نئی نکالی گئی ہو اور وہ چیز دین کے اصول پر قیاس

نکالی گئی ہو یعنے اُسکے موافق نہو تو امامون کا ایسا
کوئی اجتہادی مسئلہ نہ نکلیگا کہ اصول دین یعنے حدیث
قرآن اجماع پر اُسکو قیاس کیا ہوگا۞ اور حضرت شاہ
عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ علیہ نے شرح مشکوۃ مین
کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ کی شرح مین لکھا ہی کہ جو کچھ پیغمبر صلی
اللہ علیہ وسلم کے بعد نکالا گیا بدعت ہی پھر اُسمین
سے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور
طریقہ کے موافق ہی اور اُسپر قیاس کیا گیا ہی
اُسکو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور جو کچھ اُسکے مخالف
ہی اُسکو بدعت اور ضلالت کہتے ہیں سو حضرت
نے جو فرمایا ہی کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ یعنے جتنی بدعت ہی سب
گمراہی کا سبب ہی سو اُس بدعت کے یہی معنے کہ جو کچھ
حضرت کے دین اور طریقہ کے خلاف ہو۞ اور بعضی بدعتین
واجب ہیں جیسا کہ علم نحو صرف کا پڑھنا پڑھانا کہ
اُسکے سبب سے آیت وحدیث کے معنے دریافت
ہوتے ہیں اور حفظ کرنا قرآن وحدیث کے غرایب
یعنے مشکل لغتون کا اور دوسرے علم کا سیکھنا سکھانا
جسکے سبب سے دین مذہب کی محافظت ہو سکے
مثل اصول فقہ اور عقاید وغیرہ کے اور بعضی

بدعتین مستحب ہین جیسا کہ مدرسے اور لنگر خانے
کا بنانا اور بعضی بدعتین مکروہ ہین جیسا کہ بعضون
کے قول بموجب مصحف اور مسجدون پر نقش
ونگار بنانا اور بعضی بدعتین مباح ہین جیسا کہ لذیذ
کھانے اور عمدہ کپڑے مین کشادگی کرنا بشرطیکہ حلال
ہو اور اُسکے سبب سے شرارت اور تکبر اور
برائی نکرنے پاوے اور دوسرے مباح جو حضرت کے
زمانے مین نتھے جیسا کہ بھر پیٹ کھانا کھانا اور چلنی
وغیرہ اور بعضی بدعتین حرام ہین جیسا کہ مذہب
اہل بدعت وہوا کا جو اہل سنت وجماعت کے
خلاف ہو ❁ اور جو کچھ خلفاء راشدین نے کیا ہو اگرچہ
اُنکا کام بھی اِس معنے کی راہ سے کہ حضرت کے
زمانے مین نتھا بدعت ہی لیکن بدعت حسنہ کے قسم مین
ہوگا بلکہ حقیقت مین سنت ہی اِسواسطے کہ حضرت
نے فرمایا ہی کہ تم سب کوئی اختیار کرو میری سنت اور
خلفاء راشدین کی سنت یہان تک شرح مشکوۃ
کی عبارت ہی ❁ اب ایک بات بڑے فائدہ کی ہی
اُسکو سنا چاہئے کہ بعضے عالمون کے نزدیک
بدعت ایک ہی قسم ہی یعنے جو کچھ خلاف سنت

ہوگے وہ بدعت ہی جیسا کہ قریب ہی لکھہ چکے اور
بعضون کے نزدیک بدعت کے کئی قسم ہیں جیسا
کہ شرح مشکوۃ مین ہی اور حقیقت مین بات ایک ہی
ہی کیونکہ جو کچھہ خلاف سنت کے ہی اُسکے بدعت
ہونے مین سبکا اتفاق ہی اور جو کام کہ حضرت کے
بعد نیا نکالا گیا مگر اُسکو سنت پر قیاس کیا تو
حقیقت مین وہ سنت تھہرا اور بدعت نہوا اسواسطے اُسکو
بدعت مین نہ داخل کیا اور کہا کہ بدعت وہی ہی جو
سنت کے خلاف ہو جیسے ایمان کے خلاف کفر
ہی ❁ اور شاہ عبد الحق نے جو اُسکے قسم لکھا تو اُنکی
یہہ غرض ہی کہ جو کام دین مین نئے نکلے مگر موافق سنت
کے ہیں تو حقیقت مین وہ سنت ہیں اور اُسکو
جو بدعت حسنہ کہا تو اسواسطے کہ لغت مین بدعت
معنے جو چیز کہ نئی نکالی گئی تو لغت کے معنے کی راہ
سے اُسکو بدعت بولے اور نہین تو اُسکو بدعت
کیون کہتے اور حسنہ اسواسطے کہا کہ اُسمین خوبی
پائی گئی کہ سنت کے موافق ہی جیسا کہ شاہ عبد
الحق نے خود لکھا ہی کہ خلفاء راشدین نے جو کام حضرت
کے زمانے کے بعد نکالا ہی وہ بدعت حسنہ ہی باعتبار

حقیقت مین وہ کام سنت ہی تو خلفاء راشدین کے
کام کو تو حضرت نے خود سنت کہا ہی اسکے
بدعت ہونے کی کیا وجہ سو آپ کو لغت کے معنی کی
راہ سے بدعت کہا ۞ غرض جسکو شرع مین بدعت کہتے
ہین اور اُسکے بدعت ہونے مین سب کا اتفاق ہی
سو وہی ہی جو سنت کے خلاف ہو تو اسے بدعت
کبھی نیک ہو سکی نہین اور بدعت حسنہ بدعت ہی
نہین اسیواسطے حضرت نے فرمایا کہ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ
یعنے جتنی بدعت ہی سب گمراہی کا سبب ہی اور
جہان فقہ مین لکھتے ہین کہ بدعتی کے پیچھے نماز مکروہ
ہی تو وہان بھی معنے مراد ہین کہ جس کام کو شرع مین
بدعت کہتے ہین اسیسے کام کرنیوالے کے پیچھے نماز
مکروہ ہی بات ایک ہی ہی تقریر کا فرق ہی ۞ اور
اماموں کا مذہب تو کسی قول سے بدعت نہین ہو سکتا
کیونکہ اُنکا مذہب سنت کے موافق ہی بلکہ اُنکا
مذہب عین سنت ہی اور سنت کو بدعت کہنا
گمراہی ہی ۞ حقیقت یہ ہی کہ جو کوئی لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ پر ایمان لاویگا وہ دین کے عالموں اور
پیشواؤن کی تابعداری کریگا ۞ کیونکہ وہ لوگ دین

محمدی کے حزانچی ہین آنکی صحبت اور مابعد اری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین ہاتھ لگانے کی لالچ سے کرتے ہین ۞ باقی رہا جو کوئی یہہ کہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پانے کی لالچ سے جیسے حدیث سنین گے آنکھہ موندنے اسکی پیروی کرین گے سو ایسا ہرگز نکیا چاہیئے اِس بات کے واسطے جو ہم پانچوین فایدہ مین لکھتے ہین آسکا خیال رکھنا ضرور رہا ۞ پانچوان فائدہ اِس بات کے بیان مین کہ جسسے دین سیکھے پہلے آسکا حال دریافت کرلے اور اجماع اور قیاس کے بیان مین ۞ شمایل ترمذی کے آخر مین ابن سیرین سے جو تابعین تھے روایت کیا ہی کہ اُنھون نے کہا هذا الحدیث دین فانظروا عمن تاخذون دینکم یہہ حدیث جو ہی سوئی دین ہی پھر دیکھو تم اُس شخص کو جسسے لیتے ہو تم دین اپنا ۞ یعنے حدیث نبوی جو ہی بس یہی دین ہی تو جس شخص سے حدیث سنو اور پڑھو آسکا حال دریافت کرلو کہ یہہ شخص کیسا ہی جو متقی اور پرہیزگار اور تابع سنت کا ہو اور ناسخ منسوخ پہچانتا ہو اور حدیث سے خوب واقف ہو

اُسے سیکھو اور سنو فاسق اور بدعتی اور حدیث کے علم سے ناواقف کی صحبت سے کنارہ کرو کہ وہ کہین تمکو حدیث کے معنے اُلٹے نہ بتاوے اور کسی وضعی حدیث کو حدیث نبوی نہ کہہ دیوے کہین منسوخ حدیث پر عمل کرنیکا حکم نہ کر دے اور اپنی ناواقفی کے سبب سے کسی صحیح حدیث پر عمل کرنے کو چھڑوا دے جیسا کہ اس وقت مین بعضے ایسے لوگ دیکھنے سننے مین آئے ہین کہ باوجود اسکے کہ اُنکو حدیث مین مطلق دخل نہین ہی اور حدیث کی معتبر کتابون مین سے مثل صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور موطا کے ایک بھی استاد سے نہین پڑھے ہین اور نہ بطریق سیر کے بھی اُسکو دیکھے ہین بلکہ یہ سب کتابین اُنکو کبھی دیکھنے کو بھی میسر نہوئین یہان تک کہ مشکوٰۃ جو اِس ملک مین بہت میسر ہی اُسکو آدھی اور ربع بھی نہین پڑھے ہین بلکہ اُنکے پاس مشکوٰۃ موجود بھی نہین ہی اور باوجود اِس بے علمی اور ناواقفی علم حدیث کے اُن لوگون نے یہہ دعویٰ شروع کیا ہی

کہ بس جو کچھ ہم قرآن حدیث مین پاوینگے اُسپر عمل کرینگے ہم فقہ کی کتابون کو کچھ نہین سمجھتے اور یہ اُنکی یہی وجہ ہی کہ اُنکو حدیث کا علم نہین ہی اگر مجتہد ہوتے تو فقہ کو دوست رکھتے کیونکہ فقہ تو حدیث سے ثابت ہی اُنکو اتنی بھی خبر نہین کہ علم دین کے حدیث سے تین ثابت ہیں قرآن اور حدیث اور فقہ جیسا کہ مشکوۃ مصابیح مین کتاب العلم کی دوسری فصل مین عبد اللہ ابن عمر سے روایت کیا ہی کہ اُنھون نے کہا قَالَ رَسُولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعِلْمُ ثَلٰثَۃٌ اٰیَۃٌ مُحْکَمَۃٌ اَوْسُنَّۃٌ قَائِمَۃٌ اَوْفَرِیْضَۃٌ عَادِلَۃٌ وَمَاکَانَ سِوٰی ذٰلِکَ فَھُوَفَضْلٌ رَوَاہُ اَبُو دَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَۃَ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علم اصول اور دین اور شریعت کے تین ہیں ایک آیۃ محکم یعنے وہ آیت جسکے معنے صاف اور ظاہر ہیں اور اُسکا مطلب صاف سمجھا جاتا ہی ہونے کے ساتھہ ہی اور کسی طرح کا شبہہ تاویل اور تخصیص کا اُسمین نہین ہوتا ❊ آیت محکم اسواسطے فرمایا کہ آیت محکم اُم الکتاب اور اصل اور جڑ ہی سب آیتون کی اور اجمال اور شبہہ سے محفوظ ہی اور جو اُسکے سوا متشابہات آیتین ہیں اُنکو آیت

حکم پر قیاس کیا ہی اور ہمارا مذہب قرآن سے
لیا ہی یا سنت کہ جسکا اُن سند کے ساتھ ثابت ہی
یعنی ثابت ہی کہ یہہ کلام حضرت کا ہی یا فریضہ یعنی
وہ حکم کہ مثل اور برابر ہی کتاب اللہ اور سنت
کے ❊ اسمین اشارہ ہی اجماع اور قیاس کا
کہ اجماع اور قیاس بھی کتاب اللہ اور سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلا ہی اسواسطے
اُنکو کتاب اور سنت کے برابر اور مثل فرمایا ❊ اور
آپکو فریضہ اسواسطے فرمایا کہ لوگ سمجھین کہ
آپ پر عمل کرنا واجب ہی جیسا کہ کتاب اور
سنت پر عمل کرنا واجب ہی اس حدیث سے
یہہ معنے حاصل ہوئے کہ دین کے اصول چار ہین کتاب
اور سنت اور اجماع اور قیاس ❊ اور جو کچھ کہ
سوائے اسکے ہی سو بے فایدہ اور لایعنی ہی اسکا
ترجمہ عبد الحق دہلوی کی شرح مشکوٰۃ سے لکھا ❊
اب دیکھو ناواقفی کے سبب سے فقہ پر عمل کرنے
سے تو انکار کیا اور حقیقت مین وہ انکار اس حدیث
سے ہوگیا کیونکہ فریضہ عادلہ فقہ کو کہتے ہین کہ اجماع
اور قیاس کر کے کتاب اور سنت سے نکالا ہی

اسیواسطے اصول فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ
اصول فقہ یعنے جڑ فقہ کی چار ہیئن پہلے کتاب اللہ
دوسرے سنت اللہ کے رسول کی تیسرے اجماع
اُمت کا صحابہ کے وقت سے لیکے قیامت تک
اور اجماع اہل رای اور اجتہاد کا معتبر ہی یعنے جنکو
فہم اور عقل ہی قرآن حدیث میں اور جسمین اجتہاد
کی لیاقت ہی اُنکا اجماع معتبر ہی اور عوام کے قول
کا اور اُس متکلم اور محدث کے قول کا جسکو اصول
فقہ مین آنکھ نہین اجماع مین اعتبار نہین ہی ؎ باقی
اجماع کے قسمون کا بیان اصول فقہ کی کتابون مین
مفصل مذکور ہی جو چاہے دریافت کر لے اور اجماع
اس اُمت کا بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے دین کے فروع مین یعنے فقہی مسئلون مین
حجت اور سند ہی کہ اُسپر عمل کرنا از روی شرع
کے واجب ہی اس امت کی بزرگی کے سبب سے دیکھا
کہ حضرت نے فرمایا ہی کہ میری امت گمراہی پر اجماع
نکرین گے مشکوٰۃ مصابیح مین باب اعتصام بالکتاب
والسنۃ کی دوسری فصل مین عبد اللہ ابن عمر سے
روایت ہی کہ اُنھون نے کہا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ لَا يَجْمَعُ اُمَّتِيْ اَوْ قَالَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلٰى
ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ رَوَاهُ
التِّرْمِذِيُّ ۞ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
بیشک اللہ نہ جمع کریگا میری امت کو یا فرمایا امت
محمد کو گمراہی پر اور یہہ خاصیت اور صفت اس امت
مرحومہ کی ہی کہ اللہ تعالی نے اسی امت کیواسطے
یہہ عزت خاص کیا ہی کہ جس چیز پر یہہ امت اتفاق کریں
وہ حق اور درست ہو یہہ مرتبہ دوسری امت کو
نہیں ملا ہاتھ قدرت اور احسان اللہ تعالی کا جماعت پر
ہی اس میں اس بات کا اشارہ ہی کہ اللہ تعالی
اہل حق کو خلق کی ایذا اور دین کے دشمنوں کے
خوف سے محفوظ رکھتا ہی اور انکا مددگار رہتا ہی اور
انکو قرآن حدیث سے احکام نکالنے کی اور حق دریافت
کرنیکی توفیق دیتا ہی اور جب امت آپس میں
اختلاف کریں اور پھوٹ پڑجاویں تب اپنی حفاظت
ان سے اٹھالیتا ہی اور انپر عذاب بھیجتا ہی اور
انکے احوال کو خراب کرتا ہی اور جس راہ پر حضرت
اور اصحاب تھے اس سے نکال دیتا ہی جیسا کہ آگے
بیان فرمایا کہ جو شخص جدا ہوا جماعت اور سواد اعظم

سے وہ رد الا جاوے آگے مین روایت کیا اِسکو ترمذی
نے جو تھے قیاس کو وہ بھی شریعت کی حجتون مین سے
ایک حجت ہی اِس پر تمام علمای امت کا اجماع
ہی اور جب کسی وار دات مین کتاب اور سنت
اور اجماع کی دلیل نہ ملے تب قیاس پر عمل کرنا
واجب ہی اور یہہ بات حضرت کے فرمانے سے ثابت
ہی جامع ترمذی مین باب ماجاء فی القاضی مین معاذ
ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ اُنھون نے
کہا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى
الْيَمَنِ فَقَالَ كَيْفَ تَقْضِي قَالَ أَقْضِي بِمَا فِي كِتَابِ اللهِ قَالَ
فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللهِ قَالَ فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ لَمْ يَكُنْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ قَالَ أَجْتَهِدُ
رَأْيِي قَالَ الْحَمْدُ لِلهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللهِ بیشک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا معاذ کو یمن کی طرف
یعنی قاضی کر کے اور فرمایا کس طرح اور کس بموجب
تو حکم کریگا عرض کیا حکم کرونگا اُس موافق جو کتاب اللہ
مین ہی فرمایا پھر اگر نہو وہ حکم کتاب اللہ مین عرض کیا پھر
تب حکم کرونگا موافق سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے فرمایا اگر وہ حکم نہو رسول اللہ کی سنت

دیوے عرض کیا کر حکام میں لگاوں گا اپنی عقل کو اور کوشش کو
یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر اپنی عقل سے
قیاس کرکے حکم کرونگا تو فرمایا سب تعریف اللہ کو
جسنے توفیق دی اللہ کے نامہ بر کے قاصد کو حضرت ﷺ
نے اس بات سے نہایت خوش ہوکے یہہ فرمایا
اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قیاس شرع سے
ثابت ہی اور اللہ رسول کی مرضی کے موافق ہی
اب جو لوگ قیاس کا انکار کریں وہ جانیں اور انکا
کام ہم جسکی امت ہیں آپکی خوشی کے تابع ہیں
اور مشکوۃ مصابیح میں باب العمل فی القضاء والخوف
منہ کی دوسری فصل میں معاذ ابن جبل سے روایت
ہی کہ انہوں نے کہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لَمَّا بَعَثَهُ اِلَى الْيَمَنِ قَالَ كَيْفَ تَقْضِي اِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ
قَالَ اَقْضِي بِكِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَاِنْ لَمْ تَجِدْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ
فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاِنْ لَمْ تَجِدْ فِي سُنَّةِ
رَسُولِ اللّٰهِ قَالَ اَجْتَهِدُ رَأْيِي وَلَا آلُو قَالَ فَضَرَبَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَدْرِهِ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَ
فَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللّٰهِ لِمَا يَرْضَى بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ رَوَاهُ
• التِّرْمِذِيُّ وَاَبُو دَاؤُدَ وَالدَّارِمِيُّ بیشک رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت کہ بھیجا معاذ کو یمن کی
طرف یعنی قاضی کر کے فرمایا کس طرح حکم کریگا تو جب
آ لگے اونکا تیرے کوئی قضیہ عرض کیا معاذ نے حکم کرونگا
موافق کتاب اللہ کے حضرت نے فرمایا پھر اگر نپاوے
تو اوس حکم کو کتاب اللہ میں عرض کیا تو حکم کرونگا
موافق سنت رسول اللہ کے حضرت نے فرمایا پھر اگر
نپاوے تو اوس حکم کو رسول اللہ کی سنت میں معاذ
نے عرض کیا کہ کام میں لگاونگا اپنی عقل اور فکر کو اور
نہ تقصیر کرونگا اجتہاد کرنے اور حق کی تلاش کرنے میں
کہا معاذ نے پھر ہاتھ مارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
معاذ کے سینہ یعنی میرے سینہ پر جس میں کتاب
اللہ اور سنت پر قایم رہوں اور مجھکو علم زیادہ
ہو جاوے ہاتھ مبارک کی برکت سے اور فرمایا کہ سب
تعریف اللہ کو جسنے توفیق دی اللہ کے قاصد کے قاصد
کو اوس چیز کی جس سے خوش اور راضی ہے اللہ کا
رسول ❁ سبحان اللہ قیاس بڑی چیز ہے مگر قیاس کرنیوالا
مجتہد چاہیے جس میں اوسکا اجتہاد قرآن حدیث کے
خلاف نہ پڑے ❁ جاننا چاہیئے کہ اجتہاد معنے لغت میں
قوت اور طاقت کو کام میں لگانا تو مجتہد لگے اپنی

عقل کی قوت کو قرآن حدیث سے احکام نکالے ہیں
جو نکالتے ہیں آسیواسطے اُنکو مجتہد اور اصحاب
الرای یعنے صاحب عقل کہتے ہیں اور اصحاب الرای
سب مجتہد ہیں خواہ ابوحنیفہ اور شافعی ہون خواہ
دوسرے اور اصحاب الرای کہنا کچھ طعن کی بات نہیں ہے
بلکہ تعریف کی بات ہے کیونکہ عقل والوں کی اللہ نے
تعریف کی ہے فرمایا اللہ صاحب نے سورہ آل عمران
مین وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ اور سمجھائے وہی سمجھتے
ہیں جنکو عقل ہے تو معلوم ہوا کہ اگر اپنی نفس پرستی عقل
مند جانے اور قرآن حدیث اور دین کی باتیں نہ سمجھے
تو اُسکو عقل نہیں ❁ اسیواسطے سب علم والے کو عالم نہیں کہتے
عالم وہی جو دین کے علم سے واقف ہو اور دین کا علم
یہی ہے قرآن و حدیث فقہ جیسا کہ اوپر گذر چکا غرض
فقہ کا حق ہونا حدیث سے ثابت ہوا اور فقہ کی جڑ بھی
حدیث سے چار ثابت ہوئیں قرآن حدیث اجماع قیاس
تو اب جو کوئی ایسی بات کہے کہ ہم فقہ کو نہیں مانتے تو وہ
بھولا ہے ❁ باقی فقہ کی فضیلت کی حدیثیں تیسری ہدایت میں
لکھیں گے انشاء اللہ تعالی ❁ غرض جن لوگوں کو حدیث میں
دخل نہیں اور بغیر حدیث کے قرآن شریف سمجھنا

اور آپ سے مسئلے نکالنا تو معلوم ❊ اور رفقہ سے اُنکو مطابق اڈکا رہی تو ایسے لوگ دین کے تینون علم سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں ایسے لوگن سے مسئلہ پوچھنے اور اور اُنکی پیروی کرنے مین یہی ہوگا کہ وہ آپ بھی راہ بھولین گے اور دوسرون کو بھی بھلا وینگے جیسا کہ مشکوٰۃ مصابیح مین کتاب العلم کی پہلی فصل مین عبداللہ ابن عمرو سے روایت ہی کہ اُنھون نے کہا

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَاَضَلُّوا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالیٰ نہین اُٹھا لیتا علم کو آخری زمانے مین کھینچ کرکے کہ کھینچے اُسکو یعنے چھین لے اُسکو بندون کے ہاتھ سے ولیکن اُٹھا لیتا ہی علم کو ساتھ وفات دینے عالمون کے یہان تک کہ جب باقی نرکھے کسی عالم کو لیوین لوگ سردار جاہلون کو یعنے جب عالمین باقی نرہینگے تب لوگ جاہلون کو اپنا سردار ٹھہراوینگے تب وہ جاہلین پوچھے جاوینگے مسئلے پھر فتوی دینگے بغیر علم کے سو آپ بھی گمراہ ہونگے اور دوسرون

کہ بھی گمراہ کرین اس حدیث کو بخاری مسلم دونون نے
روایت کیا ہے سو بموجب فرمانے مخبر صادق کے ایسا ہی
دیکھنے مین آتا ہی اسوقت مین جاہلون نے اپنی عقل سے
بغیر علم کے بہت سے مسائل لوگون کو تعلیم کیا ہی اور
عجب ایک فساد مچار کھا ہی کہ ظاہر مین دعوی کرتے
ہین حدیث پر عمل کرینگا اور حقیقت مین سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو مٹاتے ہین
اللہ انکو ایسی حرکت سے توبہ نصیب کرے اور
دین کے علم کی سمجھ دے جن لوگون کا ہم ذکر کرتے ہین
وہ محدث نہین ہین محدثون کے تو ہم خادم ہین اُن پر
کیون طعن کرتے محدثون پر طعن کرنا دوری و بے ادبی کا
موجب ہی جیسے فقیہ پر طعن کرنا موجب گمراہی کا مگر
یہ تو جاہل ہین کہ آپ بھی بھولے ہین اور دوسرون کو بھی
بھلاتے ہین اُن بھولون مین سے ایک بھول کا ذکر کرنا حق
ظاہر کرنیکے واسطے ضرور ہی اسواسطے ہم اُسکو
لکھتے ہین تاکہ لوگ ہوشیار ہو جاوین اور اُنکے دام
مین نہ پھنسین اُنکی بھول کو سنو یہان بھول یہ ہی
کہ تراویح کی نماز کو منع کر دیا اور کہا کہ یہ نماز رسول اللہ
صلعم سے نہین ثابت ہی اور اُس بھول کے سبب سے سنت
آنحضرت اور صحابہ کی موقوف ہوئی حالانکہ حدیث سے

ہوا اوسچ پڑھنا حضرت اور صحابہ کا ثابت ہی مشکوۃ مصابیح میں باب قیام شہر رمضان کی دوسری فصل میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ اُنھون کہا صُمنا مع رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فلم یقم بنا شیئًا من الشہر حتّٰی بقی سبع فقام بنا حتّٰی ذھب ثلث اللّیل فلمّا کانت السادسۃ لم یقم بنا فلمّا کانت الخامسۃ قام بنا حتّٰی ذھب شطر اللّیل فقلت یا رسول اللہ لو نفّلتنا قیام ھذہ اللّیلۃ فقال انّ الرّجل اذا صلّی مع الامام حتّٰی ینصرف حسب لہ قیام لیلۃ فلمّا کانت الرّابعۃ لم یقم بنا حتّٰی بقی ثلث اللّیل فلمّا کانت الثالثۃ جمع اھلہ ونساءہ والنّاس فقام بنا حتّٰی خشینا ان یفوتنا الفلاح قلت وما الفلاح قال السّحور ثم لم یقم بنا بقیۃ الشّہر رواہ ابو داؤد والتّرمذی والنّسائی وروی ابن ماجۃ نحوہ الّا انّ التّرمذی لم یذکر ثم لم یقم بنا بقیۃ الشّہر روزہ رکھا ہمنے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر نہ قیام کیا ہمارے ساتھ کچھ مہینے رمضان میں سے یعنے سواے فرض کے کچھ نفل جماعت کے ساتھ نہ ادا کیا یہان تک کہ باقی رہین سات راتین پھر قیام کیا یعنے جماعت کے ساتھ نفل پڑھی ساتھ ہمارے یہان تک کہ گئی

تہائی رات ❁ پھر جب باقی رہیں چھ راتیں نہ قیام کیا
ساتھ ہمارے ❁ پھر جب باقی رہیں پانچ راتیں قیام
کیا ساتھ ہمارے یہاں تک کہ گئی آدھی رات تب کہا
میں نے یا رسول اللہ کیا اچھا ہوتا جو زیادہ کرتے آپ
ہمارے واسطے قیام اس رات کا ❁ تب فرمایا
حضرت نے تحقیق شخص جب نماز پڑھتا ہے امام کے
ساتھ یہاں تک کہ فارغ ہو امام نماز سے حساب کیا جاتا
ہے اسکے لئے ثواب تمام رات کے قیام کا ❁ پھر جب
باقی رہیں چار راتیں نہ قیام کیا ہمارے ساتھ یہاں تک
کہ باقی رہ گئی تہائی رات یعنی صبح کا قریب ہو گیا اس
رات کو قیام نہ کیا ❁ پھر جب باقی رہیں تین راتیں
حضرت نے جمع کیا اپنے گھر والوں کو اور اپنی
عورتوں کو اور آدمیوں کو پھر قیام کیا ہمارے ساتھ
یہاں تک کہ ڈرے ہم کہ فوت ہو ہم سے فلاح راوی کہتا
ہے کہ ابوذر سے کہا میں نے اور کیا ہے فلاح یعنی فلاح کے کیا معنے
ابوذر نے کہا کہ فلاح معنے کھانا سحر کا کیونکہ سحر سے روزہ
دار کو روزہ ادا کرنے کی طاقت ہوتی ہے اور سنت ادا
ہوتی ہے اور سنت ادا کرنے میں فلاح یعنی نجات ہے پھر نہ قیام
کیا ہمارے ساتھ باقی مہینے میں روایت کیا اسکو ابوداؤد

اور ترمذی اور نسائی نے اور روایت کیا ابن ماجہ نے مانند اسکے مگر یہہ کہ ترمذی نے نہ ذکر کیا اس لفظ کو کہ پھر نہ قیام کیا ہمارے ساتھہ باقی مہینے مین اس حدیث سے حضرت کا تین رات رمضان کے مہینے مین جماعت کے ساتھہ سنت پڑھنا ثابت ہوا اور اسی نماز کا نام مجتہدون اور فقیہون نے تراویح رکھا ہی اور تراویح نام رکھنے کی یہہ وجہ ہی کہ لوگ تراویح کو جماعت کے ساتھہ پڑھتے تھے اور چار رکعت کے بعد بیٹھتے تھے اور راحت لیتے تھے اسواسطے تراویح نام پڑا اور دوسری حدیثون مین بھی اس نماز کا بہت ذکر ہی اور حضرت نے ہمیشہ نہ پڑھا تو امت پر شفقت کی راہ سے کہ مبادا فرض ہو جاوے تو ادا نکر سکین جیسا کہ مشکوۃ مصابیح مین اسی باب مذکور کی پہلی فصل مین زید ابن ثابت سے روایت کیا ہی کہ انھون نے کہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتخذ حجرۃ فی المسجد من حصیر فصلی فیہا لیالی حتی اجتمع علیہ ناس ثم فقدوا صوتہ لیلۃ وظنوا انہ قد نام فجعل بعضہم یتنحنح لیخرج الیہم فقال ما زال بکم الذی رایت من صنیعکم حتی خشیت ان یکتب علیکم ولو کتب علیکم ما قمتم بہ

فَصَلُّوا اَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ فَاِنَّ اَفْضَلَ صَلٰوةِ الْمَرْءِ فِي
بَيْتِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ترجمہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے بنایا حجرہ مسجد میں بوریے کا
جیسا کہ حضرت کی عادت شریف تھی کہ اعتکاف
کے واسطے مسجد میں ایک حجرہ مقرر بنا لیا کرتے
تھے پھر نماز پڑھی حضرت نے اُس حجرے میں کئی
رات یہاں تک کہ جمع ہوئے حضرت پر بہت سے
آدمی پھر نہ پائی لوگوں نے حضرت کی آواز ایک
رات کو تب سب نے خیال کیا کہ تحقیق حضرت
سو گئے پھر شروع کیا اُن میں سے بعضوں نے کھنکھارنے
لگے تاکہ حضرت تشریف لاویں اُنکی طرف تب
فرمایا حضرت نے ہمیشہ رہی تمہارے ساتھ وہ چیز کہ
دیکھا میں نے تمہارے کام میں سے یعنی تم لوگوں میں
جوش سے رمضان کی رات کی نماز کو جماعت کے ساتھ
پڑھنے کا شوق ہمیشہ پایا یہاں تک کہ ڈرا میں اِس
بات سے کہ فرض کی گئی تم پر اور اگر فرض کی جاتی تم پر
تو ہمیشہ نہ پڑھ سکتے اسکو سو نماز پڑھو اے لوگو
اپنے گھروں میں اسواسطے کہ نماز شخص کی اسکے
گھر میں افضل ہے مگر نماز فرض کہ وہ مسجد میں بہتر

اور افضل ہی روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے
غرض حضرت کو یہ نماز بہت پسند تھی مگر فرض ہو جانے
کے خوف سے ہمیشہ نہ پڑھی مگر اپنی نماز کا شوق
دلایا کرتے تھے جیسا کہ اسی حدیث کے آگے ابو ہریرہ
سے روایت کیا ہی کہ انھون نے کہا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُرَغِّبُ فِیْ قِیَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ اَنْ
یَّامُرَهُمْ فِیْہِ بِعَزِیْمَۃٍ فَیَقُوْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ
اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِکَ ثُمَّ کَانَ الْاَمْرُ عَلٰی
ذٰلِکَ فِیْ خِلَافَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ وَّصَدْرًا مِّنْ خِلَافَۃِ عُمَرَ عَلٰی ذٰلِکَ
رَوَاهُ مُسْلِمٌ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواہش دلاتے
صحابہ کو رمضان کے قیام کی یعنی رمضان کی رات مین
نماز پڑھنے کی خواہش دلاتے بدون اسکے کہ حکم کرین
انکو رمضان کے قیام کا تاکید اور واجب کرکے تو فرماتے
تھے کہ جو شخص قیام کرے رمضان مین بسبب ایمان
اور طلب ثواب کے یعنی لوگون کے دکھلانے کو
نہین بلکہ اجر اور ثواب کے واسطے رمضان مین قیام
کرے تو بخشا جاویگا اسکے لئے جو کچھ آگے گذرا ہی
اسکا گناہ پھر وفات دئیے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم اور قال یہ کہ حکم اس طرح پر تھا یعنے جو کوئی
چاہتا ثواب کے واسطے اپنی خوشی سے پڑھتا
جماعت مقرر نہ تھی پھر تھا حکم اس طرح پر ابو بکر کی
خلافت کے زمانے میں اور اس طرح پر حکم تھا شروع
میں حضرت عمر کی خلافت کے بعد اسکے حضرت
عمر نے تراویح کا اہتمام کیا اور لوگوں کو جمع ہونے کا اور
اسمیں نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا کیونکہ
اسکے وقت میں فرض ہو جانیکا خوف نہ تھا اور حضرت
عمر کا فعل بھی سنت ہے حضرت نے خود فرمایا ہے کہ
اختیار کرو تم لوگ میری سنت اور میرے خلیفوں کی
سنت تو اس نماز کا ادا کرنا سنت ہے کیونکہ
حضرت عمر نے حکم دیا ہے جیسا کہ مشکوۃ مصابیح میں
اسی باب کی تیسری فصل میں عبد الرحمن ابن
عبد القاری سے روایت کیا ہے کہ قال خرجت مع
عمر بن الخطاب ليلة الى المسجد فاذا الناس اوزاع
متفرقون يصلي الرجل لنفسه ويصلي الرجل بصلوته
الرهط فقال عمر اني لو جمعت هؤلاء على قارئ واحد
لكان امثل ثم عزم فجمعهم على ابي بن كعب قال ثم
خرجت معه ليلة اخرى والناس يصلون بصلوة قارئهم

قَالَ عُمَرُ نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ وَالَّتِيْ تَنَامُوْنَ عَنْهَا اَفْضَلُ مِنَ الَّتِيْ تَقُوْمُوْنَ يُرِيْدُ اٰخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ اَوَّلَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عبد الرحمن ابن عبد القاری نے کہا نکلا مین ساتھہ عمر ابن خطاب کے ایک رات کو یعنے رمضان مین مسجد کی طرف پھر کیا دیکھتے ہین کہ لوگ جدا جدا ہین نماز پڑھتا ہی کوئی شخص اکیلا اور نماز پڑھتا ہی کوئی شخص اپنی نماز کے ساتھہ کئی شخص کو رہط کہتے ہین اُس جماعت کو جو دس سے کم ہو جب حضرت عمر نے یہہ تفرقہ اور پھوٹ بھات دیکھا تب فرمایا حضرت عمر نے تحقیق مین اگر جمع کرون اِن لوگون کو ایک قاری پر کہ سب کوئی ملکے ایک قاری کے پیچھے نماز پڑھین تو افضل ہو جب حضرت عمر کی راے مین یہہ بات پسند آئی تب قصد اور کوشش کیا اس کام پر پھر جمع کیا اُنکو ابی ابن کعب پر کہا عبد الرحمن نے پھر نکلا مین ساتھہ عمر ابن خطاب کے ایک دوسری رات کو اور لوگ نماز پڑھتے تھے اپنے امام کی نماز کے ساتھہ یعنے ابی ابن کعب کے ساتھہ کہا حضرت عمر نے کیا اچھی بدعت ہی یہہ یہان حضرت عمر نے بدعت لغوی مراد لیا ہی یعنے جسکو لغت مین

پر ہمیشگی کرتے ہیں یہ اقتضا شرعی تھی انھوں نے اپنے عہد میں آدمیوں کو جمع
کیا [illegible] میں [illegible] ہی [illegible] معلوم ہوا کہ [illegible]
میں [illegible] بدعت [illegible] صحابہ کا اتفاق [illegible]
حدیث [illegible] ہی اور [illegible] نماز کی جماعت [illegible] خود حضرت
کے زمانے میں تھی اور حضرت خدا کے [illegible] نماز
کو جماعت کے ساتھ ادا کی ہی جیسا [illegible] اور حق
یہ ہی کہ خلفای راشدین [illegible] سنت ہی ۞
اور وہ نماز کہ سو رہتے ہو اور [illegible] یعنی
افضل ہی اس نماز سے کہ قیام کرتے ہو یعنی [illegible] اور یہ
اول رات میں پڑھتے سو رہتے ہو اگر آخر وقت میں
پڑھو تو افضل ہو کیونکہ آخر [illegible] زیادہ
[illegible] ہی [illegible] طیبی نے کہا ہی [illegible] کہ راوی خود
کہتا ہی کہ ادا کرتے تھے حضرت عمر آخر رات کا یعنی
آخر رات کو وتر پڑھنے کا اور یہی جو طیبی نے کہا ہی کہ
اہل مکہ نے اسی پر عمل کیا ہی کیونکہ وہ لوگ سو اٹھ کے
وتر پڑھتے ہیں سو یہ عادت اہل مکہ کی قدیم زمانے
میں تھی [illegible] تو اہل مکہ اول رات میں وتر
پڑھتے ہیں اور تمام رات جاگتے ہیں آخر رات میں سحری
کھانے کو گھر میں جاتے ہیں اور بعضوں نے کہا ہی کہ

اِس عبارت کے یہہ معنے ہین کہ وہ نماز کہ فارغ ہوتے ہو تم اُسسے اور بعد اُسکے سو رہتے ہو سو بہتر اور افضل ہی اُسسے کہ اُٹھو تم اُسکے واسطے سونے کے بعد یعنے تراویح کا اول رات مین پڑھ لینا اُس سے افضل ہی کہ آخر رات مین پڑھو یہہ اِس احتیاط کے واسطے کہ تراویح فوت نہو جاوے اِسیواسطے وہ لوگ اول رات کو تراویح پڑھ لیتے تھے جیسا کہ خود راوی نے آگے بیان کیا کہ اور پچھلے لوگ قیام کرتے اول رات مین تو گویا اِسیکو حضرت عمر نے پسند کیا کہ جسمین سب سے یہہ سنت ادا ہوسکے کیونکہ اخیر رات مین تراویح سب سے نہ ادا ہوسکی* اور اِس حدیث سے یہہ سمجھنا کہ حضرت عمر کا یہہ مطلب تھا کہ تراویح جو تم پڑھکے سو رہتے ہو اِسسے بہتر ہی کہ تراویح نہ پڑھو بلکہ آخر رات کو اُٹھکے تہجد پڑھو یہہ اِس حدیث کے سیاق سے سراسر خلاف ہی کیونکہ اگر تراویح افضل نہوتی تو حضرت عمر اُسکا اہتمام کیون کرتے اور اُسکے واسطے لوگون کو کیون جمع کرتے اور اُبی ابن کعب جو بڑے عالم اصحاب تھے وے افضل کام کو چھوڑکے تراویح پڑھانے کو کیون

اختیار کرنے غرض یہہ کہ تہجد کی فضیلت کا بیان دوسری حدیثون مین ہی یہان بیان تراویح کی فضیلت کا ہی روایت کیا اِس حدیث کو بخاری نے باقی رہا یہہ کہ تراویح کی نمازکی رکعات ہیں سو اِس مین بہت گفتگو ہی اور بعد سب گفتگو کے بیس رکعات ثابت کیا ہی اُس سب گفتگو کا ذکر کرنا اِس مقام بیچ ضرور نہیں جو کوئی چاہے شرح مشکوۃ اور ماثبت من السنۃ مین دیکھہ لے مگر سہانون کی تسلی خاطر کے واسطے اِس حدیث کو ہم ذکر کرتے ہیں جسمین بیس رکعات تراویح کا ذکر ہی ماثبت من السنۃ مین شہر رمضان کے ذکر کی پہلی فصل مین تراویح کی رکعات کے عدد کے بیان مین لکہا ہی فعشرون رکعۃ لما روی البیہقی باسناد صحیح انہم کانو یقومون علی عہد عمر رضی الله عنه بعشرین رکعۃ وفی عہد عثمان و علی رضی الله عنہما مثله یعنی ہم لوگون یعنی حنفیون کے نزدیک تراویح بیس رکعت ہی بوجہ اُس حدیث کے جو روایت کیا ہی بیہقی نے صحیح سند پہنچا کر کے کہ بیشک صحابہ اور تابعین تہے رمضان کی راتمین نماز پڑہتے بیس

رحمت اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ
عنہما کے زمانے مین بھی کا نہ ہوا سکے یعنے بیس رکعت
پڑھتے تھے تو بیس جب حدیث صحیح ہے حضرت عمر
اور حضرت عثمان اور حضرت علی کے زمانے مین تراویح
بیس رکعت ثابت ہوئی تب ہمکا رہے واسطے
بیس رکعتین پڑھنے کے واسطے دوسری سند درکار
نہین جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت
ویسا خلفای راشدین کی سنت ❁ اور ما ثبت بین
السنۃ مین لکھا ہی رَوَیٰ عن ابن عباس انہ صلّی رسول اللہ
صَلَّی اللہ علیہ وسلم عشرین رکعۃ فی رمضان ثم اوتر
بعدہا بثلث لکن المحدثین قالوا ان ہذا الحدیث
ضعیف کہ روایت کیا بیہقی نے عبد اللہ ابن عباس سے
کہ انھون نے کہا بیشک حال یہ ہی کہ نماز پڑھی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت
رمضان مین پھر وتر پڑھی بعد اسکے تین رکعتین پر محدثون
نے کہا کہ تحقیق یہ حدیث ضعیف ہی ❁ غرض خلیفون اور
صحابہ لوگون کے بیس رکعت پڑھنے کی حدیث صحیح
ہی اور حضرت کے بیس رکعت پڑھنے کی حدیث ضعیف
ہی یعنے اسکے راوی مضبوط نہین ہین ❁ ایک بات

بڑے فائدے کی بات یاد رکھنا چاہئے وہ یہہ ہی کہ حدیث ضعیف جو ہوتی ہی تو راویونکے سبب سے کہ آسکے راوی بعد اصحاب کے جو پہچکے در میں ہیں سوکمزور ہیں نہ یہہ کہ اصل میں وہ حدیث ان نہیں ہی بلکہ حقیقت میں وہ حدیث ہی مگر راویون کی کمزوری کے سبب سے وہ حدیث بھی ضعیف یعنے کمزور کہلائی اور جو حدیث کی حقیقت میں حدیث ہی نہیں ہوتی اسکو تو وضعی کہتے ہیں سو یہہ حدیث وضعی نہیں ہی ضعیف ہی مگر خلفای راشدین اور صحابہ کے بیس رکعت پڑھنے نے اسکو قوت بخشی ہی بہرگونہ تراویح بیس رکعت سنت ثابت ہوئی چاہو سنت حضرت کی سمجھو چاہو خلیفون کی مسلمان کو اسلیے دونو سنت پر عمل کرنیکا حکم ہی جیسا کہ اسکا بیان تیسری ہدایت مین آویگا انشا الله تعالی تو دیکھو اُنکی بھول سے کیسا خلل ہوا کہ سنت پر عمل کرنا موقوف ہوا اِسبب چاہیے کہ اِسس بھول سے توبہ کرین کیونکہ لا الہ الا الله محمد رسول الله پر ایمان لانے کی یہی نشانی ہی کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم کے فرمانے کو جان اور دل سے قبول کرین ❁ دوسری بھول یہہ ہی کہ اُن لوگون نے

ایک حق مضمون مین جسکو ہم لوگ بھی بیان کیا کرتے ہین کچھ باطل باتین ملا کے عوام لوگون کے روبرو اسطرح سے بیان کیا ہی کہ دین کے احکام مین خلل ڈالدیا وہ مضمون یہہ ہی کہ قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ پر نازل ہوا ہی اور وہ سب امی یعنے اَن پڑھے تھے اور حقیقت مین اللہ تعالی نے انھین کیطرف خطاب فرمایا ہی اور دوسرے لوگون کو انھین کے طفیل سے قرآن پہنچا اور قرآن مین جو مثالین ہین سو انھین سے موافق ہین جو اُن لوگون مین مشہور تھین اور قرآن کے لفظ انھین اَن پڑھون کے محاورے کے موافق ہین اور کوئی تفسیر قرآن کے ساتھ نہین اتری تو اگر ان پڑھون کی عقل قرآن کے معنے نہین سمجھ سکتی ہی تو صحابہ لوگ جو اَن پڑھے تھے ان سبھون نے کیونکر قرآن سمجھا اور قرآن کے حکم کیونکر بجا لائے اور اللہ تعالی سورۂ قمر مین فرماتا ہی وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ اور بیشک ہمنے آسان کیا قرآن سمجھنے کو پھر ہی کوئی سوچنے والا ❀ جب اللہ تعالی نے قرآن شریف کو آسان کہا تو اب قرآن شریف کو مشکل زیادہ کہنا اِس آیت

سے منکر ہونا ہی بس جسطرح حضرت کے آن پڑھے
اصحاب لوگ قرآن سمجھ جاتے تھے اور آپ پر عمل
کرتے تھے اور انکو دوسری کتاب کی احتیاج نہ تھی اسی
طرح ہم لوگ میں بھی ہر کوئی پڑھا آن پڑھا قرآن
سمجھ سکتا ہی اور جو آپکی عقل نہیں آویگا اسپر
عمل کر سکتا ہی دوسروں کی لکھی کتاب کی حاجت
نہین کیونکہ قیامت کے روز آدمی اپنی عمل پر پوچھا جاویگا
دوسروں کی عقل اپنے نہیں آویگا جو کوئی خیال کرتے کہ
بغیر پڑھنے نحو صرف کے آن پڑھ ہوں کو قرآن کے معنے
کسطرح معلوم ہونگے سو تھالکے ہی قاری لوگون نے جہاں
جو اعراب چاہتا تھا وہاں لوہی اعرابات تمام دے دیا ہی
اب حاجت صرف نحو پڑھنے کی نہیں باقی ہی اور رہنا جو کوئی
سوال کرتے کہ صحابہ لوگ جو آن پڑھے تھے تو انکی زبان
عربی تھی اور قرآن شریف بھی عربی زبان میں ہی اس
سبب سے وہ لوگ سمجھتے تھے اس ملک کے
آن پڑھ کسطرح قرآن سمجھیں تو انکو جواب دو
کہ قرآن کا ترجمہ تو ہندی زبان میں موجود ہی اب جسکو
ہندی زبان آتی ہوگی وہ اس ترجمہ کو دیکھکے
مسئلہ نکال سکتا ہی اسکی کیا وجہ ہی کہ سب قسم

کہانی تا ہندی زبان کے سمجھے اور قرآن سمجھہ مین نہ آوے
یہان تک اُن لوگون کی تقریر ہی ❁ جس یہہ تقریر
جو عوام لوگون نے سنا تو آپ آپ کو سب اجتہاد
کا دعوی کرنے لگے یہان تک کہ بہت آن پڑھے لوگ
جو عربی فارسی کچھہ بھی نہین پڑھے ہین اور زبان
بھی درست نہین ہی اور ترجمہ ہندی بھی نہین پڑھہ
سکے وے کہتے ہین کہ ہمارے پاس کران ہدیس موجود
ہی ہم سرہ وکایہ ہدایہ پھکہ کو کچھہ نہین سمجھتے یہہ سب آدمی کی
بنائی کتاب ہی ہم جو کران مین پاوینگے اُسی پر عمل کرینگے
اور ہم کسی کا مجہب نہین سمجھتے ہمارا مجہب محمدی ہی
ہم ابو حنیپھہ کا مجہب کیون اکھتیار کرین ❁ یہہ سب تقریر
بعینہ جیسا کہ اُنکی زبان سے سنا ویسا ہی امانتا نقل کر دیا
بلکہ احتیاط کیواسطے انکے حرف بھی نہین بدلا دیکھو
قرآن شریف کو کران حدیث کو ہدیس شرح وقایہ کو سرہ وکایہ
فقہ کو پھکہ مذہب کو مجہب ابو حنیفہ کو ابو حنیپھہ اختیار
کو اکھتیار اُنھون نے کہا ہم نے بجنسہ نقل کر دیا اب
بھائیو انصاف سے دیکھو کہ یہ لوگ اجتہاد کرنے لگے
ہین ❁ اب اُنکی بھول کا ہم جواب دیتے ہین سنو وہ
یہہ ہی کہ اِس بات کو ہم بھی مانتے ہین کہ قرآن

امیون پر اترا ایکن ہم بوجب ہدایت کے واسطے
اس مضمون کو اسطرح پر بیان کرتے ہین کہ بھائیو
قرآن جو امیون پر اترا تو آنکی عربی زبان مین سو تم
لوگ بھی انھین امیون کے برابر علم حاصل کرو اور
عربی زبان مین انھین امیون کے برابر لیاقت پیدا کرو
جس مین قرآن سمجھنا تم پر بھی آسان ہو کیونکہ قرآن
کے سمجھنے کیو اسطے نحو صرف مقرر ہوا ہی سو تم
لوگ قرآن سمجھنے کی نیت پر وہ علم حاصل کرو جسمین
قرآن شریف سمجھنے لگو اور نیک نیت کا ثواب پاؤ
اور یہہ بات جو عوام الناس مین مشہور ہو رہی کہ
اللہ اور رسول کا کلام سمجھنا نہایت مشکل ہی اسکو
بڑا علم چاہئے ہمکو وہ طاقت کہان کہ انکا کلام سمجھین اور
اس راہ پر چلنا بڑے بزرگون کا کام ہی ہماری
کیا طاقت ہی کہ اسکے موافق چلین سو یہہ بات بہت
غلط ہی اللہ اور رسول کا کلام تو بہت صاف
ہی جو کوئی عرب اول یعنے حضرت کے وقت کے عرب
لوگون کی زبان کا محاورہ حاصل کریگا وہ قرآن اور
حدیث بخوبی سمجھے گا اور جسکو اس زبان کا محاورہ
نہوگا اور وہ عالمون سے اسکے معنے سنیگا تو بخوبی

سمجھیگا نہ سمجھنے کی کیا وجہ ہی جسطرح آدمی جس زبان سے واقف ہوتا ہی اُس زبان مین جو بات سنتا ہی سمجھ جاتا ہی اُسیطرح قرآن حدیث کا مضمون بھی اپنی زبان مین جو سن پاویگا تو سمجھ جاویگا قرآن حدیث مین کچھ پہیلی اور معما نہین فرمایا ہی بلکہ اُسمین خلق کی ہدایت کے واسطے مضمون صاف صاف آسانی کے ساتھ نہایت میٹھی زبان سے بیان فرمایا ہی ❀ ایک بات بڑے فائدے کی ہی سننا چاہئے کہ جیسا کہ جو شخص ہندی زبان سے خوب واقف ہی وہ ترجمہ ہندی سے جیسا مطلب سمجھتا ہی ویسا عرب اول کی زبان سے واقف ہونے سے مین سے بھی مطلب سمجھیگا مگر جیسا کہ ترجمہ ہندی پڑھنے والا تفسیر کا محتاج ہی جب حاشیہ پر کے فایدون کو دیکھتا ہی تب مطلب سمجھتا ہی ویسا ہی عربی سمجھنے والے بھی تفسیر کے محتاج ہین اب ترجمہ ہندی جو حضرت مولانا عبد القادر محدث دہلوی رحمہ اللہ کا ہی اُس سے بہتر ترجمہ ہونا مشکل ہی سو جو لوگ ہندی سے خوب واقف ہین بلکہ اُنمین کچھ عربیت بھی ہی سو بغیر فایدون کے دیکھے مطلب خوب نہین سمجھے تو اب اچھا دیکھو کہ کرینگے اب ہمارے

اُسکے بیان میں یہی فرق ہی کہ ہم کہتے ہیں کہ جس مین قرآن حدیث سمجھنے کی لیاقت ہووے آپ سمجھے اور جسقدر علم ہونے سے قرآن سمجھنے کی لیاقت ہوتی ہی اُسکا بیان ہم چوتھی فصل کی دوسری ہدایت کے تیسری فائدے مین لکھ چکے ہیں اور جسکو اُسقدر علم نہو وہ علم والون سے دریافت کرے اور یہہ بات بھی ہم اُسی فائدے مین جو دو ہیں سیپارہ سورہ نحل کی آیت سے ثابت کرچکے ہیں اور رد کیے ہیں کہ قرآن سمجھنے کو نہ کچھ علم درکار ہی اور نہ کسی کی پیروی درکار ہی اپنی عقل مین جو آوے اُسپر عمل کرے سو اِس صورت مین تو قرآن چھوڑنا ہوا اُسپر عمل کرنا نہوا ❁ کیونکہ قرآن شریف سمجھنے کی دو راہ ہیں یا آپ جاننا یا اُسکے جاننے والون سے سننا جیسا کہ اِس آیت سے صاف ظاہر ہی وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِىٓ اَصْحَابِ السَّعِيْرِ اور بولین گے کافرین اگر ہم ہوتے سنتے یا بوجھتے نہوتے دوزخ والون مین ❁ تو معلوم ہوا کہ اپنا جاننا یا عالموں سے سنکے ایمان لانا دونون راہ نجات کی ہی جیسا کہ تیسرے فائدے مین بھی اِسی آیت کا ذکر ہو چکا ہی سو اُنھون نے

دونوں راہ کو بتایا ❁ اور اِس آیت سے ساکر ہوئے
اور یہہ جو کہا کہ قران کے ساتھہ کوئی تفسیر نہیں اُتری سو سچ
ہی تفسیر تو نہین اُتری مگر جو مشکل مقام ہی اُسکے سمجھنے کو تفسیر
بھی درکار ہی جیسا کہ صحابہ لوگ جو آیت نہ سمجھتے حضرت
اُسکی تفسیر فرماتے تب وہ لوگ سمجھ جاتے حدیث
مین اِس بات کا بہت ذکر ہی جو چاہے سو دیکھہ لے
مثال کیواسطے ہم ایک بات ذکر کرتے ہیں مشکوۃ
مصابیح مین کتاب الزکوۃ کی دوسری فصل مین
عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی
کہ اُنھون نے کہا لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ
الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ كَبُرَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ عُمَرُ اَنَا
اُفَرِّجُ عَنْكُمْ فَانْطَلَقَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّهٗ كَبُرَ عَلٰى
اَصْحَابِكَ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَفْرِضِ الزَّكٰوةَ
اِلَّا لِيُطَيِّبَ مَا بَقِيَ مِنْ اَمْوَالِكُمْ وَاِنَّمَا فَرَضَ الْمَوَارِيْثَ
وَذَكَرَ كَلِمَةً لِيَكُوْنَ لِمَنْ بَعْدَكُمْ فَقَالَ فَكَبَّرَ عُمَرُ ثُمَّ
قَالَ لَهٗ اَلَا اُخْبِرُكَ بِخَيْرِ مَا يَكْنِزُ الْمَرْءُ اَلْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ
اَلْجَمِيْلَةُ اِذَا نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَاِذَا اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِذَا غَابَ
عَنْهَا حَفِظَتْهُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ جب نازل ہوئی یہہ آیت
اِس حدیث مین اُس آیت کا شروع ذکر کیا ہی

ہم سمجھ ہیں آنے کیواسطے اُسکا مار اثر جمع کرتے ہیں
وہ یہہ ہی ﷺ اور جو لوگ گاڑ رکھتے ہیں سونا اور روپا
اور خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں سو اُنکو خوش خبری
سنادو دکھ والی مار کی جسدن آگ دہکاوینگے
اُس پر یعنے اُسی سونے اور روپے پر دوزخ کی پھر
داغیں گے اُس سے اُنکے ماتھے اور اُنکے پہلو اور
اُنکی پیٹھیں یہہ ہی جو تم گاڑتے تھے اپنے واسطے اب
چکھو مزہ اپنے گاڑنے کا ﷺ یعنے اُسی سونے چاندی کے
تختے دہکا دہکاکے داغیں گے جسدم یہہ آیت اُتری
تب بھاری لگی یہہ بات مسلمانوں پر تب کہا حضرت
عمر نے میں کھول دیتا ہوں یہہ مشکل تمسے پھر گئے عمر
حضرت پاس اور عرض کیا کہ اے نبی اللہ کے بیشک
بھاری لگی آپ کے یاروں پر یہہ آیت تب فرمایا حضرت
نے بیشک اللہ تعالی نے فرض نہیں کیا زکوٰۃ کو مگر اسی
واسطے کہ پاک کرے اُس مال کو جو باقی رہا ہے
زکوٰۃ دینے کے بعد تمھارے مالوں میں سے تو جب مال
کی زکوٰۃ دیا تب باقی مال تمھارا پاک ہوا اگر اُس
پاک مال کو جمع کروگے تو کچھ دہشت نہیں اور اِس
آیت میں جو وعدہ عذاب کا ہی تو اُسیں وقت

بدبخت زکوٰۃ نہ دے اگر زکوٰۃ دے اور خزانہ جمع کرے
تو اُسکے واسطے یہہ وعدہ عذاب کا نہین ہی اور
فرض نہین کیا اللہ تعالیٰ نے میراثون کو راوی کہتا ہی کہ
اِس لفظ کے بعد حضرت نے ذکر کیا ایک لفظ کہ مجکو
وہ لفظ یاد نہین مگر جو یاد ہی وہ یہہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے
میراث فرض نہین کیا مگر اِسواسطے کہ ہووے وہ
مال اُن لوگون کے واسطے جو تمھارے بعد ہین یعنے
تمھارے وارث لوگ ❁ تو میراث کے حکم سے معلوم
ہوتا ہی کہ مال جمع کرنا درست ہی کیونکہ اگر مال جمع نہو اور
اُسکے بعد باقی نرہے تو میراث کہان سے ہو ❁ پھر کہا
راوی نے تب اللہ اکبر کہا عمر نے ❁ حضرت عمر نے اِس
بات سے نہایت خوش ہوکے اللہ اکبر کہا یعنے اللہ
تعالیٰ کی تعریف اور شکر اور ثنا کیا کہ اُسنے اِس
مشکل کو اپنے رسول کی زبان سے آسان کیا اور مال
جمع کرنے سے لوگ ڈرگئے تھے اُسکو شارع نے مباح
کیا ❁ پھر فرمایا حضرت نے عمر سے کیا نہ خبر دون تجکو ای
عمر بہت بہتر خزانہ کہ جمع کرے مرد وہ بہتر خزانہ کون
ہی عورت نیک خوبصورت کہ اللہ تعالیٰ کے فرمانے
پر عمل کرے اور اپنے مرد کی تابعدار ہو اور آسکی

خوشی مین چلے جیسا کہ آگے فرمایا جب دیکھے مرد
اُسکی طرف خوش کرے اُسکو یعنی مرد اُسکی
خوبصورتی اور اُسکی اچھی چلن دیکھ کے خوش
ہو جاوے اور جب مرد کچھ کام فرماوے اُس عورت
کو تب تابعداری کرے اُسکی اور جب غایب ہو
مرد اُسسے عورت سے یعنی مرد کہیں جاوے تب
نگاہ رکھے اُسکا حق یعنی اُسکے مال اور عزت کی
محافظت کرے روایت کیا اِسکو ابو داؤد نے
غرض علم تفسیر بھی حدیث سے ثابت ہوا اور حدیث
کی کتابوں مین تو تفسیر کے واسطے ایک کتاب
ہی جدی مقرر رہی جیسا کہ کتاب الطہارۃ کتاب
الصلوۃ کتاب الصوم کتاب الزکوۃ وغیرہ ہی ویسا
کتاب التفسیر بھی ہی اور تفسیر فتح العزیز مین
وانک لعلی خلق عظیم کی تفسیر مین لکھا ہی کہ حدیث
شریف مین وارد ہی کہ جب آیت خذ العفو نازل ہوئی
تب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت
جبرئیل سے اِس آیت کی تفسیر پوچھی حضرت جبرئیل
نے فرمایا کہ اُوتِیتَ بِمَکَارِمِ الاَخلَاقِ اَن تَصِلَ مَن قَطَعَكَ
وَتُعطِیَ مَن حَرَمَكَ وَتَعفُوَ عَمَّن ظَلَمَكَ دیا گیا تو سب

پسندیدہ چالین یعنی یہہ آیت تجکو جتنی اچھی چالین ہی سب سکہاتی ہی۔ اُس سب اچھی چالن مین سے یہہ بات ہی کہ میل کرے تو اُس شخص سے جو تجسے جدا ہوا اور دے تو اُسکو جو تجکو محروم کرے ❁ اور معاف کر اُس شخص سے جو تجہہ پر ظلم کرے ❁ غرض کہ تفسیر قرآن کی کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ثابت ہوا تو اب تفسیر کو بیکار سمجھنا حدیث سے منکر ہونا ہی ❁ اور یہہ جو کہا کہ صرف نحو پڑہنے کی حاجت باقی نہین ہی کیونکہ قاری لوگون نے جہان جو اعراب چاہتا تھا وہ تمام قرآن شریف مین دیدیا ہی ❁ سو اُسکا جواب یہہ ہی کہ قرآن شریف مین جو اعراب دیا ہی سو اُسکے سبب سے مین درست پڑہہ سکتا ہی مگر بغیر صرف نحو پڑہے کسطرح معلوم کریگا کہ کون صیغہ ماضی مضارع فاعل مفعول امر نہی وغیرہ کا ہی اور فاعل مفعول وغیرہ کو کیا اعراب ہوتا ہی ❁ جب یہہ سب باتین نہ معلوم ہونگی تب ترجمہ کسطرح کرسکیگا ❁ صرف نحو جو دین کے عالمون نے مقرر کیا ہی تو فقط اِسیواسطے کہ اُسکے سبب سے لوگ عربی زبان سے واقف ہوجاوین

اور قرآں کے معنے سمجھ سکیں بلکہ نحوی لوگ تو نحو کی سینہ حضرت علی تک پہنچاتے ہیں اسکا ذکر ہم قریب ہی کرتے ہیں انشاء اللہ تعالی ۞ اور ہمارے ملک کے جو بڑے محدثین مشہور ہیں ان سبھوں نے صرف نحو کو قرآن سمجھنے کا وسیلہ اور ہتھیار کہا ہی حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوۃ میں کل بدعۃ ضلالۃ کی شرح میں صرف نحو وغیرہ علم جو قرآن سمجھنے کے ہتھیار ہیں اسکے پڑھنے پڑھانے کو واجب لکھا ہی ۞ اور حضرت مولانا عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے سوالات عشرہ میں ساتوین سوال میں جو سائل نے علم منطق پڑھنے کا فتوی پوچھا تھا اسی سوال کے جواب میں نحو صرف کا بھی حکم بیان فرمایا ہی اسمین تو بہت کچھ بیان فرمایا ہی مگر ہم اسکا خلاصہ جو اس مقام کے مناسب ہی لکھتے ہیں وہ یہ ہی کہ محدث ممدوح رحمۃ اللہ نے لکھا ہی کہ علم منطق سیکھنے میں کچھ دہشت نہیں ہی اسواسطے کہ علم منطق جو ہی سو علم مقصود بالذات میں سے نہیں ہی یعنے وہ ایسا علم نہیں ہی کہ اسکے پڑھنے سے اسی علم منطق کا دریافت کرنا غرض ہوتی ہی بلکہ علم

منطق علوم الیہ مین سے ہی علوم الیہ اُسکو کہتے ہین جو دوسرے علم سمجھنے کا ہتھیار ہوتا ہی ما ننہ صرف اور نحو کے کروہ ہتھیار ہی عربی زبان دریافت کرنیکا ❁ اور ہتھیار ہر چیز کا حلال اور حرام ہوتے ہین حکم اُس چیز کا رکھتا ہی جسکے واسطے یہہ ہتھیار بنا ہی ❁ مثل توپ اور توپخانیئے اور گھوڑے اور سلاح خانے کے کہ یہہ سب ہتھیار ہیں لڑائی کا تو اگر وہ لڑائی عبادت کے قسم کی ہی مثلاً کفار سے جہاد کرنے اور چور ٹھگ کے دفع کرنیکے واسطے تو اُن سب ہتھیار اور اسباب کا درست کرنا بھی عبادت کے قسم سے ہوگا ❁ اور اگر وہ لڑائی حرام اور گناہ کے قسم کی ہی مثلاً بغاوت یعنے امام سے لڑنے کے واسطے یا ٹھگی کے واسطے تو اُس لڑائی کے اسباب اور ہتھیار کا درست کرنا بھی حرام اور گناہ ہوگا ❁ خلاصہ یہہ ہی کہ علم قرآن اور حدیث اور فقہ کا علم مقصود بالذات ہی یعنے اُسکے پڑھنے سے قرآن اور حدیث اور فقہ کا دریافت کرنا اصلی غرض ہی اور نحو صرف اُسکے دریافت کرنے کے ہتھیار ہین تو جسطرح قرآن اور حدیث اور فقہ کا پڑھنا عبادت ہی اُسی

طرح نحو اور صرف کا پڑھنا بھی عبادت ہی کیونکہ
نحو صرف جو ہی سو قرآن حدیث فقہ دریافت کرنیکا
ہتھیار ہی ❁ اسیواسطے حضرت شاہ عبدالحق دہلوی
رحمہ اللہ نے نحو صرف وغیرہ علم کو جو قرآن سمجھنے کے
ہتھیار ہیں واجب لکھا ہی ❁ ہان جب کوئی نحو صرف
معانی بیان وغیرہ علوم آلیہ کے پڑھنے مین اپنی عمر
گذار دے اور اصل علم یعنے قرآن حدیث فقہ سے
باز رہے تب البتہ یہ علم حرام اور منع ہونگے ❁ حضرت
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے مقالۃ الوصیۃ
مین پانچوین وصیت مین لکھا ہی کہ علم پڑھانیکا طریقہ
جیسا کہ اس زمانے مین آیا ہی وہ یہ ہی کہ پہلے رسالے
صرف اور نحو کے پڑھاوین ہر ایک علم کی تین تین یا
چار چار کتاب آسان پڑھنے والے کا ذہن سمجھ کر کے ❁
بعد اسکے کوئی کتاب تاریخ یا حکمت عملی کی جو عربی
زبان مین ہو اسکو پڑھاوین اور اسی پڑھانے
کے درمیان مین لغت کی کتاب سے لغت نکالنے کا
ڈھنگ بھی تعلیم کرین ❁ پھر جب اسکو زبان عربی
دریافت کرنیکی طاقت ہو تب اسکو موطا جو یحیی ابن
یحیی مصمودی کی روایت سے ہی اسکو پڑھاوین

اور اُسکو ہرگز بیکار نسمجھو تو یہ کہ اصل علم علم حدیث کا ہی اور اُسکے پڑھنے مین بڑے بڑے فیض ہیں ❊ اور ہمکو تمام اُس علم کی حاصل ہونیکے ساتھہ سماعت حاصل ہی ❊ بعد اُسکے قرآن عظیم پڑھاوین اسطرح پر کہ حرف قران بغیر تفسیر کے پڑھے اور ترجمہ کرے اور جو کچھہ مشکل آپڑے نحو کے مسئلے یا شان نزول مین تو وہان تھہرے اور خوب بحث اور تحقیق کرے ❊ پھر جب قرآن کے ترجمہ سے فراغت ہووے تفسیر جلالین بطریق سبق کے پڑھے اسطرح کے پڑھنے مین بڑے بڑے فیض ہیں پھر بعد اُسکے ایک وقت مین حدیث کی کتاب مثل صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ کے اور کتاب فقہ اور سلوک اور عقاید کی پڑھا کرے اور ایک وقت مین کتاب دانشمندی کی مثل شرح ملا اور حاشیہ قطبی وغیرہ کتابین جہان تک اللہ چاہے پڑھا کرے اور اگر یہہ بات میسر ہو کہ مشکوٰۃ شریف ایک روز پڑھے اور دوسرے روز شرح طیبی جو مشکوٰۃ کی شرح ہی اُسیقدر کہ جسقدر پہلے روز مشکوٰۃ پڑھا تھا پڑھے تو نہایت فائدہ ہی ❊ اور اُسی مقالہ البوصیت کی تمامی مین لکھا ہی کہ ہم

لوگون مین یہ ایک بحث تو ہی کہ عرب کی زبان اور
صرف اور نحو اور ادب کی کتابون کا علم حاصل کرے
تو اس قدر رحمت مین صرف اور نحو کو بیکار
سمجھنا قرآن حدیث کے طالب کا کام نہین ہی مثلا جسکو
نماز کا شوق ہوگا سو وضو سیکھے گا اور جو وضو کو بیکار
سمجھیگا سو نماز بھی پڑھ چکا ۞ اور جو لقد یسرنا القرآن
للذکر فہل من مدکر سے یہ سمجھے ہین کہ قرآن شریف
کو مشکل زیادہ کہنا اس آیت سے منکر ہونا ہی
تو اب بڑی مشکل ہی کہ جن لوگون کو علم عربیت
کا نہین ہی انکو تو بغیر کسی دوسرے کے سمجھائے قرآن
سمجھنا بیشک مشکل معلوم ہوگا جیسے ہندوستانی
اور بنگالے کے لوگون کو اور وسے بیچارے اپنی بےعلمی
کے سبب سے اسکے معنے سمجھنا مشکل جانتے ہین بلکہ
بعضون کو تو پڑھنا بھی مشکل ہی تو اِن نئے
مذہب والون کے فتوی سے جب سب بیچارے اِس
آیت کے منکر ہین باقی رہی صرف سمجھو قرآن آسان
ہونے کی انحصار ہی سو اسکو بیکار کہتے ہین تو لا کچھ بعداء
اسکو بھی نہ پڑھین گے اور ہمیشہ انکے فتوی سے جیسے
اس آیت سے منکر رہین گے تم تو بے علم

اجتہاد کر کے کیسا مسئلہ غلط نکالا ❁ غرض تمھو طرف سیغ کرکے
سے اُنکا یہی مطلب معلوم ہوتا ہی کہ خصمین بہی محنت
کیئے ہوئے مجتہد کہلاوین اور اپنے مقلدون کو خاک مین
ملاوین سبحان اللہ چار مذہب اور چار مجتہد ہوتے
سے ناراض تھے سواب اُنکے کہنے تمھو جب جسی آدمی
نئی مذہب اور ہر ہر آدمی مجتہد ہوا چاہتا ہی ❁ اب
ایک بات بڑے فائدے کی ہی یاد رکھنا چاہیئے وہ یہہ
ہی کہ یہ لوگ جنکا ذکر ہوا فقہا اور محدثین اور سواد
اعظم یعنی مسلمانون کی جماعت کے مخالف ہین ❁ اور
یہہ مذہب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے
سے آج تک کسی نے اختیار نہین کیا کہ آپ نے جانے اور
کسی کی تقلید بھی نہ کرے یہہ نیا مذہب ہی جو تو اہلے کو گی
دھوکے دیتے ہین انکو اصحاب ظواہر نہ سمجھے اصحاب ظواہر تو نیکو
بھی علم حدیث و ذکار ہی اور یہان تو اخیر یہی ایسا آپ
واقف ہین اور نہ واقف ہونیکا علم رکھتے ہین ❁ اگر
یہ لوگ اصحاب ظواہر ہوتے تو ہم کبھی انسے مزاحم
نہوتے بالکل ہم سمجھتے کہ ہم دونو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا دامن تھامے ہین ایک طرف سے ہم اور
ایک طرف سے وے یہ لوگ تو دونو انکے ہاتھ مین

زعم مار رکھے ہیں کہ جس میں وابن جھوٹ تردید فقہ سے
منع کرکے مقلدوں کو وابن جھوٹ زلے رکھے ہیں اور جو علم
حدیث وقرآن سمجھنے کے پیچھیار ہیں انہوں نے منع کرکے
اصحاب ظواہر سے وابن جھوٹ نے رکھے ہیں کیونکہ جب تک
قرآن وحدیث نہ سمجھے گا تب تک اصحاب ظواہر نہیں
ہوسکتا اور قرآن وحدیث سمجھنے کو جسقدر علم درکار
ہے آپ سکا اور کر جو بھی بتفصیل کئی دوسری ہدایت کے
بیسویں نمبر نے رسالہ میں تفسیر فتح العزیز سے لکھ چکے ۞
اور اصحاب ظواہر انکو کہتے ہیں جو لوگ حدیث کے
ظاہر پر عمل کرتے ہیں اور اجتہاد وقیاس وتاویل کم کرتے
ہیں لیکن بے سبب ترک کے اختیار کرنے کو حدیث سے
خوف و الحقیقت جانتے ہیں ۞ اب بیان صرف نحو کے سنت
ہونے کا سنو ۞ علم نحو کا بہت نفع ایک ہی جیسا کہ
علیہ تسلیم ہیں اکثر کے شہود ہیں سوال کے جواب میں
لکھا ہے کہ نحو لغت عرب کی تقسیم کے قاعدے نہیں ہیں
لیکن بزبان کو جو عربی میں مشغول ہوا ہے سنت
کے قسم سے ہی موافق فرماتے حضرت عمر اور حضرت
علی رضی اللہ عنہما کے قسطلانی جو بخاری کی شرح ہے اسمیں
لکھا ہے ابوالاسود دہلی تعلم بین عمرو بن عثمان ابن الدئلی

کے حال کے بیان مین کہ ابو الاسود وہ شخص ہی جسنے
حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے بعد علم نحو
مین پہلے کلام کیا ہی اور بیضاوی مین لکھا ہی کہ کہا
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تم سب کوئی یاد کرو اپنا
دیوان ❁ دیوان کہتے ہیں جس کتاب مین شعر مین
ہوتی ہیں تب لوگون نے عرض کیا کہ ہم لوگون کا دیوان
کون ہی فرمایا شعر جاہلیت کے زمانے کے اسواسطے کہ
اسمین تمھاری کتاب یعنے قرآن کی تفسیر ہی اور
تمھارے کلام کے معنے ہیں یعنے اسکے یاد رکھنے سے زبان
قدیم عربی کی معلوم ہوتی ہی اور اسی زبان مین
قرآن ہی ❁ اور در منثور مین ابو بکر محمد ابن قاسم
انباری سے کتاب الوقف و الابتداء مین اور ابن
عساکر نے اپنی تاریخ مین ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہی
کہ حضرت عمر ابن خطاب نے حکم دیا کہ نہ پڑھاوے
قرآن لوگون کو مگر وہی شخص جو قرآن کی لغت
سے واقف ہو اور حضرت عمر نے حکم کیا اسود کو کہ
قاعدے نحو کے درست کرے ❁ یہان تک خلاصہ بیان کا
مضمون ہی ❁ اب اس صورت مین قرآن کے
طالب جو ہونگے وہ نحو صرف ضرور سیکھین گے اور

جسکو قرآن سے کچھ غرض نہو گی اُسکو نحو صرف
سے کیا غرض پس شرم کی حصول یہہ ہی کہ جاہلوں سے کہتے
ہیں کہ ناف کے تلے نماز میں ہاتھ باندھنا یہود کا فعل ہی
اللہ اُنکو توبہ نصیب کرے سنت کو فعل یہود کہنا
ایسی بات کہتے ہیں جو عالم لوگ فتوی دیتے ہیں سو
ہمکو اُنکے حق میں کہنے سے شرم آتی ہے کیونکہ آخر وہ
لوگ کلمہ گو ہیں اور ایسی بات بے علمی کے سبب
کہتے ہیں اگرچہ سب عالم کہتے ہیں کہ کفر کا کلام جہالت
سے کہنے سے بھی کافر ہوتا ہی مگر ہم اُنکے حق میں دعا ہی
کرتے ہیں کہ اللہ اُنکو ایسی باتوں سے توبہ کی توفیق
دے ※ ناف کے تلے ہاتھ باندھنا سنت ہونے کی
دلیل سنو تیسیر الوصول میں کتاب الصلوۃ کے
پانچویں باب میں ابی جحیفہ سے روایت کیا ہی کہ
اُنہوں نے کہا اَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ السُّنَّۃُ وَضْعُ
اَلْکَفِّ فِی الصَّلٰوۃِ وَیَضَعُہُمَا تَحْتَ السُّرَّۃِ اَخْرَجَہٗ رَزِیْن
تحقیق علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سنت ہی رکھنا ہاتھونکا
نماز میں یعنے ہاتھوں کا باندھنا نماز میں سنت ہی اور
رکھے وہ دونو ہاتھونکو ناف کے تلے روایت کیا اِسکو رزین
نے اور جامع ترمذی میں باب ما جاء فی وضع الیمین

علی الشمال فی الصلوۃ مین قبیصہ ابن ہلب سے روایت
کیا ہی اُسنے اپنے باپ ہلب سے روایت کیا کہ اسنے
کہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یؤمنا فیاخذ شمالہ
بیمینہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امامت کرتے
ہماری پھر پکڑتے اپنا بایان ہاتھہ اپنے داہنے ہاتھہ سے پھر
ابو عیسی ترمذی نے لکھا ہی کہ حدیث ہلب کی حسن
ہی اور اِس حدیث پر عمل ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے علم والے اصحابون کا اور تابعین اور تبع تابعین کا
سبھون نے اعتقاد کیا ہی کہ نمازی اپنا داہنا ہاتھہ بائین پر
رکھے اور اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین مین سے
بعضون نے اعتقاد کیا کہ دونو ہاتھون کو ناف کے اوپر
رکھے اور بعضون نے اعتقاد کیا کہ ناف کے تلے رکھے
اور یہہ اُن لوگون کا عمل اور اعتقاد جو مختلف ہی
سو دین مین کشادگی کے واسطے ہی ❁ بس اُنکی
بھول اور خطا کا اسقدر ذکر کرنا کفایت ہی
اسیطرح اور بہت خرافاتین بکتے ہین یہان تک کہ
عبد اللہ ابن مسعود اصحابی کو اپنی ضد سے کہ
اُنھون نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی سبی نماز پڑھکے دکھلائی تو بکبیر تحریمہ کے سوا

اور کہیں رفع یدین نہیں کیا تھا بلکہ اور چھوڑنے والے کہتے
ہیں ☸ اب سمجھو یہ دعوی کہ کہیں منقول کی حدیث سے نہیں
نہیں تو واللہ اعلم کیا ہیں جاوین کیونکہ منقول رضی اللہ عنہ
نے کہا ہے کہ میں نے نماز پڑھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور
ابوبکر اور عمر اور عثمان کے ساتھ سو میں نے ان میں سے
کسی کو بسم اللہ بلند کہتے نہ سنا ☸ غرض سب جملہ تو بکا
تذکرہ بطول ہے اور شرح وقایہ ایک کبیر اور حضرت
شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ کے تحقیق میں جو کیے
ہیں آپ کا کیا ذکر کریں ☸ غرض انہیں سب باتوں کے
جوش میں یہ رسالہ لکھا اللہ اسکو قبول کرے اور
رحمت کو ہمارے خالص کرے آمین یا رب العالمین ☸

تحقیق فائدہ دینی مذہب والوں کے سوالوں کے جواب
دینی اور اس سبب فائدے میں سوالوں کے جواب سے
فراغت کر کے کچھ نصیحت بھی لکھی ہے ☸ پہلا سوال اس
بات کے بیان میں کہ جب حدیث صحیح دوسرے امام کے
مذہب کے موافق اور اپنے مذہب کے مخالف پاوے
تو اس پر عمل کرنے اور اپنے مذہب کو چھوڑنے یہ
ملت درست ہے یا نہیں ☸ جواب ☸ سو اس بات کا جواب
ہم ایک بیان کرتے ہیں آپ سمجھا جاوے گا وہ بیان یہ

ہے کہ شاہ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح
سفر السعادت میں لکھا ہے کہ حق مذہب اور منزل
مقصود پر پہنچنے کی راہ اور دین کے گھر میں داخل ہونے
کا دروازہ یہی چار مذہب ہیں سو جو کوئی اِن چار راہ میں
سے ایک کو اختیار کرکے پھر دوسری راہ پر چلے اُسکا
چناوٹ اور بیہودہ ہوا اور اپنے عمل کے کارخانہ کو
خراب کرنا اور مصلحت کی راہ سے دور پڑنا ہے ۞ اور
اگر کوئی شخص تقوی اور احتیاط پر چلنے چاہتا ہے تو اُسکو
بھی لازم ہے کہ اُنہیں چار مذہب میں سے ایک مذہب
کی ایک روایت کو کہ اُسکی دلیل بہتر اور مضبوط
ہو اور اُس روایت میں ہور اور عام فائدہ ہو ویسے
اُنکے کرتے ہیں کسی طرح سے مصلحت کے خلاف
نہو اور اُسمیں احتیاط بہت ہو تو اِس صورت
میں اُس روایت کو اختیار کرے اور اپنی بات
اور کسی حیلہ کی راہ سے دوسرے مذہب کی روایت
اختیار کرے یہ متاخرین کا طریقہ ہے اور اِس
طریقہ کے مضبوط ہونے میں شک نہیں ۞ اور لوگ
لکھتے ہیں کہ طریقہ قدیم لوگوں کا اِسکے خلاف تھا ۔
لوگ ایک مذہب مقرر کرنا اور ایک ہی مجتہد کی

نا بعداری کرنا جب تہین جانتے تہی مجتہد لوگ اپنی
اجتہاد پر عمل کرتے تہے اور عوام لوگ انکے باحسن
رجوع کرنے بغیر اسکے کہ ایک کی تابعداری کرین اور
دوسرے سے انکار کرین یہان تک شرح کا مضمون
ہی ❀ اب جو کوئی سوال کرے کہ ہم بعضی قدیم لوگ
کا مذہب اختیار کرین اور بعضی عالم سے جو سنتین
اسیکو اختیار کرین تو کیا قباحت ہی ❀ تو انکا یہہ جواب
ہی کہ قدیم لوگ جیسے تمام صحابہ اور تابعین اور
تبع تابعین یعنی جو سب سے افضل اور جو زمانہ جیسا کہ
گذر چکا اور متاخرین انکے بعد کے لوگ تو اب چونکہ
جھوٹ ظاہر ہونیکا زمانہ ہی اور صحابہ اور تابعین
اور تبع تابعین موجود نہین اسواسطے تمکو
ہر ایک شخص کا اعتبار نہین ہی ❀ اور سوا اسکے
ایسے عالم جن مین اجتہاد کی لیاقت ہو نظر نہین پڑتے
تو اب تمکو ضروری ہی کہ کہین آنکھ موندکے ہر ایک کی
پیروی کرنے مین احتیاط کرو جیسا کہ اس وقت مین
مضمون کا حال ہوا ہی کہ ترازو کو … کیا …
کو فعل جھوٹ کا کہنا … کیونکہ …
… ایسا … کی قید لگائی ہی اور

حدیث سے بھی ثابت ہو چکا کہ چار و مذہب حق ہیں اور
اُنکی تقلید میں نجات ہی تو اب ہمکو کیا غرض جو شبہ
کی راہ پر چلیں اور سواد اعظم یعنی مسلمانوں کی بھاری
جماعت سے خلاف کریں کیونکہ تمام ملکوں حرمین
شریفین وغیرہ اسلام کے ملک کے اسپر متفق ہیں
کو چار مذہب میں سے ایک کو اختیار کرے ❀ مگر تین
وجہ سے دوسرے مذہب پر عمل کرنا درست ہی اور
وہ تینوں وجہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث
دہلوی رحمہ اللہ نے سوالات عشرہ کے چھٹے سوال
کے جواب میں لکھا ہی اُسکو ہم بیان کرتے ہیں اور
اُسمیں بعضے مقام کی شرح بھی کرتے ہیں آسانی کے
واسطے اور شرح کی نشانی (ف) لکھتے ہیں وہ
جواب چھٹے سوال کا یہہ ہی کہ اگر حنفی مذہب بعضے
احکام میں شافعی کے مذہب پر عمل کرے تو تین وجہ میں
سے ایک پائی جاوے تو درست ہی پہلی وجہ یہہ کہ
قرآن اور حدیث کی دلیل اسکی نظر میں اُس
مسئلہ میں شافعی کے مذہب کو ترجیح دے یعنی شافعی
مذہب کی دلیل قوی معلوم ہو (ف) مگر اسکی دریافت
کرنیکو بھی علم درکار ہی دوسری وجہ یہہ کہ کسی نیکی

میں اگر تیار ہو کر جاتی ہے تو تب بیٹھیں کئے بغیر گندا رہ
نہیں جسطرح سے اس ملک میں پانی کا سہولت ہے) ایسے جنگی
تھی بستیاں بھی بکثرت ہیں اگر کوئی اس میں چیز پڑتی ہے تو اسکا
پانی نکالنا ہوتا ہی تب وہ پاک ہو ملتی تو آدمی گو میں
گا ہی میں جا پڑے اور بعض اس کا نکالنا بھی احتیاط دیکھے اور
اس میں کوئی کا پتہ معلوم نہیں تھا جو اسکو ناپاک
دیکھے یہ بھی تو غسل اس میں جائز ہے کس طرح کرے اور اس پانی
کو کھانے پینے میں کس طرح خرچ کرے غور طلب ہے اور دوسرا
اسکے لئے جیسے امام شافعی کے مذہب پر عمل کرے اور اس
کنوئیں کا پانی نہ اپنے خرچ میں لاوے کیونکہ ان کے نزدیک وہ قلیل
جاری کا حکم اور دریا سا ہی ہے جیسا کہ حنفی مذہب میں
دہ در دہ کا حکم (ایک حال ان شافعی کے مسلک کا حکم ہی اور
مشابہ تب ایک بچہ ہے گھر سے کئی جب اسکا گھر آیا معلوم
ہوا کہ وہ مر گیا ... بعد قول پانچ گھر تک ہے برابر
... جسطرح سے مفقود کا مسئلہ (ب) یعنی مفقود
کہتے ہیں نا پیتہ آدمی کو جس کی خبر نہ معلوم ہو تو مفقود
کی جو زوجہ ہے بو حنفی مذہب میں ... اس
مفقود کی عمر ... ہو جائے ... جب
کی نوے برس ... نکاح نہیں کر سکتی ... میں

چار برس کے بعد نکاح کر سکتی ہی سو جب کسی مفقود کی
عورت پر کمال تنگی ہو کر بغیر نکاح کے گذارا نہو
تب مالکی مذہب پر عمل کرنا درست ہی جیسا کہ
شرح وقایہ مین نفقہ کے باب مین اسیطرح کا مسئلہ
لکھا ہی اُسکا خلاصہ یہہ ہی کہ جب مرد جورو کو نفقہ یعنے
روٹی کپڑا نہ دے سکے تو حنفی مذہب مین تو یہہ ہی
کہ مرد کی محتاجی کے سبب سے عورت کو نہ چھڑواین
بلکہ عورت کو حکم کرین کہ مرد کے نام سے قرض
لیکر کھاوے پیوے اور اُسکا ادا کرنا مرد کے ذمہ پر
لازم ہو اور شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک یہہ ہی کہ اِس
صورت مین قاضی چھڑوا دے تو ہمارے عالمون نے
بھی آسانی کے واسطے حکم دیا کہ قاضی کسی شافعی
مذہب کو اپنا نائب کر دے تاکہ وہ نائب دونو کو
جدا کر دے کیونکہ ہمیشہ کوین قرض دیگا اُسکو خرچ
کا ہر روز درکار اور قرض ملا ملا نہ ملا تو اِس صورت
مین عورت پر کمال تنگی ہوگی اسیواسطے جدہر
سے دوسرے مذہب پر عمل کرنا درست ہوا تیسری
وجہ یہہ کہ ایک شخص صاحب تقوی ہو اور اُسکو
اپنے عمل مین احتیاط منظور رہو اور کسی مسئلہ مین

امام شافعی کے مذہب میں احتیاط پاوے جسطرح
سے دو سیر سے زیادہ صدقہ دینا (ف) یعنی صدقہ فطر کا
حنفی مذہب میں گیہوں دیوے تو دو سیر سے کچھ کم
دینا ہوتا ہے کیونکہ آدھی صاع دو سیر سے کچھ کم
ہوتی ہے تو اس صورت میں اگر دو سیر سے زیادہ دیا تو
کچھ قباحت نہوئی بلکہ احتیاط ہوئی ❁ یا جسطرح سے
طاؤس کا گوشت نہ کھانا (ف) حنفی مذہب میں
طاؤس یعنی مور کا گوشت حلال ہے اور شافعی مذہب
میں حرام ہے اگر نکھایا تو کچھ قباحت نہوئی بلکہ احتیاط ہوئی
علی ہذا القیاس اور جیسے احتیاطی ❁ لیکن ان تینوں
وجہ میں دوسری شرط بھی ہے اور وہ شرط یہ ہے کہ
تلفیق نہو جاوے یعنی دو مذہب کے مل جانے کے سبب
سے ایسی صورت نہ پیدا ہو جاوے جو دونوں مذہب
میں ناروا ہو جسطرح سے فصد لینے کو وضو کا توڑنے والا
جانے (ف) جیسا کہ حنفی مذہب میں ہے ❁ پھر اُسی
وضو سے (ف) یعنی وضو کے بعد فصد لیکے پھر اُسی
وضو سے امام کے پیچھے نماز بغیر الحمد پڑھے ادا کرنے
کہ یہ نماز دونوں مذہب میں درست نہوگی وضو تو حنفی
مذہب کے بموجب نادرست ہوا اور نماز شافعی مذہب

بموجب نادرست ہوئی (ف) کیونکہ شافعی مذہب مین امام
کے پیچھے بھی الحمد پڑھنا فرض ہی اور اگر اس تینون
وجہ کے سوا حنفی مذہب کی اقتدا چھوڑ کے شافعی
مذہب کی اقتدا کیا یا شافعی مذہب کی اقتدا چھوڑ کے
حنفی مذہب کی اقتدا کیا تو یہہ اقتدا کرنا مکروہ ہی حرام
کے قریب اسواسطے کہ یہہ دین مین کھیل ہی * اور
حضرت شاہ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ بھی اسی تینون
وجہ سے دوسرے امام کی تقلید کرنا شرح سفر السعادت
مین لکھتے ہین وہ یہہ ہی کہ ایک جماعت عالمون کے
اسپر متفق ہین کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب
مین جانا اپنے نفس کی خواہش اور حرص کی
تابعداری کے واسطے اور کسی حکم مین رخصت
ڈھونڈھنے کے واسطے یعنے اپنے مذہب مین کوئی حکم
ہوا اور اس حکم کے بجالانے کو دل نچاہے تو اس حکم
پر عمل نکرنے کی رخصت ڈھونڈھنے کے واسطے
دوسرے مذہب مین جانا درست نہو (ف) مثلا حنفی مذہب
مین زیور مین بھی زکوٰۃ دینا ہوتا ہی اور شافعی مذہب
مین نہین تو زیور مین زکوٰۃ دینے کی رخصت چاہے
کیواسطے شافعی مذہب مین جانا درست نہو اگر

چھوڑ بیٹھے کہ اُسکے اعتبار دینی دوسرے مجتہد کے
مذہب کے حق ہونے کی دلیل بہت قوی معلوم ہو اور
اُسکو افضل جانے ❁ یا یہہ کہ احتیاط اور تقوی دوسرے
مذہب میں زیادہ پاوے (جب) اور اُسکو بھی عمل درکار
ہی ❁ یا یہہ کہ کسی سختی معاملہ اور تنگی کے حرج میں گرفتار
ہو اور دوسرے مذہب میں رجوع کرنے بغیر اُس
سختی اور حرج سے مخلصی نہ پاوے تو انہی صورتوں
میں ضرورت کے سبب سے دوسرے مذہب میں رجوع
کرنا درست ہو ❁ دوسرا سوال ❁ اب شاہ عبدالعزیز
محدث دہلوی رحمہ اللہ کے لکھنے سے کیا پوچھا گیا اگر
کوئی شخص قرآن پڑھا اور حنفی مذہب رفع یدین کرے
تو کیا اُسکو رفع یدین کرنا درست ہے یا نہیں ❁ جواب ❁
اُنکے لکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے فعل مکروہ
تحریمی حرام کے کیا کیونکہ اُنھوں نے تین وجہ سے اپنے
امام کے سوا دوسرے مجتہد کی تقلید درست لکھا ہے
معلوم نہیں ضرورت میں تینوں وجہ پائی گئی کیونکہ رفع یدین
نہ کرنے کے سبب سے کچھ تنگی میں گرفتار نہیں ہے اور
جب رفع یدین کرنے میں تقوی اور احتیاط ہے اور یہہ شخص
قرآن پڑھا ہے اب جو قرآن حدیث کی دلیل سے رفع

یدین کی ترجیح بھی نہ معلوم ہو گی تیسرا سوال اگر
کسی عالم سے سنا کہ رفع یدین کی حدیث کو ترجیح
ہی تب اگر کسی ان پڑھے شخص نے سنت جان کے
رفع یدین کیا تو کیا قباحت ہی بڑا غضب ہی کہ سنت
پر عمل کرنا بھی حرام ہوا ❁ جواب ❁ جناب شاہ عبد العزیز
محدث دہلوی رحمہ اللہ پر بھی طعن شروع ہوا سو اب
ہم انکی طرف سے جواب دیتے ہیں اور حقیقت میں اس
سوال کرنیوالے کی نیت بخیر نہیں ہی فقط عوام کے
دل میں وسواس ڈالنا منظور ہی کیونکہ جب عوام
یہ سنا کہ شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ نے سنت کو حرام
لکھا ہی تب بے شبہ آپسے بد اعتقاد ہونگے تو
اسواسطے ہمکو اس سوال کا جواب بخوبی دینا
پڑا اب ہمارے جواب کو صاف دل سے سنو تو وہ
یہ ہی ❁ کہ اب اسوقت جھوٹے ظاہر ہونیکا زمانہ ہی جیساکہ
اوپر دوسری ۱۸ آیت کے پہلے فائدے میں جو حدیث
حضرت عمر ابن خطاب کی روایت سے لکھ چکے ہیں
اسے صاف ظاہر ہی تو اب ایسے وقت میں آنکھ
موندے ہوئے ہر ایک کے کہنے سے اپنے امام کی تقلید
کو وہ بھی موافق حدیث اور قرآن کے ہی چھوڑتے

مین خبر نہین ہی کہین کل کو پھر دوسرا شخص دوسرے سے لیے
کو ترجیح دینے دیوے تو پھر اسکو بھی چھوڑنا پڑے
تو دین کیا ہوا لڑکون کا کھیل ہوا ۞ اور ایسی رفع یدین
کے مسئلے مین بھی اسوقت کے عالمون کا اتفاق نہین
ہی کوئی رفع یدین کا حکم دیتا ہی اور کوئی رفع یدین
نہ کرنیکا حکم دیتا ہی اور ایسے آن پڑھے کو علم نہین جو
آپ دریافت کرے کہ کسکا قول قوی ہی اور کسکا قول
ضعیف تو جیسا کہ دونون اماموں کے قول کو دریافت
نہین کر سکتا تھا کہ کون قوی ہی اور کون ضعیف
تو یہی بات یہان بھی درپیش ہوئی ۞ تو ایسا اسی
بات کی صورت مین جس مسئلہ کو ثابت سے
سنت جان کے کرتا تھا اسکو کیون ترک کرے ۞
باقی اب جو کوئی سوال کرے کہ ہم تو قرآن پر جیتے ہین
قرآن حدیث سے مسئلہ آپ نہین اٹھا سکتے اور
عالمون مین اختلاف پڑا ہی اور یہہ وقت جسو تھ ظاہر
ہونیکا ہی تو اسے دین کے احکام کسطرح بجا لاوین ۞ تو
انکا یہہ جواب ہی کہ اسوقت مین ایسی حدیث پر عمل
کرتو جسپر ترتیب عالمون کا اتفاق ہی اور وہ حدیث
نبوی حضرت عمر ابن خطاب کی حدیث ہی جسکو ہم

دوسری ہدایت کے پہلے قائم ہے ہیں جنکو باترجمہ کرکے لکھہ چکے ہیں اور اسی حدیث کا خلاصہ ہی کہ جب صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے زمانے چکے بعد جھوٹ ظاہر ہوگا اور جھوٹی قسم کہانیوالے اور جھوٹی گواہی دینے والے لوگ ظاہر ہو نگے تب اسوقت دین جکو بہشت کا افضل مکان خوش لگے یعنے جو کوئی اپنی نجات چاہے تو اسکو چاہئے کہ مسلمانون کی جماعت اختیار کرے اور جس طرف بہت سے عالموں اور مسلمانون کا اتفاق ہو اسی طرف آپ بھی جاوے اسواسطے کہ جماعت چھوڑنے والے کے ساتھہ شیطان ہی تو بس اب اس رفع یدین کے مسئلہ مین بھی تحقیق کرے کہ حرمین شریفین وغیرہ اسلام کے ملکون کے عالمین کس راہ پر ہیں وہی راہ اختیار کرے اور جماعت سے چھوٹ کے شیطان کا ساتھی نہ بنے اور مسلمانون کی جماعت اور سواد اعظم کی پیروی کرے گی اور بھی حدیثین تیسری ہدایت مین آئینگے انشاء اللہ تعالی خلاصہ یہہ ہی کہ تمام عالمین حرمین شریفین وغیرہ اسلام کے ملکون کے اس بات پر متفق ہیں کہ چار امامون کا مذہب موافق

کتاب اور سنت کے ہی چاروں مین سے ایک کی تقلید کرنے مین نجات ہی اور جسکو اجتہاد کی لیاقت ہی وہ قرآن حدیث پر آپ سمجھ کے عمل کرے اور جسکو یہہ بات نہین حاصل ہی وہ کسی مجتہد کی پیروی کرے ❁ تو اب جو کوئی آدمی پڑھا اس جھوٹھ کے زمانے میں اپنے امام کی تقلید چھوڑیگا تو اُسنے سواد اعظم اور مسلمانون کی جماعت کی پیروی چھوڑتی اور جن حدیثون میں سواد اعظم اور جماعت کی پیروی کرنیکا حکم ہی اُسنے اُن حدیثون کا حکم نہ مانا اور حدیث کا حکم نہ ماننا بیشک حرام ہی تو اب حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کا لکھنا ٹھیک ہوا بولو تو سہی اُن پڑھو اب شاہ عبد العزیز پر طعن کرکے کیا ملا ❁ باقی یہہ جو کہا کہ بڑا غضب ہی کہ سنت پر عمل کرنا بھی حرام ہوا تو اُسکا جواب یہہ ہی کہ سنت پر عمل کرنیکو نہین حرام کہا بلکہ اُسنے جو اپنے نفس کی خواہش بموجب وہ سنت کو ترک کیا اُسکو حرام کہا ایک سنت یہہ کہ پہلے جو رفع یدین کرتا تھا وہ بھی سنت تھا سو اُسنے اُسکو بغیر ضرورت کے چھوڑا اور دوسرے سواد اعظم کی پیروی کرنا جو سنت

بالک واجب ہی اسنے اسکو ترک کیا ❀ اور
سوا ے اسکے یہہ شخص آن پڑھا جو بغیر رفع یدین
کے آگے سے نماز پڑھتا تھا اسکے سنت ہونے پر
سبکا اتفاق ہی یہان تک کہ رفع یدین کرنیوالے بھی کہتے ہیں کہ
رفع یدین نکرنا بھی سنت ہی تو اس شخص کے حق مین
رفع یدین نکرنا بالاتفاق سنت ہوا اور اسکے حق کے
مین رفع یدین کے سنت ہوتے مین خلاف ہوا تو اب
جس سنت پر سبکا اتفاق ہو یہان تک کہ رفع یدین
کرنیوالے بھی اسکو سنت کہین تو اس سنت کو بغیر
ضرورت کے چھوڑنا اور ایک اصحاب کی پیروی
کرکے اور نجات کی راہ پاکے پھر شک اور شبہہ
مین پڑنا اور اپنے پانؤن تھوکر کھاتے پھرنا اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مصلحت کے واسطے
اپنے فعل مین اختلاف کیا کہ جسمین امت کیواسطے
دین کے کام مین کشادگی ہو اور امت تنگی مین نہ پڑین
اس مصلحت کے خلاف کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے فعل کو کسی شخص بے جبر دانا بے شک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کرنا ہی ❀
اب ایک بات تربے فائدے کی ہی اسکو یاد

رہے کہا جاتا ہے وسیلہ ہی کہ اسوپر آنحضرت معلوم ہو جائیگی کہ علما
اور سورتوں کا فاتحہ جو اخیر قرآن اور حدیث کے ہیں اور آگے
اختلافات ہونے کی وجہ ابھی خوب دریافت ہو چکی کہ
جیسے امام نے جنس اصحاب کی حدیث پایا اس پر
یقین کیا چنانچہ چاروں اماموں کے مذہب کی مدتین
حدیث کی کتابوں میں موجود تحقیق ہو چکا ہے حدیث کی
کتابوں میں دیکھنے لے مثلا بسم اللہ آہستہ پڑھنا امام
ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سنت ہے تو اسکے
موافق عبد اللہ ابن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت ہے
جامع ترمذی میں حدیث حسن موجود ہے اور اسمیں
یہ بھی لکھا ہے کہ عالم اصحابوں کا یعنی ابو بکر عمر عثمان
علی اور سوائے صحابہ راضی آہستہ پڑھنے کے اور تابعین کا
الحسن بن عجمی اور سفیان ثوری اور ابن
مبارک اور احمد اور اسحاق کا بھی یہی مذہب ہے یہ
لوگ بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے پڑھنا
درست نہیں جانتے اور کہتے ہیں کہ بسم اللہ اپنے جی میں
کہے یعنی چپکے کہے ۞ اور بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنا
امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک سنت ہے تو
اسکے موافق ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے

حدیث ضعیف جامع ترمذی مین موجود ہی اور اسمین
یہہ بھی لکھا ہی کہ عالم صحابہ کا مثل ابو ہریرہ اور ابن
عمر اور ابن عباس اور ابن زبیر کے اور تابعین کا
اسپر عمل ہی وہ لوگ بسم اللہ بلند آواز سے
سنت جانتے ہین اور امام شافعی اور اسمعیل
ابن حماد کا یہی مذہب ہی ❁ یا مثلا امام کے پیچھے الحمد
پڑھنے کی حدیث حسن صحیح عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ
سے جامع ترمذی مین موجود ہی اور یہہ امام شافعی کا
مذہب ہی ❁ اور الحمد نہ پڑھنے کی حدیث حسن صحیح جابر
ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے جامع ترمذی مین موجود ہی اور
یہہ مذہب امام اعظم کا ہی ❁ یا مثلا حدیث رفع یدین کی
حسن صحیح ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے جامع
ترمذی مین موجود ہی اور یہہ مذہب امام شافعی کا ہی ❁ اور
رفع یدین نکرنے کی حدیث حسن عبداللہ ابن مسعود
رضی اللہ عنہ کی روایت سے اُسی جامع ترمذی
مین موجود ہی اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہی ❁ تو اب
اِس صورت مین جسکے مذہب کو اختیار کیا اتباع
سنت کی ہوئی اور جسکے مذہب سے انکار کیا سنت
سے انکار کیا ❁ تو جب یہہ بات سمجھہ مین آگئی تو اب

دیکھو کہ جو شخص شافعی مذہب رفع یدین کرتا تھا وہ سنت
پر عمل کرتا تھا اور اب جو رفع یدین کو چھوڑا تو سنت
کو چھوڑا اسی واسطے اُسکو پکڑینگے کہ تو نے اُس سنت
مین کیا نقصان پایا جو اُسکو چھوڑ دیا اور جو شخص حنفی
مذہب رفع یدین نکرتا تھا وہ سنت پر عمل کرتا تھا
اور اب جو رفع یدین کرکے رفع یدین نہ کرنے کی سنت
کو چھوڑا تو اسیواسطے اُسکو پکڑین گے کہ تو نے اُس
سنت مین کیا نقصان پایا جو اُسکو چھوڑ دیا تو اب چھوڑ
نے والے نے ظلم کیا جسنے سنت کو چھوڑ دیا پوچھنے والے
کا کیا قصور اُسکی نیت تو بخیر ہی وہ چاہتا ہی کہ
لوگ سنت پر ثابت رہین اور اُسکو اپنا
مضبوط پکڑین کہ چھوٹنے نہ پاوے جیسا کہ حضرت نے
فرمایا ہی کہ چنگل سے پکڑو میری اور میرے خلیفون
کی سنت اور اُسکو خوب زور سے دانتون سے
پکڑو کہ چھوٹنے نہ پاوے اور یہہ حدیث تیسری
ہدایت مین آویگی انشاء اللہ تعالی تو بات جبکہ
ہر شخص نے ایک سنت کو پکڑا اور پھر چھوڑ دیا تو
اُسنے اُس حدیث کا حکم نمانا کیونکہ اُس حدیث
مین تو یہی حکم ہیا کہ جس سنت کو تھامے اُسکو

ایسا مضبوط تھا مجھے کہ چھوٹتے پنا وینے اور اسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کا مطابق پاس نکیا اور بے سمجھے بوجھے سنت کو چھوڑ دیا ❁ تو اب اِس صورت میں اگر سنت چھوڑنے کو حرام کہا تو کیا غضب کیا مالک پر اغضب اُسنے کیا جسنے کسی بیچارے سے سنت چھڑوایا ❁ اب اِس صورت میں حضرت شاہ عبد العزیز وغیرہ عالمین حق پر ہیں اور جو فقہا اِس صورت میں تعزیر تجویز کرتے ہیں وہ بھی حق پر ہیں کیونکہ وہ سنت چھوڑنے پر تعزیر کرتے ہیں اور ہم جیسے لوگ سنت چھوڑنے سے منع کرنیوالے ہیں سب حق پر ہیں اور سنت کے تابع اور جیسے لوگ سنت کو چھڑواتے ہیں مثلا رفع یدین نہ کرنے کی سنت چھڑواتے ہیں وہ سب ناحق پر ہیں اور سنت کے دشمن ❁ ہان اگر ہم لوگ شافعی مذہب والے کو جو ہمارے سے رفع یدین کرتا تھا رفع یدین سے منع کریں تو البتہ ہماری طرف سے ظلم ثابت ہو ❁ تو اب جو بعضے نادان کہتے ہیں کہ دیکھو صاحب جو لوگ داڑھی مونڈاتے ہیں اُنکو کوئی کچھ بھی نہیں کہتا اور جو کوئی رفع یدین کرتا ہی اُسکو لوگ پکڑتے

ہیں سوا اُسکا بھی جواب بخوبی ہو گیا ۞ اب ایک بات اور
بھی سنا چاہئے بڑے فائدے کی ہی وہ یہہ ہی کہ ہم لوگ
ڈاڑھی مونڈانے سے بھی منع کرتے ہیں اور دوسری
سنت کے چھوڑنے سے بھی اور جیسا ڈاڑھی
رکھانیکا حکم کرتے ہیں ویسا دوسری سنت پر عمل
کرنیکا بھی حکم کرتے ہیں فقط فرق اتنا ہی کہ جو کوئی ڈاڑھی
رکھاکے مسجد آتا ہی اُسکو دیکھ کے سبکو تعجب آتا
ہی اور ساری خلق اُسکو تحقیر کرتی ہی کیونکہ اُسنے
ایک سنت کو احیا کر کے چھوڑ دیا ہی اسیطرح
سے دوسری سنت کو احیا کرکے چھوڑ دینے میں بھی
سبکو تعجب آتا ہی سبحان اللہ حق آیا اور باطل
نکل بھاگا مومنوں خوش ہوا اور کہو لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ ۞ اب ہمکو ایک ناداں سے خوف
ہی کہ کہیں کوئی عالم بموجب حدیث کے کہے کہ پانچ
وقت اور جمعہ کے سواے عیدین کی نماز اور جنازے
کی نماز اور جمعہ کی سنت کے واسطے اور مسجد دفن
میت کے اذان کہنا منع ہی تو یہہ لوگ سب اٹھ کر
بیٹھیں کہ بڑا غضب ہی انہوں نے اذان بھی منع کیا ۞
یا کوئی عالم کہے کہ جمعہ دوسری لیکے تمام آل شریف پڑھنا

منع ہی اور رکوع میں قران پڑھنا منع ہی تو کہیں مجتہد
نے کہہ یا تھیں کہ بڑا غضب ہی انھون نے قرآن
شریف پڑھنا بھی منع کیا ❁ یا کوئی عالم کہے کہ اذان اور
اقامت کے آخر میں فقط لا إله الا الله کہو محمد رسول الله
نہ کہو کیونکہ حدیث میں ایسا ہی آیا ہی محمد رسول الله
کی شہادت تو اذان اقامت کے اندر ہو چکی اب
یہہ مقام عبادت کا ہی یہان فقط لا إله الا الله کہنے کا حکم ہی
تو کہیں یہہ نہ کہہ بیٹھیں کہ بڑا غضب ہی انھون نے
محمد رسول الله کہنے سے بھی منع کیا ❁ اب حقیقت یہہ ہی
کہ رفع یدین کرنا اذان کہنا قرآن پڑھنا محمد رسول الله
کہنا کوئی مسلمان کب منع کرے گا مگر جس سبب
سے اور جس مقام میں جس کام کا منع شرع میں
پاوے گا اُسکو البتہ منع کریگا اسطرح کے بہت
سے مسائل ہیں کہان تک لکھیں دیکھو نماز بڑی عبادت
ہی اور قرآن شریف میں اُسکے واسطے کسقدر
تاکید ہی سوتے کی حالت میں قرآن ہی میں اُسکا
منع ہی اور ٹھیک دوپہر اور آفتاب نکلتے اور ڈوبتے
وقت حدیث میں نماز سے منع آیا ہی تو اب جو کوئی کہے
کہ قرآن حدیث میں نماز منع ہی تو اُسکی بات کوئی

چھقل منڈانا قبول کرنے گا پس چھقل منڈانا اور تر دینا اس کے واسطے اسقدر کفایت ہی ❊ اور یہہ جو نئے مذہب والے کہتے ہیں کہ انھنے سنت ترک کی کیا ہی یا نک ہم لوگ دو لوگو سنت جانتے ہیں کبھی وقت رفع یدین کرتے ہیں اور کسی وقت نہیں کرتے تو اس مین کیا قباحت ہی جیسے سر کا بال رکھانا بھی سنت ہی اور منڈانا بھی سنت ہی تو کبھی رکھایا اور کبھی منڈایا تو اسمین کیا قباحت ہی ❊ سو اُسکا جواب یہ ہی کہ یہہ طریقہ صحابہ سے ثابت نہیں یا ایک اسکے آگے اثبات ہی یعنے جس صحابہ نے جو فعل اختیار کیا اُسکو زندگی بھر نباہا اور ہمکو صحابہ کے طریقہ پر چلنے اور اُنکی پیروی کا حکم ہی تو یہہ طریقہ صحابہ کے خلاف ہوگا اور سواد اعظم سے بھی یہی ثابت ہی کہ ایک طریقہ اختیار کرلے تو یہہ طریقہ سواد اعظم کے بھی خلاف ہوگا ❊ باقی رہا سر کے بال کا مسئلہ سو آپس مین حضرت نے خود اختیار دیا ہی کہ چاہو منڈاؤ چاہو رکھاؤ تو آپسمین ایسے زمین آسمان کا فرق ہی جیسا کہ مشکوٰۃ مصابیح مین باب الترجل کی پہلی فصل مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ انھون نے کہا ان النبی صلی اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ رَاْسِهِ وَتُرِكَ بَعْضُهُ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ اِحْلِقُوْا كُلَّهُ اَوِ اتْرُكُوْا كُلَّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک لڑکے کو کہ بعض مونڈا ہوا تھا اُس کا تھوڑا سر اور چھوڑا ہوا تھا اُس کا تھوڑا سر منع کیا لڑکے کے مالکوں کو اس کام سے اور فرمایا کہ منڈاؤ تم لوگ تمام سر کو یا چھوڑ دو تمام سر کو روایت کیا اس کو مسلم نے * اب ہم زیادہ کیا کہیں داتا کہتے ہیں کہ اپنے اور مہربانی کر کے بغیر علم کے اجتہاد کرنے سے باز رہو * اور اگر ہو سکے تو اسی طرح کی حدیث قولی سے یہہ مضمون نکال دو کہ کسی وقت رفع یدین کرو اور کسی وقت رفع یدین نکرو تا کہ تمہارا اضطراب ثابت ہو * چوتھا سوال اگر کوئی شخص حنفی مذہب حدیث صحیح اپنے مذہب کے مخالف پاوے تو اُس پر اپنی سمجھ کے موافق عمل کرے یا نہیں اور عمل کرے تو حنفی باقی رہے یا نہیں جسطرح سے امام ابو یوسف اور محمد نے اپنے استاد کے مذہب کے خلاف حدیثوں پر اپنی سمجھ کے موافق عمل کیا اور پھر حنفی باقی رہا ہے * جواب * اسکا جواب تو پہلے سوال کے

سو آپ میں بخوبی معلوم ہوا کہ اشتباہ احتیاج بیان کرنے
کی نہیں پھر اچنبھا تو یہ ہے کہ پھر ابھی لکھتے ہیں کہ جس شخص
کو امام محمد اور ابو یوسف رحمہما اللہ کی طرح حدیث
سمجھنے اور پرکھنے آتا ہو اور وہ شخص حدیث صحیح اپنے
مذہب کے مخالف پاوے تو اسمیں حدیث پر اپنی
سمجھ کے موافق عمل کرے اور اپنی حدیث کو جان
ودل سے قبول کرے ❁ باقی جس قدر علم ہونے
سے حدیث اور پرکھنے آتا ہے اسکا بیان تیسرے
قاعدہ میں گذر چکا سو جس شخص کو اسقدر علم ہوا اور ناسخ
منسوخ صحیح ضعیف وغیرہ بخوبی پہچانتا ہو اور حقیقت
میں ایسے ہی شخص کو مجتہد کہتے ہیں تو ایسے شخص کو
جب یہ یقین ہو جاوے کہ بیشک یہ حدیث رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ہے اگر اب پھر اپنی سمجھ کے موافق
عمل نکرے تو اللہ کو کیا منہ دکھاوے ❁ جب مجتہدوں
کی اچھا ذکی ہو وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
محبت سے نکرتا ہو تو یہی اسواسطے کہ انہوں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے اچھا سمجھا ہی ہے جب
خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر کیوں
نہ عمل کریگا ❁ اور اسے ہی شخص کو اسلئے

اجتہاد کرنے کا سب کا اتفاق ہی ❋ بلکہ جاہل کے واسطے
مثل مشہور ہی کہ حلوا خوردن ترا روئے باید ❋ پہلے امام
ابو یوسف اور امام محمد کے برابر علم حاصل ہونے کی تدبیر
مناسب ہی بعد اُسکے دعوی اجتہاد کا کر لینا ❋ دیکھو
امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ جو شاگرد تھے
امام اعظم رحمہ اللہ کے اُنکو جو حدیث پہنچا نیکا علم
حاصل تھا اور اُنھون نے اپنے استاد کے خلاف
ہونے کی دہشت نکیا اور حدیث پر اپنی اجتہاد موافق
عمل کیا تو اُنکے اجتہاد کرنے کا کوئی شکوہ نہین کرتا
اور نہ اُنکو کوئی حنفیت سے باہر سمجھتا ہی بلکہ مثل
امام ابو حنیفہ کے اُنکی بھی پیروی سب کوئی کرتا ہی
اور اُنکو بھی حنفی سمجھتا ہی اور اُنکو حنفی سمجھنے کی یہی وجہ ہی
کہ اُن صاحبون نے حدیث پر عمل کرنا ابو حنیفہ رحمہ اللہ
سے سیکھا تھا اور اُنھین کے بتائے قاعدون اور
اُنھین کے مذہب یعنی قرآن حدیث پر عمل کرنے کے
طریقہ بموجب حدیث پر عمل کیا اسیواسطے وہ
لوگ بھی حنفی کہلائے اور اُن صاحبون کے مقلد
کو کوئی ابو یوسفی اور محمدی نہین کہتا بلکہ حقیقت
مین وہ بھی حنفی ہین اور اُنکا مقلد بھی حنفی اب اِس

ضرورت نہیں جو بعضے نادان لوگ کہتے ہیں کہ
جب بعضے مقام میں تقلید امام ابو یوسف کی کیا
تو ابو یوسفی اور امام محمد کی کیا تو محمدی ہو گیا
اور حنفی نہ باقی رہا سو انکا جواب بھی ہو گیا کیونکہ تینوں
اماموں کا مذہب یعنے حدیث قرآن پر عمل کرنے اور
اس سے مسئلے نکالنے کا طریقہ اور قاعدہ وہی ہی جو امام
ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا تھا جیسا کہ عقائد کی کتابوں اور
اصول فقہ سے ظاہر ہوتا ہی بخلاف دوسرے اماموں
کے کہ انکا قاعدہ اور طریقہ دوسرا ہی ❁ غرض کہ ہمارے
اور نئے مذہب والوں کے درمیان میں یہی فرق ہی کہ
وہ کہتے ہیں کہ ہر کوئی جاہل ہو خواہ عالم جو حدیث و
قرآن سے آپ سمجھے آپ ہی عمل کرے ❁ دوسروں
کی سمجھ کی پیروی نکرے اور ہم کہتے ہیں کہ جسکو
حدیث قرآن کا علم ہو وہ آپ ہی آپ سمجھکے عمل
کرتے اور جسکو علم نہو وہ کسی مجتہد کی پیروی کرکے
اُسکے واسطے اسلئے آپ پر عمل کرنے کیونکہ
جسکو نہ معلوم ہو اُسکے واسطے یہی حکم ہی کہ علم
والوں کی پیروی کرنے جیسا کہ یہ مضمون چودھویں
سیپارے سورہ نحل کی آیت سے صاف ظاہر ہی

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ پوچھو تم
علم والون سے اگر تمکو معلوم نہین ❁ تیسرے فائدہ
مین اِس کا بیان اوپر بخوبی گذر چکا ہی ❁ سو جس شخص کو
علم نہین ہی اور وہ مجتہدون کی پیروی سے انکار کر
ہی بلکہ چاہتا ہی کہ اپنی عقل کے موافق حدیث
قرآن پر عمل کرے اُسکی مثال ویسی ہی ہی جیسے
ایک قافلہ سامانون کا حج کے واسطے سوار اور پیا
پیادہ عرفات کی طرف دوڑا چلا جاتا ہی اسواسطے
کہ حج کا ایام قریب آ پہنچا ہی جلد نہ جاوینگا تو حج سے
محروم رہیگا اور ایک لنجا بھی عرفات پر جانے کا قصد
رکھتا ہی اُسکو قافلہ کے لوگون مین سے رحم کھا کے
کسی نے کہا کہ آ میرے اونٹ پر بیٹھ لے کسی نے کہا
کہ آ میرے گدھے پر چڑھ لے اور وہ لنجا کسی کی نہین سنتا
اور سمجھتا ہی کہ میرے لنجے پانون کسی کے اچھے پانون اور
کسی کی سواری سے کم نہین اور چاہتا ہی کہ وہ سب کے
سب سے آگے پہنچون اب بھلا وہ لنجا کس طرح پہنچیگا
کاش کہ لنگڑا ہی ہوتا تو شاید پہنچتا یہان تو دونون
پانون ٹوٹے ہین اور سمجھ بھی ایسی ہی ❁ حضرت
مولانا محمد اسمعیل محدث دہلوی رحمہ اللہ نے

صراط المستقیم مین عجب پاکیزہ مضمون لکھا ہی کہ چارو
مذہب کی تقلید اور حدیث پر عمل کرنے دونون کی
خوبی اُسمین بیان کیا ہی اور حق یہی ہی کہ حدیث
قرآن فقہ کی یکو یہہ کام نسمجھے بلکہ سب پر عمل کرے
مگر ایک زاد کے ساتھہ یعنے جسکے واسطے جسطرح
سے شرع مین عمل کرنیکا حکم ہی اُسطرح پر عمل کرے
مگر اپنی عقل اور خواہش کے موافق عمل کرے ۞ اب
اُس مضمون کو شرح کے ساتھ ہم لکھتے ہین سو
وہ مضمون یہہ ہی ۞ اجمال مین ہماری چارو مذہب
کی جو تمام اہل اسلام مین رایج ہین بہت خوب اور
بہتر ہی (ف) یعنے چارو مذہب کی تقلید کی خوبی شرع کے
حکم سے ثابت ہی اور نہایت خوب ہی اور موجب
نجات کا اُسکو کوئی بدعت نسمجھے اور اُسسے بیزار نہ
ہووے ۞ لیکن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو
چارو مجتہدون مین سے ایک ہی کے علم مین منحصر
نسمجھے (ف) یعنے یہہ نسمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا علم فقط اسی کو ملا اور دوسرے مجتہدون کو
نہین ملا ۞ کیونکہ اِس صورت مین دوسرے مجتہدون
کے مذہب سے بد اعتقادی ٹھہرے گی گویا اِسنے اُنکے

مذہب کو آنحضرت کے علم کے خلاف سمجھا اور ایسا کبھی نہیں ہی ❊ باب چار و مذہب موافق علم نبوی کے ہیں جیسا کہ آگے فرماتے ہیں ❊ باب علم نبوی تمام عالم میں پھیل گیا (ف) یعنی علم نبوی کو صحابہ نے پھیلایا اور وقت کے تقاضے بموجب ہر کسی کو پہنچا (ف) یعنی جس شخص کو جس اصحاب سے ملاقات ہوئی اُسنے اُس اصحاب کے پاس جو علم نبوی تھا اُسکو حاصل کیا اور وہ سب حق تھا جیسا کہ اسکا بیان دوسری ہدایت کے پہلے فائدے میں بخوبی لکھ چکے ❊ پھر بعد صحابہ کے جب کتابیں تصنیف ہوئیں تب وہ سب علم اکٹھا ہوئے (ف) یعنی اب حدیث کی کتابوں میں سب صحابہ کی روایت کی حدیث جمع ہیں تو اب جس مسئلے میں کہ حدیث صحیح اور صریح یعنی جسکے معنے کھلے اور صاف صاف ظاہر ہوں اور غیر منسوخ پاوے تو اُسمیں کسی مجتہد کی پیروی نکرے (ف) حضرت رحمہ اللہ نے یہ بات اُن عالموں کے حق میں فرمایا ہی جنکو حدیث پہچاننے اور سمجھنے کا علم حاصل ہی کیونکہ ان پڑھا حدیث صحیح صریح غیر منسوخ کس طرح پہچانے گا اور کہاں سے پاوے گا تو بس جسکو

راُسقدر علم حدیث قرآن سمجھنے کو درکار ہی حاصل ہو اور وہ حدیث صحیح صریح غیر منسوخ پاوے تو اُسوقت اُسپر عمل کرے ❁ اور اہل حدیث کو اپنا پیشوا سمجھے اور اُنکی محبت دل میں رکھے اور اُنکی تعظیم کو لازم جانے کیونکہ وہ لوگ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے یاد رکھنے والے ہیں اور گویا ایک قسم کا مانند پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت کا حاصل کرکے مقبول جناب رسالت مآب کے ہوئے ہیں اور مقابلہ لوگ تعظیم اور توقیر مجتہدوں کی خوب جانتے ہیں اُسکے بیان کے محتاج نہیں ہیں یہاں تک صراط المستقیم کا مضمون ہی ❁ اور وہ کتاب حضرت مرشد برحق امیر المومنین سید احمد امام اللہ برکاتہ کے مذہب کے موافق تصنیف ہوئی ہی بالکل اُخیر کے بیان کا ترجمہ ہی سو جو لوگ اُس جناب کے معتقد ہیں اُنکو چار مذہب میں سے ایک کی تقلید واجب ہی کیونکہ تقلید مجتہدوں کی جو واجب ہی دوسرے پیر طریقت نے تقلید اختیار کیا اِس سبب سے اور واجب ہوگئی کیونکہ پیر طریقت کی تابعداری واجب ہی جیسا کہ تیسیر فتح العزیز سے اُسکا بیان اوپر لکھ چکے ❁

اور جس طرح سے حدیث پر عمل کرنا صراط المستقیم
مین لکھاہی اُسی طرح سے حضرت شاہ عبد الحق محدث
دہلوی اور حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی
رحمہما اللہ نے بھی لکھاہی جیسا کہ اوپر گذر چکا ❁ تیسرا
سوال ❁ کس عالم کی پیروی کرنیکا حکم ہی محدث کی یا فقیہ
کی ❁ جواب اُس عالم کی کہ فقہ حدیث دونو سے
واقف ہو اور حقیقت مین جو فقیہ ہوگا وہ محدث
بھی ہوگا اور جو محدث ہوگا وہ فقیہ بھی ہوگا اب اِس
مقام مین مقالۃ الوصیہ کا مضمون شرح کرکے لکھتے ہین
اُسمین اِس بات کا بھی جواب ہی اور جو بعضے
لوگ نئے مذہب والے شبہہ کرتے ہین کہ اُس رسالہ
مین فقہ پر عمل کرنے سے منع کیا ہی اُنکا بھی جواب ہی
وہ مضمون مقالۃ الوصیہ کی پہلی وصیت مین ہی فرماتے
ہین کہ فروع مین یعنے فقہی مسئلون مین اُن محدث عالمون
کی پیروی کرنا چاہئے جنکو فقہ حدیث دونون کا علم حاصل
ہو اور ہمیشہ فقہی مسئلون کو قرآن حدیث سے
ملانا چاہئے جو اُسکے موافق ہو اُسکو قبول کرنا چاہئے
اور جو اُسکے موافق نہو تو برے مال کو اُسکے مالک
کے حوالے کر دینا چاہئے ❁ یعنے اُس پر عمل نکرنا چاہئے

(ف) یہہ بات مصنف رحمہ اللہ نے عالمون کے حق مین
کہا ہے اور انکو اجتہاد کہتے ہین کیونکہ جسکو علم ہوگا تو وہ
کسی مسئلہ کو قرآن حدیث کے موافق مخالف کس
طرح سمجھا ویگا ۞ اور یہہ بات ہم کئی بار اوپر لکھ چکے ہین
کہ جسکو قرآن حدیث کا علم ہو وہ مختار ہے کہ اپنے
واسطے اجتہاد کرے اور یہی مذہب ہے تمام عالمون
کا اسمین کسیکا خلاف نہین ۞ پھر فرماتے ہین کہ امت کو
کسی وقت مین فقہی مسئلون کو قرآن حدیث کے ساتھ
ملانے سے بے پروائی اور فراغت نہین حاصل ہے (ف)
یعنی امت کو لازم ہے کہ ہمیشہ قرآن حدیث فقہ
پڑھا پڑھایا کرین اور فقہی مسئلون کو قرآن
حدیث سے ملایا کرین تاکہ فقہ کی خوبی معلوم کرین
اور اسکی لذت پاوین اور فقہ کی بزرگی دل مین
سماوے کیونکہ جب معلوم کرینگے کہ یہہ مسئلہ فلانی
آیت اور فلانی حدیث سے نکلا ہے تب مسئلہ کی
عظمت دل مین سماویگی اسیواسطے فقہا لوگ
اپنی کتابون مین لکھتے ہین القول لقوله تعالی او لقوله علیہ
السلام یعنی یہہ مسئلہ اللہ تعالی کی اس آیت
اور رسول کریم کی اس حدیث سے نکلا ہے جیساکہ

صاحب ہدایہ وغیرہ فقہا کا دستور ہی اور فقہی مسئلے کو
قرآن حدیث سے ملاتے ہین یہہ بھی معلوم ہو کہ کون
مسئلہ قوی ہی اور کون ضعیف اس بات ہین
تمام عالمون کا اتفاق ہی اور اسلام کے تمام شہرون
مین یہی تینون علم جاری ہین یہہ اسواسطے فرمایا کہ
لوگ کہین یہہ نہ سمجھین کہ قرآن حدیث فقط تبرک تلاوت
کے واسطے ہی اور عمل کرنیکو جو فقہ کی کتابونمین
لکھہ گئے ہین وہی کفایت ہی کیونکہ اس صورت
مین فقہ کی لذت نہ ملیگی اور ضعیف قوی مسئلون کی
تحقیق نہو سکیگی اور یہہ بھی نہ معلوم ہوگا کہ کون کتاب
معتبر ہی اور کون بے معتبر یہہ نہ کوئی سمجھے کہ محدث رحمۃ اللہ
نے کچھہ فقہ کی اہانت کی ہی معاذ اللہ بلکہ آنکی تو یہہ
غرض ہی کہ فقہ بھی پڑھین اور اصول فقہ بھی کیونکہ
جب تک اصول فقہ نہ پڑھینگے تب تک قرآن
حدیث سے فقہی مسئلون کو کسطرح ملاوینگے اور
اصول فقہ کی کتابون مین فقہ کی اصل چار مقرر ہین
کتاب سنت اجماع قیاس تو قرآن حدیث کو بے
کام سمجھنے والا فقہ کی جڑ کھودنیوالا ہی جیسا کہ فقہ کا
منکر قرآن حدیث کے احکام کا ستانیوالا ہی ❀ تو بعض

بہتر راہ یہی ہی کہ دین کے علم میں مشغول رہے اور یہ
علم دین کے تین ہیں قرآن حدیث فقہ جیسا کہ اوپر
پڑھ چکے ❁ پھر آگے فرماتے ہیں اور جن فقیہوں نے کہ کسی
کتاب کی تمہید کو اپنی دستاویز سمجھ لیکے قرآن حدیث
سے فقہی مسئلوں کا تحقیق کرنا موقوف کیا ہی اور جو
ضعیف قوی مسئلہ کہیں نظر پڑا لکھ دیا ہی اُنکی
ضعیف باتوں کو نہ سننا چاہیئے اور آنکی طرف متوجہ
نہوا چاہیئے بلکہ اُنسے کنارہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کی نزدیکی
سمجھنا چاہیے (ف) اِسی بات میں فقہ کو تحقیق کرکے
پڑھنے کی کمال تاکید ہی رسالہ الوصیہ کا مضمون تمام ہوا ❁
اب جو لوگ سمجھتے تھے کہ رسالہ الوصیہ میں فقہ سے
منع کیا ہی سو بڑے جھوٹھے اور بیوقوف ہیں اُسمیں تو برابر
فقہ کو خوب تحقیق کرنا اور فقیہوں کی پیروی کرنا
بھرا ہی ❁ سبحان اللہ جو لوگ قاضی کے رسالہ کا مضمون
نہ سمجھ سکے وہ لوگ اجتہاد کسطرح کرینگے ❁ شاید
اُن نادانوں نے اُس عبارت سے جو آخر میں لکھا
ہی کہ جو فقہانے تحقیق ضعیف مسئلہ لکھ دیے ہیں
اُسکو نہ سننا چاہیئے سمجھا ہوگا کہ علم فقہ ضعیف ہی تو
ایسے ایسی سمجھ والے سے ہمکو تعجب رہا کہ کہیں کسی

کتاب مین لکھا پاوین کہ حدیث وضعی کو ہرگز نہ سننا
چاہیئے تو یہہ نہ سمجھین کہ علم حدیث وضعی ہی ❊ بابت حق یہہ
ہی کہ علم حدیث برحق ہی اور جو وضعی حدیث کسی
نامعتبر کتاب مین لکھی ہی وہ حدیث ہی نہین اِسی
طرح علم فقہ برحق ہی جو کسی کتاب مین ضعیف مسئلہ
لکھا ہی وہ مسئلہ تصنیف ہی علم فقہ کا کیا قصور ❊ پانچوان
سوال یہہ کہ تم جو کہتے ہو کہ قرآن حدیث سے مسئلہ
نکالنے کو علم درکار ہی تو وہی بات شرح وقایہ ہدایہ کنز
سمجھنے کو بھی کیون نہین کہتے شرح وقایہ ہدایہ تو سمجھہ مین
آتا ہی باوجودیکہ اُنکی عبارت قرآن حدیث
سے نہایت مشکل ہی اور قرآن حدیث نہین سمجھہ
مین آتا یہہ کیا انصاف ہی ❊ جواب ❊ شرح وقایہ ہدایہ کنز
سمجھنے کے واسطے مجتہد ہونا شرط نہین ہی بابت فقط
لغت عربی سے واقفیت چاہتی ہی اور جو مسئلے
اُسمین حدیث قرآن سے نکالے ہوئے تیار رہین اُسکا
سمجھنا آسان ہی بخلاف اجتہاد یعنی قرآن حدیث سے
مسئلہ نکالنے کہ اُسکے واسطے اُسقدر علم کا ہونا
جو تفسیر کے واسطے ضرور ہی اور اُسکا بیان
ہم اوپر لکھہ چکے اور ناسخ منسوخ صحیح ضعیف او

راویوں کے حال سے واقفیت ضرور ہی اور یہہ بات ظاہر
ہی کہ اپنے اجتہاد کرنے اور دوسرے کے اجتہاد پر
مسائل سمجھنے مین بڑا فرق ہی جو کوئی ہدایہ پڑھا ہوا ہو اون
سے یوں پوچھ لے کہ صاحب تم جو ہدایہ پڑھاتے ہو تو قرآن
حدیث سے اجتہاد کر کے آپ بھی مسئلہ نکال سکتے
ہو یا نہیں تو وہ کیا جواب دیتے ہیں ٭ اور ہدایہ کی عبارت
کو جو قرآن حدیث کی عبارت سے مشکل کہا اسکا جواب
ہم کیا دین یا بتاتے ہیں کہ ٭ مصرعہ ٭ چہ نسبت خاک را با
حضرت پاک ٭ اور ایک بات بڑے فائدہ کی یاد
یاد رکھنا چاہئے کہ اگر کوئی بسبب کم علمی کے صاحب
ہدایہ کو کسی مقام میں خطا سمجھے گا تو وہ شخص یا تو اس
مسئلہ پر عمل کرنے سے توقف کرے گا یا کسی عالم سے تحقیق
کریگا تو اسمین کیا قباحت ہوئی اور اگر کوئی بے علم خبطی ہو
جسکو کسی کی تقلید سے انکار ہی قرآن سے اجتہاد
کرنے بیٹھے گا اور وہان کسی مقام پر نہ سمجھے گا تو بڑی
قباحت ہوگی کہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام محکم کو
منسوخ اور منسوخ کو محکم سمجھے گا اور اسی پر عمل کرے گا ٭ اور

دوسرے یہہ کہ کم علم والا اگر ہدایہ پڑھا ہوا ہے تو
اسکو حضرت عمر نے منع نہیں کیا تھا بخلاف قرآن

پڑھانے کے کم علم والے کو حضرت عمر نے قرآن پڑھانے سے منع کیا ہی جیسا کہ دوسری بھول کے جواب مین یہہ مضمون گذر چکا اور تیسرے یہہ کہ اگر کوئی کہے معنے اپنی رای سے کہے گا تو جہنمی ہوگا خلاف قرآن کے کہ آپکے معنے اپنی رای سے کہنے سے جہنمی ہوجاوینے گا جیسا کہ مشکوۃ مصابیح مین کتاب العلم کی دوسری فصل مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیاہی کہ انھون نے کہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال فی القرآن برأیہ فلیتبوأ مقعدہ من النار وفی روایۃ من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار رواہ الترمذی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ کہے بیچ قرآن مین یعنے قرآن کی تفسیر کہے اپنی عقل سے یعنے بغیر پیروی اون اہل تفسیر کے جنہون نے تفسیر کی سند حضرت تک پہنچائی ہی قرآن کی تفسیر بیان کرے تو چاہئے کہ ڈھونڈھے اپنے بیٹھنے کی جگہہ آگ مین اور ایک روایت مین یون ہی کہ جو شخص کہے اور بات کرے قرآن مین بغیر علم کے تو چاہئے کہ ڈھونڈھے اپنے بیٹھنے کی جگہہ آگ مین روایت کیا اسکو ترمذی نے

پھر ایسا ہی جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
ہے کہ انھوں نے کہا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِرَاْیِہٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَاَ رَوَاہُ
التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جو شخص کہ بات بولے قرآن میں اپنی عقل سے
پھر ٹھیک بھی ہو بات اُس نے خطا کی ❁ یعنے اگرچہ
فی الواقع وہ حق تھا وہی بیان کیا مگر چونکہ جو علم کی راہ
مقرر ہے اُسکو چھوڑا تو خطا کیا ❁ اور تفسیر
کے واسطے یہی راہ مقرر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل تفسیر سے
نقل کیجے جنھوں نے اصل التفسیر کی شعبہ حضرات
تک پہنچائی ہو جیسا کہ اسکا بیان شیخ الاعزیز سے
اوپر لکھ چکے یہ روایت کیا اسکو ترمذی اور ابو داؤد
نے ❁ اب ان حدیثوں سے صاف ظاہر ہوا کہ قرآن
سمجھنے کے واسطے جو علم درکار ہیں سو بہت ہیں جسکے واسطے
نہیں اب ایسے کوئی نادان یہ نہ سمجھے کہ قرآن کا ترجمہ پڑھنا
گناہ ہے اور اپنے موافق علم کے سمجھنا منع ہے غرض یہ
ہے کہ ہر کوئی بغیر علم عربیت پڑھنے کے آپ سے مسئلہ
نکالنے اور اچھا کام جو بن پڑے کرے اور ترجمہ تفسیر اور لغت
سے پڑھا کرے اسمیں بڑا ثواب ہے اور بھی اللہ راضی ہوگا۔

پڑھنا بڑی عبارت ہی بلکہ فقط انکی تلاوت میں
بھی بڑا ثواب ہی اور آپکے پڑھنے سے دل کے
پردے دفع ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل
ہوتی ہی سو لازم ہی کہ جسکو اسکے پڑھنے کی لیاقت ہی
وہ قرآن کی تفسیر اور حدیث پڑھیں اسکے پڑھنے
سے غفلت نہ کریں جیسا کہ ان لوگون کا مذہب ہی
کہ قرآن حدیث تفسیر فقہ سب پڑھتے ہیں اور انہیں
علمون کے حاصل ہونیکی نیت پر نحو صرف عقاید اصول
سب پڑھتے ہیں اور سب محنت فقط قرآن حدیث سمجھنے
کی لالچ سے اُٹھاتے ہیں مگر یہہ بات بھی نئے مذہب والون
کے خلاف ہی ❊ کیونکہ قرآن پڑھنے کے واسطے علم
حاصل کرنا پڑیگا اور تفسیر پڑھنے سے اہل تفسیر کا
مقلد ہونا پڑیگا اور وہ لوگ تو کہتے ہیں کہ علم پڑھنا
ضرور نہیں جیسے حضرت کے وقت کے ان پڑھے
سمجھتے تھے اسیطرح ہم بھی سمجھین گے ❊ اور تفسیر کو بھی
کہہ چکے کہ قرآن کے ساتھ نہین اُتری تو گویا آنکے
نزدیک وہ بھی بدعت ٹھہری اور تقلید کا تو نام ہی
لیے اُنکی روح قبض ہوتی ہی باقی رہی حدیث سو آسکا
سمجھنا بغیر علم کے معلوم ❊ غرض کہ ان لوگون نے بڑا سخت

پھر دکھلاتی ہی اسے اپنے مکر کو ظاہر کرکے ❁ اب ایک بات
بہت یاد چاہئے کہ ہم لوگ جن شبہہ طلب والون کا جواب دینے
مین کبھی نہ متوجہ ہوتے مگر ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ کوئی
سفیہ بہم پہنچا خطرہ ایمان آنکو وسواس ڈالتا ہی اور
آپ چھپ جاتا ہی جو مسلمان تم قل اعوذ برب
الناس پڑھا کرو آپ کی برکت سے وسواس
پڑھا لاحول لا جن یا گویا آدمی دفع ہو جاوے گا ❁ چھٹا سوال
جب چارو مذہب حق ہیں تو اگر ہم چارو مذہب کی اکٹھا ن
تقلید کریں کسی مسئلہ میں حنفی کسی میں شافعی کسی
مین مالکی کسی مین حنبلی کی تو کیا قباحت ہی آخر چارو
مذہب تو موافق حدیث ہی کے ہین کسی نے کسی اصحاب
کی روایت پر عمل کیا ہی کسی نے کسی اصحاب کی
اور پھر اصحاب کی پیروی مین راہ نجات کی ہی تو
ایسی صورت مین ایک ہی امام کے تابع رہنا کیا ضرور ❁
جواب ❁ اس کا جواب رو ہی ایک یہ تو یہ کہ اسطرح
کا مذہب سواد اعظم یعنی مسلمانون کی جماعت کے
خلاف ہوتا ہی اور امت محمدیہ نے اس بات پر اجماع کیا
ہی کہ چارو مذہب مین سے ایک کی تقلید کرے حرمین
شریفین وغیرہ اسلام کے ملکوں کے عالموں کا اسپر

الاتفاق ہی اور امت محمدیہ جس بات پر اتفاق
کریں وہی راہ ہدایت کی ہی جیساکہ حدیث سے اوپر
معلوم ہو چکا اور سواد اعظم کی پیروی کرنیکا بیان فرمے
ہی ہو تاہی انشا اللہ تعالی دوسرے یہہ کہ جب
حدیث اور اجماع سے ثابت ہوا کہ چارون مین سے ایک
کی پیروی نجات کے واسطے کفایت ہی تب بے ضرورت
کے اپنے تئین تنگی مین ڈالنا کیا ضرور ❁ جو کوئی پوچھے کہ
اسمین کون سی تنگی ہی تو ہم کہتے ہین کہ ایک
مذہب کی فقہ سے خوب واقف ہونا غنیمت ہی اب
چارو مذہب کی فقہ کی کتابین پڑھنا اور بے ضرورت
کے یہہ محنت اختیار کرنا بڑی تنگی مین پڑنا ہی اور
جس مصلحت کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنے فعل مین اختلاف کیا اُس مصلحت
سے باہر ہو تا ہی سبحان اللہ یا تو تقلید سے جی چراتے
تھے اور کیا کیا عذر ور پیش کرتے تھے یا تو جب تقلید
پر رجوع ہوئے تو چارو اماموں کی تقلید ہی کہنے کرنے سے بڑا فرق
ہی ❁ اب شکر کرو کہ اللہ نے بڑا فضل کیا اور ٹیڑھی راہ
سے سیدھی راہ پر لا یا یعنے تقلید کو جی چاہا اور اب
مسلمانون کی جماعت کی پیروی کرو اور اپنی اجتہاد

کسی مجتہد کی ۞ سوال ۞ اگر کوئی پوچھے کہ ایک شخص ایک
امام کی پیروی کرتا ہے کسی مسئلہ میں چھوڑ کر دوسرے امام کی پیروی کسی
مسئلہ میں کرے تو کچھ قباحت ہے یا نہیں جیسے مثلاً حنفی نماز میں رفع یدین نہیں کرتے ہیں
اور آمین آہستہ کہتے ہیں بسم اللہ بلند نہیں پڑھتے اور شافعی رفع
یدین اور آمین پکار کر کہتے ہیں اور بسم اللہ بلند پڑھتے ہیں اور اگر کبھی
حنفی رفع یدین اور کبھی آمین پکار کر کہیں جیسے مذہب اصحاب حدیث
کی پیروی ہو جاوے تو کیا قباحت ہے ۞ جواب ۞ اس کا
جواب تو پانچویں سوال کے جواب میں ہو گیا یعنی
ایک امام کی پیروی کرنا نجات کے واسطے کافی نہیں
ہے مگر پھر بھی ہم ایک جواب اور دیتے ہیں وہ یہ ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے
اصحاب مثل ستاروں کے ہیں تم ان میں سے جس کی
پیروی کرو گے راہ پاؤ گے سو جو کوئی ان کی پیروی کرتا
تھا اس کو پہلے پیروی کے لائق سمجھتے سب پیروی کرتے
تا نجات پاوے ۞ پیروی کے یہی معنے ہیں کہ جس کی
پیروی کرے اس کے حکم کو بجا لاوے اور جہاں
تک ہو سکے ویسا ہی کرے جیسا وہ کرتا ہو ادھر
ادھر اختیار نہ کرے اور جو آپ بھی اختیار
کرنے لگا تو اس نے اپنی خواہش کی پیروی کی اپنے مقتدا کو

چھوڑ دیا اور دوسرے کے پیچھے چلا تو اُسنے اُس
مقتدا کی پیروی بھی یا جو پہلا آپکے مقتدا نے اختیار
کیا ہی اُسی راہ کو چھوڑ دیا اور دوسری راہ
اختیار کی اگرچہ وہ راہ بھی مسنون ہی تھی مگر اُس مقتدا
کی پیروی نہوئی ۞ حاصل یہہ کہ جس اصحاب نے جو فعل
کیا ہی اُسکو اپنی زندگی بھر کیا ہی جیسا کہ اسکا
بیان تیسرے سوال کے جواب میں ہو چکا پہر
کہیں حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ کسی اصحاب نے
تھوڑے روز ایک فعل کیا ہو اور پھر اُسکو چھوڑ
کے دوسرا فعل کیا ہو مگر یہہ کہ ایک فعل سب ہو
سے کرتے آئے ہوں پہر جب دوسرے اصحاب نے یاد
دلایا ہو تب اُس پہلے فعل کو چھوڑ کے دوسرا فعل
کئے ہوں تو ہو سکتا ہی ہاں اگر کسی شخص نے کسی اصحاب
کی چند روز پیروی کی مثلا چند روز ابن عباس رضی
اللہ عنہ کی پیروی کر کے بسم اللہ بلند آواز سے کہا
اور وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ کی پیروی کر کے آمین
چند روز بلند آواز سے کہا اور ابن عمر رض کی پیروی
کر کے چند روز رفع یدین کیا اور پھر بعد چند روز کے
ان سب کی پیروی چھوڑ کے مقلد ان وزرا ابو بکر و عمر

عثمان رضی اللہ عنہم کی پیروی کرکے بسم اللہ آہستہ
کہا اور زبیر اور ابی ابن کعب رضی اللہ عنہما کی پیروی کرکے
آمین آہستہ کہا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی پیروی
کرکے رفع یدین موقوف کیا تو ان باتوں صورتوں
میں پہلے اصحاب کی پیروی تو نہوئی کیونکہ اُن پہلے اصحاب
کا ایسے فعل کا چھوڑ دینا ثابت نہیں بلکہ اُنھوں
نے تو جو راہ اختیار کی تھی اُسکو زندگی بھر نباہی اور
نہ ایسے اپنی زندگی تمام ہونے کے درمیان ہی میں
چھوڑ دیا ❁ بلکہ اس صورت میں دوسرے اصحاب کی
بھی پیروی نہوئی کیونکہ اُن دوسرے اصحاب نے اپنے ایک
فعل کو چھوڑ کے دوسرا فعل نہیں اختیار کیا تھا بلکہ شروع
ہی سے اُس فعل کو اختیار کیا تھا اور اسنے ایک فعل کو
چھوڑ کے دوسرا فعل اختیار کیا تو اس شخص سے کسی کی
بھی پیروی نہوئی ❁ سبحان اللہ پہلے تو مجتہدوں کی پیروی سے
انکار تھا اور اب صحابہ کی پیروی چھوڑ دینے کی تدبیر میں
ہوئے اور ردّ و بدل اور تو نصیب ہوا اللہ تعالیٰ خیر کرے یہ
لوگ اجتہاد کرنے پائے نہیں تو واللہ اعلم کیا کیا فساد مچائینگے
مقلد ہونے میں تو یہ یہ تماشے کر رہے ہیں بلکہ ابھی تو مستقل
بھی نہیں ہوئے ہیں اب ہونے کا ارادہ ہے ❁ آٹھواں

سوال یہہ جو لوگون نے مشہور رکھا ہی کہ خلق اللہ مین حنفی
شافعی مالکی حنبلی کہلانا ضروریات دین مین سے ہی یا
اُسکی کیا حاجت ہی محمدی کیون نہ کہلادین آخر حنفی
شافعی مالکی حنبلی بھی تو محمدی تھے پھر ہمکو کیا ضرور ہی جو اپنی تئین
محمدیت سے خارج کرین اور دوسرون کے کہلادین ❀
جواب حنفی شافعی مالکی حنبلی کہلانے سے محمدیت جاتی نہین
ایسا ہرگز نہ سمجھنا چاہئے اور تم تو خود جانتے ہو کہ وہ لوگ
محمدی تھے تو پھر محمدی کی طرف اپنی نسبت کرانیکا
کیا مضایقہ بالک اُسکی حقیقت یہہ ہی کہ دین اسلام
تو دین محمدی ہی اور جو لوگ اُس مین داخل ہوئے
محمدی کہلائے اسیواسطے جتنے اہل اسلام ہین دین
کی راہ سے سب محمدی کہلاتے ہین اور یہہ جو نسبت
شافعی حنفی مالکی حنبلی کی کرتے ہین تو مذہب کی راہ سے ❀
دین اور ہی اور مذہب اور جیسا کہ اسکا بیان ہو
چکا اور پھر بھی بیان کرتے ہین سنو دین تو وہی دین
اسلام ہی جو اللہ نے پیغمبر کے ہاتھ بھیجا اور مذہب
اُس راہ کا نام ہی جس راہ سے دین حاصل ہو تو
مجتہدون نے دین پر پہنچنے کے لئے جو راہ مقرر کی ہی
اور اُسی راہ سے وہ لوگ آپ بھی دین مین

پہنچے ہیں سو اُن سبھی کا نام مذہب ہی اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اصحاب دین پر پہنچنے کے لیے کوئی
مذہب نہ تھا اور ان کا راستہ تھا یا کسی وحی آتے کے لوگ کے سلسلے
وفات کے وقت کسی نے جو حضرت نے آپ کیا یا فرمایا
حضرت نے کیا یا کچھ کرتے دیکھا اس طرح نقل فرمایا و نسبت
یہ ہیں نہ یا لائق مذہب مقلد کہیں کیا احتیاج تھی ۞ جب یہ
بات سمجھ میں آ گئی تو اب تیار کر کے جب کوئی پوچھے کہ
تمہارا کیا مذہب ہی تب کہو کہ محمدی اور رہے ہیں زیادہ سے
حنفی شافعی یا مالکی حنبلی سب محمدی ہیں اور جب کوئی
پوچھے کہ تمہارا کیا مذہب ہی تب جو مذہب تم نے اختیار
کیا ہو سو بتلا دو کہ ہم حنفی ہیں یا شافعی یا مالکی یا حنبلی اور ان میں
کچھ بھی محمدیت نجاویگی اور ایسا اس طرح کی نسبت
کرنے سے آدمی دین سے نہیں نکلتا اور اس طرح کی
نسبت صوفیاء کے نام میں بہت ہوتی رہی ہی جیسا کہ
سب لوگوں کو خوب معلوم ہی جس طرح ابو موسیٰ اشعری کی
اصحاب کا نام تھا اور اسی طرح اُن کے کتنے راوی ان کے نام
کی طرف نسبت ہی اور حالانکہ جد ان کا اصحاب
ان کا نام تھا اور خدا رسول نے انصار انہیں ایک قبیلہ کا نام تھا
اُنہوں کی طرف آسمان نسبت کرکے ان کو خدا نے کہا

بابت خود آنحضرت پر ایسی نسبت دو نسبتا یعنی
جس طرح قریشی ہاشمی مکی مدنی عربی اور اسی
بات کی اجازت اللہ تعالیٰ نے دی ہی فرمایا اللہ
صاحب نے جو چھبیسویں پارے سورۂ حجرات میں
یَا اَیُّہَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَ جَعَلْنٰکُمْ
شُعُوْبًا وَّ قَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا الی آخر معنی تحقیق ہمنے تمکو
بنایا ایک نر اور ایک مادہ سے یعنے آدم اور
حوا علیہما السلام سے اور رکھیں تمھاری ذاتیں
اور گوتیں تا آپس کی پہچان ہو * یعنے جب دو
آدمی ایک نام کے ہوں تب ذات اور قبیلہ کی
طرف نسبت کرنے سے پہچان پڑیں جس طرح دو
آدمی کا نام زید ہی تو کس طرح پہچان پڑے کہ کون
زید جب کہا زید تمیمی زید قریشی تب پہچان پڑا * تو
جب لفظ قرآن حدیث سے ثابت ہوا کہ نسبت کرنا
درست ہی بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود اس بات کی
تعلیم کی ہی تب اس سے سوال کرنا بے علمی کی نشانی
ہی بلکہ بعضی جگہ تو حقیقت میں یہہ نسبت کرنا
ضروریات دین میں سے ہو جاوے گا جس طرح کسی
معاملہ کی گواہی دینے میں یا روایت کرنے میں بتلانا کہ زید

حنفی یا شافعی نے یہہ کام کیا یا یہہ حدیث تو روایت کی
بلکہ حقیقت یہہ ہی کہ امت محمدی میں بہت سے فرقے گمراہ
نکلے ہیں اور سب کہلواتے تھے کہ ہم محمدی ہیں اور
حقیقت میں وہ سب گمراہ ہیں مگر ایک فرقہ اہل
سنت و جماعت کا کہ وہ بموجب حدیث کے حق راہ

پر ہیں جیسا کہ وہ حدیث تیسری ہدایت میں آویگی
اور اہل سنت جماعت میں امت محمدی کے اتفاق
بموجب چار مذہب مشہور رہیں کہ وہ چارو آپس
میں اصول اور عقاید میں متفق ہیں اگرچہ فروع میں
بموجب مرضی اللہ اور رسول کے مختلف ہیں مگر
آپس اختلاف کے سبب سے ایک کو ایک برا
نہیں جانتا بلکہ چاروں کے چارو سمجھتے ہیں کہ ہم چارو حق راہ پر
ہیں گویا ہم ایک باپ کے چار بیٹے ہیں یا حق مذہب
کے وجود کے واسطے ہم چارو حکم ارکان عناصر کا رکھتے
ہیں اور کسی طرح سے ایک کو ایک برا نہیں جانتا
ایک کے پیچھے ایک نماز پڑھتا ہی ہیں جس طرح
سے صحابہ کے وقت میں اختلاف تھا اور کسی کو کوئی
دشمنی نہیں کرتا تھا ویسا ہی اہل چارو نے سنت صحابہ
کی بنا ہی ہی جس مانند ان چار مذہب کے آدمی

موجود ہین مثال مکہ معظمہ کے وہان جاکے دیکھو تو صاف
صحابہ کا سا زمانا معلوم ہوتا ہی کہ جسنے جو علم حضرت
سے پایا ہی اُسپر عمل کر رہا ہی اور کوئی کسی پر
عیب نہین لگاتا بخلاف بہتر وفرقے گمراہ کے کہ اُنمین
ایک کو ایک گمراہ جانتا ہی ۞ تو اب ہمارے ملک
اسلام کے محمدی لوگ پہچان گئے ہین کہ جو لوگ
دین محمدی اور حق مذہب پر قایم ہین وہی چار مذہب
والے ہین تو اب جب کسی کا حال دریافت کرنا ہوا
اور اُسسے پوچھا کہ بھائی تم کون ہو اُسنے کہا کہ ہم
محمدی ہین تب اتنا تو معلوم ہوا کہ یہود و نصاری و غیرہ
کفار مین سے وہ شخص نہین ہی مگر یہہ شبہہ
رہا کہ رافضی خارجی وغیرہ گمراہ فرقون مین سے ہی یا اہل
سنت و جماعت مین سے ۞ کیونکہ محمدی تو اپنے تئین سب
کہتا ہی تب پوچھا کہ بھائی تمہارا مذہب کیا ہی پھر اگر
اُسنے حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی کہا تو معلوم کیا کہ یہہ
شخص دین محمدی اور حق مذہب والا ہی اور اگر اُن
چار مین سے ایک کا اقرار نکیا تو معلوم کیا کہ یہہ شخص
زبان سے اپنے تئین محمدی کہتا ہی تو کیا ہوا مگر گمراہ
فرقون مین سے معلوم ہوتا ہی رافضی خارجی وغیرہ

ہوگا کیونکہ اگر اہل سنت و جماعت کا مذہب رکھتا
ہے تو کیا وجہ کہ چارون مذاہب مین سے کسی کی طرف
اپنی نسبت نہین کرتا باوجودیکہ تمام عالمین حرمین شریفین
وغیرہ ممالک اسلام کے اپنی تئین چارون مذہب کی
طرف نسبت کرتے ہین اور سواد اعظم کا اسپر اتفاق
ہے اسکو کیا ہوا ہے جو سواد اعظم کے خلاف پر راضی
ہے اور ہمکو سواد اعظم کی پیروی کا حکم ہے جیسا کہ
سواد اعظم کی پیروی کا بیان اب قریب ہی ہوتا ہے
انشاء اللہ تعالی تو اب سواد اعظم کے خلاف طریقہ
اختیار کرنا اور اپنے اوپر بدمذہبی کی تہمت پسند کرنا
کیا ضرور کیونکہ مسلمان کو تہمت کے مقام سے پرہیز
کرنے کا حکم ہے جیسا کہ قریب ہی پہلی نصیحت مین
سیاست کا بیان کرتے ہین انشاء اللہ تعالی اب نئے مذہب
والون کا ایک بڑا مکر سنو کہ آجکل بعضے لوگ ایسے
بھی ہین کہ وہ کہتے ہین کہ ہم حنفی ہین مگر حنفیون سے
ناحق جھگڑا کرنے مین قصور بھی نہین کرتے اور انکے جھگڑنے کا
وقوع روز دیکھنے مین آیا ہے اور شاید ایسا ہی کہ اگر کچھ ظلم والے
ایسے جھگڑتے ہین تب تو صاف حنفیت سے خارج ہو
جاتے ہین اور کہتے ہین کہ تمہارے شرح وقایہ ہدایہ مین

یون ہی تمہارے حنفی مذہب مین یون ہی ※ اور جب
کسی عالم سے مقابلہ پر جاتا ہی تب تو کچھ انکی بکی چلتی
نہین تب اُسسے نئے مذہب والون کے وکیل بن کے
جھگڑتے ہین کہ وہ لوگ یون کہتے ہین پھر جب ایک
بات کا جواب ملا تب اُنکی طرف سے دوسرا سوال
کرتے ہین کہ وہ لوگ یہ پوچھتے ہین تو اب آدمی
کو جواب دینے سے سایان تو کوئی نظر نہین پڑتا اور
پھر بہ اگر ہی ایسے مکارون سے ہوشیار رہنا چاہئے
اتنا سمجھ لو کہ یہہ طریقہ اہل سنت وجماعت کا نہین
ہی یہہ طریقہ شیعون کا ہی کہ اپنے عیبی مذہب کو
چھپاتے ہین سو معلوم نہین کہ شیعون سے ایسے آپہن
مین کیا سازش ہی ※ نصیحت بھائی ※ مسلمان کو
لازم ہی کہ تہمت کے مقام سے بچے اور جب کوئی اُسپر
شبہہ بد کرے تو اُس شبہہ کو اپنے اوپر سے دفع
کرے یہہ نہ کہے کہ ہمارا اللہ راضی چاہئے لوگون کے شبہہ
بد کرنے سے کیا ہوتا ہی کیونکہ اپنے اوپر تہمت کا
روادار ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
طریقہ کے خلاف ہی اور جب حضرت کے طریقہ کے
خلاف ہوا تب اللہ کس طرح راضی ہوگا دیکھو حضرت

متے اپنے اوپر سے بدشبہہ کو دفع کیا ہی مشارق الانوار
مین ام المومنین صفیہ بنت حیی سے روایت کیا ہی کہ
حضرت نے دو مرد انصاری سے کہا علی رسلکما انہا
صفیۃ بنت حیی جلدی نکرو ٹھہر جاو بیشک یہہ عورت
تو صفیہ بنت حیی ہی یہہ حدیث بخاری مسلم دونون
مین ہی صحیح بخاری مین اِس حدیث کا پورا
قصہ یون ہی کہ حضرت صفیہ حضرت کی بی بی
مسجد مین حضرت کی ملاقات کو آئین اور حضرت
رمضان مین اعتکاف بیٹھے تھے حضرت سے بات
چیت کرتی رہین رات زیادہ گئی تب حضرت اُنکو
پہنچانے چلے راہ مین دو انصاری مرد ملے تب حضرت نے
اُن سے یہہ حدیث فرمائی یعنے یہہ میری بی بی ہی اور
کوئی اجنبی عورت نہین ہی بدگمان مت ہو تو انصاریون
نے کہا کہ سبحان اللہ یا رسول اللہ آپ کی ذات
مین بدگمانی کا کیا دخل ہی حضرت نے فرمایا کہ انسان
کے بدن مین شیطان اِس طرح پھرتا ہی جیسے
خون مین ڈرا کہ شیطان تمھارے دل مین کچھ بد
بدگمانی ڈالے ❁ اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی
تہمت کے مکانون سے بچے اور اگر ایسے مقام مین

مبتلا ہو تو اپنی صفائی لوگون مین ظاہر کر دے تا کہ لوگ
بدگمانی مین گرفتار نہون ۞ تو اب اسے زیادہ اِس
حدیث پر عمل کرنیکا کب وقت آویگا کہ نئے مذہب
والون کا مذہب پہچان نہین پڑتا کہ اہل سنت و
جماعت ہین یا دوسرا مذہب رکھتے ہین اور یہان تک
نوبت پہنچی ہی کہ اگلے پچھلے لوگ نماز نہین پڑھتے اور جو جو
فساد ہوا ہی اُسکا بیان کرنا ضرور نہین یہان تک کہ
عوام کو سمجھاوئے ہین کہ چارو اماموں نے اپنی طرف سے مذہب
نکالا ہی اور مکہ مین چار مصلا زبردستی بنایا ہی اُنکا
مذہب اختیار کرنا بدعت ہی بس وہ سب اپنی تئین
حنفی کہنے سے نہایت نفرت کرنے لگے اور اماموں کی شان
مین بے ادبانہ کلام کرنے لگے یہان تک کہ ایکروز کا ذکر
مین ایک شخص کہ اُسکا نام لینا ضرور نہین ہماری ملاقات
کو آیا اور مذہب کا ذکر آپڑا اُسے ہمنے پوچھا کہ تیرا
مذہب حنفی ہی وہ نادان نہایت غصہ ہوگئے کہنے لگا کہ
اگر ہماری ماں بہن کو زنا کی گالی آپ دیتے تو ہمکو
اِسقدر رنج نہوتا جیسا کہ ہمکو حنفی کہنے سے رنج ہوا
اِسقدر تو ہمنے اپنی آنکھ کی دیکھی اور کان کی سنی
گواہی دی ہی اور لوگون سے سنا کہ مارپیٹ لات

جو لی گئی نوبت اُن کی بانی بدولت مسلمانوں میں ہوئی
یہی لوگ اہل سنت و جماعت یا سنی ہیں۔ کہتے ہیں کہ اگر
تم رفع یدین اور جہر بالتامین جو امام شافعی کے مذہب
موافق ہیں کیا کرتے ہو تو اپنی تئیں شافعی کہو تاکہ
تمھیں ہم اپنا بھائی جانیں لیوے پر تمہارے یہ کہنے سے نا
پتہ چین اعتراض یہ لوگ جو اپنے مذہب والے ہیں تو سب
تہمت کو لیتے اور بر قبول کرلیتے ہیں مگر اپنی تئیں حنفی
یہ شافعی نہیں کہتے اور عامل جو دیکھتے ہیں اپنے دعوے کرتے
ہیں کہ ہم حدیث پر عمل کرتے ہیں مگر ایسی حدیث
پر عمل نہیں کرتے یا کسی مذہب کی طرف اپنی
نسبت کرلینے سے انکار کرتے ہیں جیسا کہ تہمت
سے نسبت ان کو دینا چاہئے سو آخر اسکا نتیجہ یہی ہوا
کہ جماعت میں تفرقہ پڑ گیا یہاں تک کہ حضرت سید
صاحب کے مرید لوگ آنکے بعضے خلیفوں سے بداعتقاد
ہو گئے اور انکی بات نہیں سنتے اب ہندوستان بھر کا
اور لوگوں کا اتفاق کرنا کون سوچے کہ بہت لوگ بھی
الگ ہو گئے اور جیسی جماعت چھوٹ گئی ❁ اور انمیں سے
بعضے لوگ ایسے کہتے ہیں کہ سید صاحب کا بھی یہی مذہب
تھا مگر مصلحت وقت کے واسطے چھپاتے تھے اللہ اعلم

اُن سے سمجھے اُنھوں نے تو شیعوں کے کان کاٹے جیسے
وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شیعہ تھے پھر
اپنا مذہب چھپائے تھے ❊ اب اِن فرقوں سے پوچھا چاہیے
کہ اگر مذہب چھپانا دین کا کام ہے تو تم کیوں چھوڑتے ہو
اور اپنا مذہب ظاہر کر کے صحابہ کی فضیحتی اختیار کرتے
ہو اور جو مذہب چھپانا برا ہے تو بزرگوں پر کیوں عیب
لگاتے ہو غرض معلوم نہیں کتنے اکو ان فرقے ہیں کہ آیت
حدیث سواد اعظم کے اور صحابہ اور مجتہدوں اور اپنے پیر
کے خلاف ہیں ❊ بہت جب ہمنے اوپر اِن نئے مذہب والوں
کا قرآن حدیث سواد اعظم کے مخالف ہونا بخوبی
ثابت کر لیا ہے تب پیچھے سے یہ بات بھی لکھی ہے کہ
لوگ ہوشیار ہو جاویں اور معلوم کریں کہ یہ لوگ
حضرت پیر مرشد برحق امیر المومنین سید احمد رحمہ
اللہ برکاتہ کے مخالف اور اُنکے طریقہ کے خلاف ہیں ❊ اب
جو انھوں نے حضرت پیر مرشد برحق پر بہتان لگایا تو
حضرت پیر و مرشد کا کچھ نقصان نہوا بارک جو انھوں نے چاند
پر خاک پھینکی ہے سو انہیں کے منہ پر آ کے پڑے گی
سچ ہے جب کوئی رسوا ہونیکو ہوتا ہے تب آپ کو
ایسی ہی اپنی بات سوجھتی ہے کہ نیک لوگوں میں

جیسے لگتا ہی ہر وہ بات اوگ تو جیسے کے تیسے
رہتے ہیں اور یہی شخص رسوا فضیحت ہوتا ہی ❁ بیت ❁
چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ❁ میلش اندر طعنۂ
پاکان برد ❁ اور اس بات کے ہزاروں مرد
گواہ اور تھا میں بھی گواہ ہیں کہ حضرت پیر
ہمیشہ مقلد تھے حنفی المذہب اور سلسلے قادریہ سے
ایسے لوگوں کو نکلوا دئے تھے اور بعضوں سے توبہ
کروا لیا تھا اس بات کو جو کوئی چاہے تحقیق کر لے ❁
اب ان نئے مذہب والوں میں سے جو لوگ کہتے ہیں کہ
ہم جنید صاحب کے مرید ہیں اور انکی طرف سے
لوگوں سے بیعت لیتے ہیں اور بیعت لیتے وقت
کہتے ہیں کہ بیعت کیا میں نے بیچ طریقہ چشتیہ اور
قادریہ اور نقشبندیہ اور مجددیہ اور محمدیہ کے
سو ان سے ذرا پوچھا چاہئے کہ ان طریقوں میں
نسبت کرنے سے بدعت نہیں جاتی اور حنفی شافعی
مالکی حنبلی کی طرف نسبت کرنے سے بدعت جاتی
ہی اسکا کیا سبب پس جو جواب انکی طریقوں
کی طرف نسبت درست ہونیکا دیویں ایسی
جواب سے حنفی شافعی مالکی حنبلی کی طرف نسبت

کرنا بھی درست جانو اب ان فرقوں سے بڑا اچنبھا ہی کہ چند روز مین کہین ان طریقوں سے بھی الٹا کر بیٹھین تو کیا تعجب انکو یہ بھی شرم نہین آتی کہ کہین کوئی مرید پوچھ بیٹھے کہ حضرت ہمکو حنفی شافعی مالکی حنبلی ہونے سے منع کرتے ہو تو پھر چشتی قادری نقشبندی مجددی ہمکو کیون بناتے ہو تو اسوقت کیا جواب دینگے اور ان فرقون مین بعضے ایسے دیکھنے مین آئے ہین کہ انکو حضرت پیر مرشد سے ملاقات بھی نہین اور وہ لوگون سے کہتے ہین کہ ہم سید صاحب کے خلیفہ ہین اس جھوٹ کہنے سے کیا فائدہ اگر سید صاحب کے کسی خلیفون سے اجازت لے لین تب بھی کام چل سکتا ہی جھوٹ کہنے سے پھر بنا کیا فائدہ اس راہ مین تقوی شرط ہی ❀ انھین سب فسادون کو دیکھ کے اس رسالہ کے لکھنے کا اتفاق ہوا اپنے بھائیون پر طعن کا ارادہ نہین بلکہ ہم سب بھائی ایک ہین ❀ اگر آپ اس بات کی ہم پکڑ کرتے ہو اللہ جانتے آیندہ کو کیا فساد اٹھاتے یہ بات ان لوگون کے واسطے لکھا ہی جو سید صاحب کی مریدی اور معتقدی کا دعوی کرتے ہین اور جو لوگ انکے مخالف ہین وہ

اگر کہین کہ یہہ کون دلیل ہی اگر شیعہ صاحب معتقد
اور حنفی ہوئے تو کیا اور ہمارے مذہب والون کو
نکال دیوے اور اُن سے توبہ کروائے تو کیا کچھ ڈر ہی نہین
جو اُنکی پیروی ہمپر واجب ہی تو ایسے لوگون کے
واسطے تو ہم حدیث اور قرآن اور سواد اعظم
سے چارو امامون کا مذہب حق اور موافق مرضی اللہ
اور رسول کے ہونا اور اُنکی تقلید کا واجب ہونا اوپر
بخوبی ثابت کر چکے ہین جسکو منظور ہو دیکھ لے ❁ اور
جو بات ہمنے شیعون کے سمجھانے کے واسطے اوپر
بیان کیا ہی کہ دین محمدی کا دیس مکہ معظمہ اور مدینہ
منورہ ہی اور جسمین دین محمدی قیامت تک
رہیگا اور وہان کے لوگ جیسا کہ دین محمدی کو
پہچانین گے ویسا دوسرے ملک والے کاہیکو پہچانین گے
اُسکو بھی نئے مذہب والے سوچین ❁ نصیحت دوسری ❁
ہم جو اوپر تیسرے فائدے مین لکھ چکے ہین کہ
اِسقدر علم ہونے سے آدمی قرآن حدیث سے مسئلہ
نکال سکتا ہی بس جسمین اِسقدر علم ہو وہ اگر
قرآن حدیث پر آپ اجتہاد کر کے عمل کرے تو ہو
سکتا ہی اور جسمین اِسقدر علم نہو وہ کبھی

مجتہد کی رہنمائی کرے ❀ سو اگر بے علم والا اپنی عقل کے
موافق قرآن حدیث پر عمل کریگا تو اُسکا یہی حال
ہوگا جیسا کہ نئے مذہب والوں کی بھول کے بیان میں
لکھ چکے کہ کہیں تو اونچ کو موقوف کیا کہیں ناف کے تلے
ہاتھ باندھنے کو جسکو ہم حدیث سے سنت ثابت
کر چکے ہیں فعل رہود کا کہا ❀ غرض جو لوگ بغیر علم
کے حدیث پر عمل کرتے ہیں اُنکے حسب حال مولوی
ولایت علی سلمہ اللہ تعالی نے ایک روز ایک عجیب
قصہ بیان کیا تھا وہ اس وقت کے بہت مناسب ہی
اِسواسطے اُسکو ہم لکھتے ہیں وہ یہہ ہی کہ ایک
شخص عالم کسی گاؤن میں وارد ہوا جماعت کے
واسطے وہان کی مسجد میں گیا تو کیا دیکھتا ہی کہ
اجتنے مصلی نماز کو آتے ہیں سبکے ہاتھ میں ایک چھری
اور ایک چوہا ہی پھر جب سب نماز پر کھڑے ہوئے
تب چھری کو کاٹ دی اور چوہے کے گلے میں جو دھاگا تھا
اُسکو چھری میں باندھ رکھا عجب تماشا ہوا کہ تمام
مصلیوں کے سامنے چوہے بندھ گئے اب ادھر تو نماز ہوتی
ہی اور اُدھر چوہے چین چین کر رہے ہیں وہ شخص یہہ عجیب
تماشا دیکھ کے حیران ہو گیا اور اِسکا سبب پوچھ

تو زیدنے کہ سب کاتب مضمون تھے پوچھا کہ بھائی تم
لوگ یہ حرکت کس واسطے کرتے ہو کہ ناحق نمازیوں
کی بیچ وسواس ہو جاتی ہے تو بولے کہ واہ صاحب
یہ حکم ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تب اُس
شخص نے کہا کہ کس کتاب میں ہی تم لوگوں کے پاس
جو کوئی فقہ کی کتاب ہو تو لاؤ ہم دیکھیں اگر اُسمیں
لکھا ہو تو ہم بھی کیا کریں وہ سب بولے کہ ہم فقہ نہیں مانتے
ہم لوگ جو حدیث میں پاتے ہیں اُس پر عمل کرتے ہیں
تب اُسنے کہا سبحان اللہ جو حدیث سے ثابت ہو
اُسکو تو بسر و چشم قبول کرنا مگر ہمکو وہ حدیث دکھلاؤ
تب سب لوگ بولے کہ ہم اپنے عالم کو بلا لاویں
تو وہ دکھلا دینگے ❁ غرض سب جاکے اپنے جاہل مفتی کو
بلا لائے وہ نادان ایک کتاب حدیث کی ساتھ لئے آیا
تب اُس شخص نے سوال کیا کہ یہ جو چھری تمنے
کہاں سے پایا کہا کہ حدیث میں موجود ہی اُسنے کہا کہ
ہمکو بھی دکھلاؤ تب اُس نادان مفتی نے کتاب
رکھولی تو اُس کتاب میں لکھا تھا کہ عَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ
وَالْوَقَارُ سو اُس جاہل نے کہا کہ یوں لکھا ہی فَعَلَيْكُمْ
السِّكِّينَ وَالْفَارَ یعنی اختیار کرو تم چھری اور چوہا تب

اُنسے شخص سے کہا کر اے بے نصیب یہ تومنکے سکینۃ اور وقار ہی ادکیون حدیث کے لفظ کو خراب کرتا ہی اسکے معنی کے بغیر وسینے فقر سے انکار کرتا ہی اب دیکھو تو جاہلوں نے بو فقر جھوڑا اور حدیث پر عمل کرنیکا دعویٰ کیا تو آپ بھی گمراہ ہوا اور دوسرون کو بھی گمراہ کیا اور ویسا ہی ہوا جیسا کہ پیغمبر نے خبر دی تھی کہ جب عالم باقی نہ رہینگے تب لوگ جاہلون کو اپنا سردار ٹھہراوینگے اور اُنسے مسئلے پوچھینگے سو وہ جاہلین بغیر علم کے فتوی دینگے سو آپ بھی گمراہ ہونگے اور لوگون کو بھی گمراہ کرینگے جیسا کہ اِس حدیث کو ہم اوپر پانچویں قاعدے میں لکھ چکے ہیں ۞ اب اُس حدیث کو ہم لکھتے ہیں جسکے لفظ کو اُس نادان نے خراب کیا تھا دیکھو تو کیسا اُس حدیث کا مضمون اُلٹا سمجھا تھا وہ حدیث یہ ہی مشارق الانوار میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ اُنھون نے کہا حضرت نے فرمایا اِذَا سَمِعْتُمُ الْاِقَامَۃَ فَامْشُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ وَعَلَیْکُمُ السَّکِیْنَۃُ وَالْوَقَارُ وَلَا تُسْرِعُوْا فَمَا اَدْرَکْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَکُمْ فَاَتِمُّوْا جب اقامت سنو تم نمازکی تب چلو تم ساتھ

کسی نماز کے واسطے اور اختیار کرو چین اور آہستگی اور
یعنی نماز کے واسطے چلو چین سے ٹھیرے ہوئے اور نہ
آہستگی اور پاؤ تم جسے ادا کرو جلدی نکرو پھر جتنی
نماز امام کے ساتھ پاؤ اتنی امام کے ساتھ پڑھو اور
جتنی چھوٹ جاوے اتنی آپ پوری کرلو ۞ یہ
حدیث بخاری اور مسلم دونوں میں ہے اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ نماز کے واسطے دوڑ کے جانا مکروہ
ہے اسواسطے کہ دوڑنے سے دم پھول جاتا ہے نماز
چین سے نہیں ہوتی اور دوسرے نمازیوں کو اسکے
پاؤں کی آواز سے وسواس ہوتا ہے اب دیکھو
نادان نے جانا کہ حدیث پر عمل کیا ہے اُنکا عمل حدیث
کے برخلاف ہوا حضرت نے تو ایک شخص کے پاؤں
کی آواز کو منع کیا جسمیں آپکی اور سب کی نماز چین
سے ادا ہو اور اُنہنے ایسا کیا کہ دلانا جوتوں سے
چین چین کروایا ۞ ویسا اب بھی ہوتا ہے کہ بعض
اجانان لوگوں نے جو حدیث پر عمل کرنے کا دعوی کیا تو
اُنکا عمل بالکل حدیث سے خلاف ہوگیا ۞ اب جو جو
فساد مچا رکھا ہے اور جس جس جمعیت کو ستا دی ہی
ہے سبکا بیان کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ اگر ایک

وہ حدیث کے خلاف کرتے تو اُسکو ہم بیان کرتے کہ
دیکھو اس حدیث کے خلاف کیا ہی اب سیکڑوں
حدیث ہم کہاں تک اس چھوٹے سے رسالہ میں
بیان کریں مگر پھر بھی تیسری ہدایت میں جابجا آ نکا
قرآن حدیث کے خلاف ہونا لکھے جاوینگے وہاں
دیکھ لینا اب اتنا سمجھ لو کہ نجات کی دو راہ ہیں ❁ عالم
کو دین کے احکام آپ سمجھنا اور آن پڑھوں کو کسی
مجتہد کی پیروی کرنی ❁ اور اِن نئے مذہب والوں نے دونو
راہ کو چھوڑ دی ہی جیسا کہ اِس بات کو دوسری
ہدایت کے فایدوں میں خوبی آیت حدیث سے
ثابت کرچکے ❁ غرض اِس نئے مذہب کے اختیار کرنے
میں قرآن حدیث پر عمل ہونا مشکل ہی بلکہ خیر
اِسی میں ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
فرمانے پر عمل کرو اور سواد اعظم کی پیروی کرو اور
مسلمانوں کی جماعت سے نہ چھوٹو جسمیں آگ
سے بچو کیونکہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لانے
کی یہی نشانی ہی ❁ نصیحت تیسری ❁ بھائیو اتنا
سمجھو کہ سواد اعظم کا اِسپر اتفاق ہی کہ چار مذہب
میں سے ایک میں ہو رہنا موجب نجات کا ہی اور

حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی کہلانے میں کچھ دین کا نقصان
نہیں اور تم ایسے ہی حبیب تو جیسے ہو تو کیا کہے معطیہ
اور مدینہ منورہ وغیرہ اسلام کے پاک جگہ ہیں جیسا رہتے ہے
عالمیں نادان ہیں اور تمہیں ہیں جنسے دانا ہو تمکو یہ خیال
نہیں آیا کہ تمہارا مذہب جو سواد اعظم کے خلاف ہی
ہو ایسا ہو کہ من شذ شذ فی النار میں کیوں نہیں
لوگ داخل ہو کیونکہ اس مذہب کے لوگ کہیں
وکچھ نہیں ہیں اور جب کبھی کوئی ایسا مذہب
اختیار کریں والا حرمین شریفین میں ظاہر ہو اور وہاں سے مارا نکالا
گیا اور یہ شبہ اگر کوئی کرے کہ مدینے والوں نے بھی
دین کا علم نہ سمجھا ہو وہ جھوٹھا ہی مدینہ کے عالموں کی تو
حضرت نے خود تعریف کی ہی اور انکے عالم ہونے کی
گواہی دی ہی جیسا کہ مشکوۃ مصابیح میں کتاب
العلم کی دوسری فصل میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہی کہ انھوں نے روایت کیا کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوشك ان یضرب
النَّاسُ اَكْبَادَ الْاِبِلِ يَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ فَلَا يَجِدُوْنَ
اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِيْنَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِي
جَامِعِهِ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ اِنَّهُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَمِثْلُهُ

مِنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ وَقَالَ اِسْحَاقُ ابْنُ مُوسٰى وَسَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ اَنَّهٗ قَالَ هُوَ الْعُمَرِيُّ الزَّاهِدُ وَاسْمُهٗ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قریب ہی کہ مارین گے آدمی اونٹون کے جگر کو یعنے اونٹون کون تیز چلاوین گے اور لمبا سفر کرینگے جس حال مین کہ طلب کرتے ہیئن علم کو یعنے علم کی تلاش مین سفر کرین گے پھر پاوین گے کسی کو عالم زیادہ مدینہ مطہرہ کے عالم سے روایت کی اسکو ترمذی نے اور جامع ترمذی مین مذکور ہے کہ کہا سفیان ابن عیینہ نے جو امام مالک کے اصحاب اور امام شافعی کے استاد ہیئن کہ مراد حضرت کی عالم مدینہ سے امام مالک ابن انس ہیئن اور ایسکے مثل منقول ہی عبد الرزاق سے اور کہا اسحاق ابن موسیٰ نے جو شاگرد ہیئن سفیان ابن عیینہ کے کہ سنا مین نے سفیان ابن عیینہ کو کہ اُنھون نے کہا کہ وہ عالم مدینہ جو حدیث مین مذکور ہی عمری زاہد ہیئن جو مدینہ مطہرہ مین تھے اور اپنے وقت مین بڑے عالم اور زاہد تھے اور وہ حضرت عمر ابن خطاب کی اولاد مین سے تھے اور انکا نام عبد العزیز ابن عبد اللہ ہی ❀ اب جاننا چاہیے کہ حضرت نے جو فرمایا کہ مدینہ کے عالم سے کسی عالم کو زیادہ نپاوین گے تو کسی

عالم کا نام مقرر کرکے کہنا کہ یہہ فلانے ہی کی شان
مین حضرت نے فرمایا یہہ بات تحقیق نہین ہو سکتی مگر
ہر کسی نے اپنے اعتقاد بموجب جسکو عالم زیادہ جانا
اُسکو بطریق ظن کے کہا کہ یہہ بشارت فلانے کے
حق مین ہو سکتی ہی نہ یہہ کہ اُسی کے حق مین حضرت
نے خاص کرکے فرمایا ہی بالجملہ حضرت کا کلام معجز
نظام آخری زمانے کے حال کی خبر دینے کے طرق سے
ہی کہ علم دین کا آخری زمانے مین مدینہ منورہ کے
عالمون پر ختم ہوگا جو دین کا علم اُنکو ہوگا وہ دوسرون
کو نہین جیسا کہ اور دوسری حدیثون سے بھی یہی
مضمون بوجھا جاتا ہی اور اِس حدیث کے لفظ سے
بھی یہی معنے بوجھے جاتے ہین اور یہی بات ٹھیک ہی
۞ اور شاہ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ نے بھی یہی
لکھا ہی خلاصہ یہہ کہ مدینے کے برابر عالم کہین نہونگے تو جب
مدینے کے عالمون کے علم کی تعریف رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمائی تب اُنکے حق مین یہہ شبہہ کرنا کہ
اُنھون نے بھی حق نہ سمجھا جو ہم سمجھتے ہین سو ٹھیک ہی
حضرت کے فرمانے سے منہ موڑنا ہی ۞ اور یہہ بات
ہزارون آدمی کی گواہی سے ثابت ہی اور جو لوگ

مدینہ منورہ مین گئے ہین وہ خوب جانتے ہین کہ مدینے کے
سارے لوگ خاص اور عام ان پڑھے اور عالم سب
چارون مذہب کے قائل ہین اور چارون امامون مین سے
کسی کے مقلد ہین اور اپنی تئین شافعی اور حنفی کہتے
ہین بلکہ جو کوئی اپنی تئین کسی امام کی طرف نسبت
نکرے اور اُنکی تقلید سے انکار کرے تو تعزیر بھی
کرتے ہین تو معلوم ہوا کہ جو مدینے والے سمجھے ہین وہی
حق ہی اور جو نئے مذہب والے سمجھے ہین سو جھوٹھ
❁ نصیحت چوتھی ❁ اب ایک نصیحت بڑے فائدے
کی ہی اُسکو سوچنا چاہیے کہ اگر کوئی مومن مشرکون کے
ہاتھ سے تنگ ہوتا ہی اور دار الکفر مین اپنے دینی
احکام بخوبی ادا نہین کر سکتا تو دار الاسلام مین
خصوصاً کے مدینہ مین ہجرت کرکے جاتا ہی اور وہان بسنا
چاہتا ہی تو اب یہ نئے مذہب والے اس قابل بھی
باقی نرہے کہ کسی اسلام کے ملک مین خصوصاً کے
مدینے مین جاوین بلکہ یہ لوگ جب اسلام کے
ملک مین جاوینگے تب البتہ وہان کے لوگ انکی سزا کو
پہنچا دینگے کچھ وہ ہندوستان کا ملک نہین ہی کہ جو کوئی جو چاہی
سو کہے جو چاہے سو کہے کوئی کچھ پوچھتا نہین ❁ ۲۲ جب یہ لوگ وہان

اپنے نفس کے خلاف پاوین گے اور سوا اکا دل دیکھین گے تب آخرکو وہان سے بھاگین گے اور کبھی دارالکفر مین جاکر پناہ لین گے جیسا کہ بعضے لوگون کا یہی حال ہوا تو معاذ اللہ یہہ کیا برا مذہب ہی کہ دارالاسلام مین رہنے نہین دیتا دارالکفر مین پہونچا دیتا ہی * اب جو کوئی کہے کہ پھر تم لوگ کیون دارالکفر مین پڑے ہو تو اُسکا جواب یہہ ہی کہ جب کبھی کفر اکی چالین دیکھ کے جی گھبراتا ہی تو اپنے ایسے مذہب کو لئے ہوئے اور کہین جانیکا ٹھکانا نہین نظر پڑتا سوا اسکے کہ مدینے یا ویسے دوسرے دارالاسلام کے شہر مین اور تم تو اپنے جی سے پوچھو کہ ایسے مذہب کو لئے ہوئے وہان جانیکے قابل ہو یا نہین * اب ہمارے تمہارے یہان رہنے مین یہی فرق ہی کہ ہم یہان ہین اور دل وہان لگا ہی اور یہی آرزو ہی کہ اللہ اُنکو دارالاسلام مین پہنچاوے یا سبکو دارالاسلام کر دیوے اور وہان کے لوگون کو ہم بہت افضل اور بہتر اور دین مین کامل اور حق مذہب پر ثابت جانتے ہین اور تم وہان کے لوگون کے مذہب سے اور وہان کے حکم سے ناراض ہو بلکہ تم تین سے بعضے لوگ وہان

کے لوگون کو ظالم بھی کہہ بیٹھے ہین اور بعضے کہتے ہین
کہ مکے مدینہ کے عالمون کا کیا اعتبار وے بیس روپئے دینے
سے جھوٹھا فتوی لکھہ دیتے ہین اِس بات کا ہم کیا
جواب دین اللہ کے حوالے کرتے ہین اور یہہ بات
ہمنے اپنے کان سے سنا ہی مگر اُس شخص کا نام لینا
ضرور نہین اِس بات مین بھی اُنکا حال شیعون کے
مشابہ ہوا ۞ اللہ تعالی دل کی نیت سے خوب
واقف ہی ہمنے یہ باتین صاف دل سے خیرخواہی کی
راہ سے کہی ہی اگر تم بھی صاف دل سے اِسکو
سوچو تو خوش ہوکے ہمارے حق مین دعا کرو ۞ اور ہمکو
یہہ توقع ہی کہ یہہ رسالہ اگر عربی مین ترجمہ ہوکے
مکے مدینہ مین جاوے تو وہان مقبول ہو اور تم تو سوچو کہ
اگر تمھارے اِس نئے مذہب کی باتین وہان پہنچین
تو کیا ہو ۞ بابت اِن نئے مذہب والون کی عجب حال
دیکھنے مین آیا ہی کہ جو بات آپس مین کہتے ہین وہ
ہم لوگون سے چھپاتے ہین اور اُسسے انکار کرلیتے ہین
اور اُسپر جو بڑی قسمین کھالیتے ہین ہم لوگون نے
تو یہہ دیکھا ہی کہ مدینے مین یہہ باتین کون بھیج سکتا ہی
اِس التقیہ کرنے مین بھی شیعون کے مشابہ ہوئے

اپنے ہمارے اس نصیحت کو کوئی بیفائدہ نہ سمجھے
بلکہ ہمکو اس رسالہ کے لکھنے سے غرض اپنے عام
لوگوں کی ہی اسیواسطے ہم سب طرح کی دلیلیں بیان
کرتے ہیں آیتیں حدیثیں بھی لکھے جاتے ہیں اور بے ہیتھی
اچھی دلیلیں بھی کرتے جاتے ہیں کہ ہر قسم کے لوگ
سمجھکے راہ پر آویں * اور حقیقت میں یہ سب باتیں
بھی آیت حدیث سے باہر نہیں الحمد لله کہ حق آیا اور
باطل نکل بھاگا تو مومن اب خوش ہو اور دل کی
خوشی سے کہو لا اله الا الله محمد رسول الله پس جسقدر
بیان ہوا اسقدر حق مذہب دریافت کرنے کو کفایت
ہے الله تعالی اسکو قبول کرے اور دلوں میں تاثیر
بخشے آمین یا اله العالمین * تیسری ۳ آیت کتاب
الله اور سنت رسول الله صلی الله علیه وسلم اور
خلفائے راشدین کی پیروی اور سواد اعظم اور جماعت
کی پیروی اور مذہب کی فضیلت اور بدعت کی برائی
کے بیان میں اور اسمیں ۸ آیتیں چالیس ۴۰ حدیثیں آئی ہیں
پہلا فائدہ ۱ کہنا ہے خدا ہمارا اور سنت رسول الله صلی الله علیه وسلم
اور بعد خلفائے راشدین کی پیروی کے بیان میں * جب مومن
کلمہ طیبہ پڑھ چکا اور ایمان لایا تب اسکو لازم ہے کہ کتاب الله

اور سنت کی پیروی کرے اُسکی مین روتو جہان
کی بہتری ہی جیسا کہ مشکوۃ مصابیح مین باب الاعتصام
بالکتاب والسنۃ کی تیسری فصل مین عبد اللہ ابن
عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ اُنھون نے
کہا من تعلم کتاب اللہ ثم اتبع ما فیہ ھداہ اللہ من
الضلالۃ فی الدنیا ووقاہ یوم القیمۃ سوء الحساب وفی
روایۃ قال من اقتدی بکتاب اللہ لا یضل فی الدنیا ولا
یشقی فی الاخرۃ ثم تلا ھذہ الایۃ فمن اتبع ھدای
فلا یضل ولا یشقی رواہ رزین جو شخص کہ سیکھے
کتاب اللہ کو پھر پیروی کرے اُسکے احکام کی جو
اُس مین ہی تو ہدایت کرتا ہی راہ کو اللہ تعالی اُسکو اس
امر سے کو خلاص کرے گمراہی سے دنیا مین اور
بچاوے اُسکو قیامت کے دن بدی اور سختی
حساب سے اور ایک روایت مین یون ہی کہ جو
شخص پیروی کرے کتاب اللہ کی گمراہ نہو دنیا مین
اور بدبخت نہو آخرت مین پھر پڑھی اِس آیت
کو پھر جو شخص کہ پیروی کرے میری ہدایت یعنے میری
کتاب کی جو سبب ہدایت کی ہی تو گمراہ نہو اور
بدبخت نہو ❁ اِس آیت کا حاصل مطلب یہہ ہی کہ دنیا

اور آخرت کی بات بجز دین اور شریعت کی مانع راہ ہی
دین ہی۔ روایت کی اِس حدیث کو رزین نے ۞ اِس
حدیث سے معلوم ہوا کہ جو حکم کلام اللہ مین ہی اُسکی
پیروی کرنے سے آدمی گمراہی سے خلاص پاتا ہی اور
اُسکو اللہ اپنی راہ دکھلاتا ہی اور قیامت کے روز
اُسکا حساب آسانی کے ساتھ لیوے گا اور وہ
شخص جہنمی نہوگا اور اِس حدیث سے یہہ بھی معلوم ہوا
کہ پہلے قرآن سیکھے اور تحقیق کرے تب اُسپر عمل
کرے تو راہ پاوے اور بے سیکھے جو اُسپر اپنی عقل
سے عمل کرے تو راہ پاوے جیسا کہ بعضے اہل بدعت
والون نے سمجھا ہی کہ قرآن کے واسطے اُستاد اور
تفسیر ضرور نہین تو اِس صورت مین مسلمان کو
لازم ہی کہ جتنا حکم قرآن مین ہی سبکو جان و دل
سے قبول کرے اور اُسپر عمل کرے اور عالم اور
مجتہد سے سیکھنے اور تحقیق کرنے سے اندیشہ نکرے
کیونکہ اِس بات کا بھی قرآن مین حکم ہی فاسئلوا
اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنے تو پوچھو تم علم
والون سے اگر تم نہین جانتے ۞ یعنے علماء اور مجتہدون
کی تقلید اور پیروی کرو اور اپنے دین کا علم تحقیق کرو

کیونکہ جو اُنکو معلوم ہی سو تم کو نہین تو اب جسکو اجتہاد کی لیاقت نہین ہی اور وہ فاہمون اور مجتہدون کی پیروی سے انکار کرتے تو اُسنے اِس آیت سے انکار کیا اور جو اِس حدیث مین یہہ آیت پڑھی فمن اتبع ھُدای فلا یضل و لا یشقی یعنے جو شخص کہ پیروی کرے میری ہدایت کی یعنے میری کتاب کی جو ہدایت کی سبب ہی تو وہ شخص نہ گمراہ ہو دنیا مین اور نہ بدبخت ہو اور نہ عذاب مین گرفتار ہو آخرت مین تو اُسکی کتاب مین جو حکم ہی سبکی پیروی کرنا چاہیئے اور اُسنے کتاب مین فرمایا پانچوین سیپارہ سورہ نسا مین یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور جو حکم والے ہین تم مین نبیسے تفسیر حسینی مین اولی الامر کی تفسیر کیا ہی کہ مسلمانون کے بادشاہین اور چارو خلیفہ اور حضرت کے سارے اصحاب اور فقیہ لوگ اور عالم لوگ اور مجتہد لوگ اور پیر طریقت کے تو اُن سب کی پیروی کرنا اور اُنکا حکم ماننا اللہ کا حکم ماننا ہی اور موجب ہدایت کا دنیا مین اور عذاب سے بچنے کا

آخرت مین تو اس آیت سے فقہ پر عمل
کرنا اور مجتہدون کی تقلید کرنا ثابت ہوا ۞ ہان جب
کسی مسئلے مین خلاف ہوے تب اُسکو حدیث
قرآن سے ملالے جیسا کہ آگے فرمایا فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ
شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ
وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا پھر اگر
خلاف کرو اور جھگڑ پڑو کسی چیز مین یعنے کسی دینی
مسئلون مین تو آپکو رجوع کرو اللہ کی طرف یعنے
اُسکی کتاب کی طرف اور رسول کی طرف آپکی
زندگی مین اور آپکی وفات کے بعد اُنکی سنت کی
طرف اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر یہ
رجوع کرنا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف بہتر ہی اور بہت خوب تحقیق
کرنا ۞ سبحان اللہ اس آیت سے کیا خلاصہ ہوگیا
کہ نہ تو فقہ سے اور مجتہدون کی تقلید سے انکار کرے
اور نہ فقہ اور تقلید کے بھروسے قرآن حدیث کے
پڑھنے سے غفلت کرے بلکہ بہتر یہی ہی کہ قرآن
حدیث فقہ تینون کی تحقیق مین رہے اور تینون پر عمل
کرتے اور دین کے علم یہی تین ہین جیسا کہ اوپر گذر چکا ۞

٭ اور اہل سنت وجماعت کا یہی مذہب ہی اب
مقالۃ الوصیت کا مضمون صاف کھل گیا سو جن لوگون
نے فقہ اور مجتہدون کی تقلید چھوڑی اُنھون نے اِس
آیت کا حکم نہ مانا اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور خلفای راشدین کی سنت پر عمل کرنیکی حدیث
سنو مشکوٰۃ مصابیح مین باب الاعتصام بالکتاب
والسنہ کی دوسری فصل مین عرباض ابن ساریہ سے
روایت کیا ہی کہ اُنھون نے کہا صلی بنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم ثم اقبل علینا بوجہہ
فوعظنا موعظۃ بالغۃ ذرفت منہا العیون ووجلت منہا
القلوب فقال رجل یا رسول اللہ کان ہذہ موعظۃ مودع
فاوصنا فقال اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعۃ
وان کان عبدا حبشیا فانہ من یعش منکم بعدی فسیری
اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین
المہدیین تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ وایاکم
ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ
ضلالۃ رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ
الا انہما لم یذکرا الصلوۃ نماز پڑھائی ہمکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن پھر متوجہ ہوئے ہمپر

اپنے منہہ مبارک سے اور نصیحت کی ہمکو نہایت خوب نصیحت کہ آسانی کے ساتھہ دل مین اثر کرجاوے وہ نصیحت ایسی پیاری تھی کہ آنسو گرا دیا آپسے آنکھون نے اور ڈر گئے اُسسے دلین پھر عرض کیا ایک شخص نے کہ یا رسول اللہ گویا یہہ نصیحت رخصت کرنیوالے کی ہی کیونکہ جب کوئی شخص رخصت کرنے لگتا ہی تب جو کچھ نصیحت کرنا ہوتا ہی اور جو کچھ کہنا منظور ہوتا ہی لگا نہین رکھتا سو آپکی نصیحت آج کی ہمکو ایسیہی معلوم ہوتی ہی اور ہم لوگون کا دل آپکے رخصت ہونیکے خیال سے بہت اُداس اور غمناک ہوتا ہی سو کچھہ وصیت کیجئے ہمکو جسمین دل کو چین اور تسلی ہووے تب فرمایا حضرت نے وصیت کرتا ہون تمکو اللہ سے ڈرنیکی اور مسلمانون کے امیرون کے حکم قبول کرنیکی اور اُنکی تابعداری کی اُس حکم مین جو موافق شرع کے ہوا گرچہ وہ امیر غلام حبشی ہو حضرت نے یہہ بات امیرون کی اطاعت کے بیچ مبالغہ کی راہسے فرمائی اور نہین تو غلام امیر ہوتا ہی نہین کیونکہ امیر ہونیکی سب شرطون مین سے ایک شرط یہہ بھی ہی کہ وہ شخص آزاد ہو اور غلام نہو یہہ ایسیطرح ہی جیسا

کہ حدیث مین آیا ہی کہ جو شخص مسجد بناوے اُسکے
واسطے بہشت مین گھر بناوین اگرچہ وہ مسجد گنوریے
کے گھونسے برابر ہو تو اب یہان یہی مراد ہی کہ اگرچہ
مسجد تنگ اور چھوٹی ہووے یہہ کہ حقیقت مین اُتنی
چھوٹی ہو٭ ہان یہہ ہوسکتا ہی کہ غلام حبشی مسلمانونکے
امیر کا نایب ہو تو اُس صورت مین البتہ اُس
امیر کے حکم بموجب اُس غلام کی اطاعت واجب
ہوگی بعد اسکے حضرت نے امیرون کی اطاعت
کرنے کا سبب بیان فرمایا کہ اسواسطے مین امیرون
کی اطاعت کا حکم کرتا ہون کہ تحقیق جو شخص کہ زندہ
رہیگا تم مین سے بعد میرے تو قریب ہی کہ دیکھے گا
بہت اختلاف لوگون مین اور امیرون کی تابعداری
مین فتنہ فساد ویسے ہی اور پھر آگے ارشاد
فرمایا کہ جب اختلاف اور فتنہ فساد ظاہر ہووین تقوی
اُسی مین ہی کہ لازم کرلو اپنے اوپر میری سنت
اور میرے خلیفون کی سنت کہ وہ لوگ نیک راہ
پر ہین اور سیدھی راہ پائے ہین اور خلفاء راشدین
سے مراد ہین حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان
اور علی رضی اللہ عنہم اور جو لوگ کہ اُنکی چال چلین

اور موافق اُنکی سنت کے عمل کرین تو وہ لوگ
بھی خلفاء راشدین مین داخل ہین اور حقیقت مین
خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم کی سنت ہی کہ آن حضرت کے زمانے
مین شہرت نپائی تھی بعد آن حضرت کے خلفاء
راشدین کے زمانے مین شہرت اور رواج پائی اور
اُنکی سنت کہلائی چونکہ اس بات کا شبہہ تھا کہ
کوئی شخص خلفاء راشدین کی سنت کہلانے سے
اُسکو بدعت معلوم کرے اور اُسکو رد کرے
اور اُسکا منکر ہو اسواسطے حضرت نے اُسکی تابعداری
کی وصیت فرمایا ❁ تو اب جو کچھ کہ خلفاء راشدین
نے اُسکا حکم کیا ہو اگرچہ اپنے اجتہاد اور قیاس
سے حکم کئے ہون وہ سب موافق سنت نبوی کے ہیا
اور اُسکو بدعت نہین کہنا ہے جیسا کہ بعضے گمراہ
فرقے اُسکو بدعت کہتے ہین بعد اسکے حضرت نے
اپنی سنت اور خلفاء راشدین کی سنت پر عمل
کرنے کی وصیت مین مبالغہ کرکے فرمایا کہ چنگل سے
پکڑ و میری اور میرے خلیفون کی سنت کو اور
خوب زور سے مارو اُنپر دانتون کو اور مضبوط

پکڑو اُسکو دانتون سے ❊ تو اجذ کہتے ہیں اُن چار دانتون کو
جو سب دانتون کی تمامی ہیں یعنی ہندی میں اُسکو ڈاڑھ اور
جو بھر اور عقل کا دانت کہتے ہیں تو جو بھر سے جو چیز
تھامتے ہیں وہ خوب مضبوط تھامی جاتی ہی کہ اُسکا چھوٹنا
مشکل ہوتا ہی اِسواسطے حضرت نے یہہ تشبیہ دیکے
فرمایا کہ ایسا میری سنت کو تھامو کہ پھر چھوٹ
نہ سکے اور بچاؤ تم اپنی تئین اُن کاموں سے جو نئے نکالے ہوئے
ہیں اور حضرت اور خلیفوں کے وقت میں نہ تھے
اِسواسطے کہ جو کام نیا نکالا گیا ہی وہ بدعت ہی اور جتنی
بدعت ہی سب گمراہی ہی یا سبب گمراہی کا روایت کی
اِس حدیث کو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے
مگر ترمذی اور ابن ماجہ نے نہ ذکر کیا قصہ نماز پڑھانے کا ❊
اب جو کوئی کلمۂ طیب پر ایمان لایا ہی وہ بیشک حضرت
اور خلفاء راشدین کی سنت کو اختیار کریگا اور
بدعت سے بچیگا سو جن لوگوں نے تراویح موقوف کیا
اور رجوع حروف کو منع کیا اُنھون نے اِس حدیث کے
حکم کو مٹایا کیونکہ اِن دونون کو اوپر ہم سنت
خلیفوں کی ثابت کر چکے ❊ اب جو نئے مذہب والے یہہ
کہتے ہیں کہ ہم پیغمبر اور خلیفوں کی سنت پر قایم ہیں

مگر تم لوگوں نے غیر معدن کی زلزلہ یعنی حجاز کے اماموں کا
مذہب اختیار کیا ہی ۞ تو اسکا جواب یہہ ہی کہ حجاز کے
اماموں کی پیروی پر سواد اعظم کا اتفاق ہی اور سواد
اعظم کی پیروی کرنیکا حکم ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے دیا ہی تو نتیجہ سواد اعظم کی پیروی کرنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننا ہی اور دوسرے یہہ کہ
مکہ مدینے کے لوگوں میں ہمیشہ سے انہیں اماموں کا مذہب جاری
رہنا اور بہشت کے جانے والے اماموں کا مذہب اختیار کرنا دینداری
ہی اگر انکا مذہب اختیار کرنا دین کے خلاف ہوتا تو
وہاں کے لوگ کبھی یہہ اختیار نہ کرتے کیونکہ مکے مدینے میں
قیامت تک دین محمدی کا رہنا مخبر صادق نے وعدہ
فرمایا ہی جیسا کہ مشکوۃ شریف میں باب الاعتصام
بالکتاب والسنۃ کی دوسری فصل میں عمرو بن
عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ انہوں
نے کہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الدین
لیارز الی الحجاز کما تارز الحیۃ الی جحرہا و
لیعقلن الدین من الحجاز معقل الاروبۃ من راس
الجبل ان الدین بدا غریبا وسیعود کما بدا فطوبی
للغربا وہم الذین یصلحون ما افسد الناس من بعدی

مِنْ سُنَّتِیْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے تحقیق دین سمٹ جاوے گا اور رجوع
کرے گا حجاز کی طرف جو آپ کا وطن اصلی ہے ❀ مکے سے
مدینے تک سب کو حجاز کہتے ہیں تو دین وہاں جمع ہوگا اور
سمٹ جاوے گا جیسا کہ سمٹ جاتا ہے سانپ اپنی
بل کی طرف یہ تشبیہ اسواسطے فرمائی کہ جیسے
سانپ سمٹ جاتا ہے ویسا اور کوئی جانور نہیں سمٹتا
دیکھو کیسا لمبا ہوتا ہے اور اپنی بل میں سمٹ کے سما لیتا ہے
اسیطرح دین حجاز میں پناہ لیگا اور قرار پکڑے گا
کہ آخری زمانے میں جب دین کمیاب ہوگا تو بھی مکہ
مدینہ میں موجود رہے گا یہانتک کہ جب دجال آوے گا
اور لوگوں کو گمراہ کرے گا تب بھی حجاز سے بچا رہیگا
جیسا کہ یہ مضمون دوسری حدیثوں سے ثابت ہے ❀
اور دوسرے یہ تشبیہ اسواسطے فرمائی کہ سانپ
جب بل میں گھستا تب اس کا نکالنا مشکل ہے اسی
طرح حجاز سے کوئی دین کو نکال نسکیگا اور بیشک
پناہ لیگا دین حجاز میں جیسا کہ پناہ لیتی ہے پہاڑی بکری
پہاڑ کی چوٹی پر تحقیق دین پیدا ہوا ہے غریب اور رہیگا
اور قریب ہے کہ پھر ہو جاوے گا جیسا کہ ابتدا میں

تھا پھر خوشی اور ٹھنڈھک ہو جیو غریبون کو جو اسوقت اپنے دین پر قایم رہینگے اور وہ کون لوگ ہین جنکے حق مین حضرت نے دعا فرمائی وہ لوگ ہین جو درست کرتے ہین اور بناتے ہین اُس چیز کو کہ بگاڑا لوگون نے میرے بعد میری سنت مین سے روایت کیا اسکو ترمذی نے ✿ اس کے معنے کے مذہب کو دین کے خلاف سمجھنا اُس حدیث سے انکار کرنا ہی ✿ اور بلوا اعظم کی پیروی نکرنا اور حج کو موقوف کرنا یہ بھی سنت کا بگاڑنا ہی الحمد للہ کہ منہ ہب والون نے جو سنت کو بگاڑا تھا سو ہمنے اللہ سے اُس سنت کو بنوالیا اب یقین ہی کہ اللہ ہمکو خوش کرے اور ٹھنڈھک اور آرام بخشے ✿ نصیحت ✿ مومن کو لازم ہی کہ سب دنیا اور دین کے کام مین کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے اور سب حق دارون کے حق سے اللہ اور رسول کا حق مقدم جانے اللہ اور رسول کے کلام پاک سے کسی کا کلام بہتر نہین ہی اور مجتہدون کی جو ہم لوگ تقلید کرتے ہین تو فقط اللہ اور رسول کی محبت سے کہ وہ لوگ انکے کلام پاک کو خوب سمجھتے اور راویون کے حال

سے خوب واقف تھے اور باب ناسخ منسوخ صحیح ضعیف
جو سب پہچانتے تھے اور اُنکی دیانت اور تقوی اور
اتباع سنت پر اور اُنکے مجتہد ہونے پر سواد اعظم کا
اتفاق ہی اسیواسطے ہم اُن مجتہدون کو دین محمدی
کی راہ پانے کی لالچ سے اپنا پیشوا سمجھتے ہین اور اُنکے
سکھائے طریقہ سے دین کی راہ پاتے ہین تب بھی
رسول اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بموجب ہمارے
بیان سے علماے اہل سنت وجماعت کا اتفاق ہی
کہ جسکو علم ہو وہ جب اپنے امام کے سوا دوسرے امام
کے قول مین از روی حدیث نبوی کے ترجیح پاوے
تب اُسی قول پر عمل کرے اِس بات سے
اپنے امام کے خلاف نہوگا بلکہ اسمین اُنکی عین
پیروی ہوگی کیونکہ امام لوگون کا یہی مذہب تھا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے آگے کسی
کا قول نہ مانتے تھے چاہے اُنکا باپ ہو چاہے استاد وہ
لوگ تو آن حضرت کے عاشق تھے تب تو اُنکو
اللہ نے امت محمدی کا پیشوا کیا بس یہی ہم لوگون
کا مذہب ہی اللہ ہمکو اسی مذہب پر ثبات نصیب
کرے آمین یا رب العالمین ❁ اب اِس مقدمہ

میں ہمارے اور تمہارے مذہب والوں کے بڑا فرق ہی آن
لوگوں کے دل میں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے کلام پاک کی ابھی تک عظمت نہیں سمائی ہی
تب تو وہ لوگ کسی ادنا کے کہنے سے صاف اُس
سنت کو جسکو اول سے اختیار کئے تھے چھوڑ دیتے ہیں
اور ہمارا امام لوگ جو آن حضرت کے زمانے سے قریب
تھے اور بہت زمانے نہیں تھے آگئے اور آنسں ادنا
شخص کے علم اور فہم اور پرہیزگاری اور دیانت
میں فرق نہیں سمجھتے اور انکو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ جہ مقام
تو یہ بیماری کا ہی کہیں چوکا تو پھر خدا حافظ جانبازی کے
مقام میں لوگ کیا کیا تدبیر میں اپنے بچاو کی کرتے ہیں
کیونکہ وہاں تو رہی کہ چوکے تو جان گئی پھر یہاں تو ایسے
زیادہ ہوشیاری لازم ہی کہ دین ایمان جان سے
نہیں زیادہ محبوب ہی عقل مندون کا قول مشہور
ہی کہ آدمی کو دو چیز جان سے زیادہ پیاری ہی
بے دین کو درم اور دیندار کو دین ۞ بھلا اگر کہیں کافی
کلینی یا من لا یحضرہ الفقیہ میں جو شیعہ مذہب میں
حدیث کی کتاب ہی قال رسول اللہ پاوینگے تو کیا
اُسپر بھی عمل کر بیٹھینگے اور اپنی معمولی سنت

کو چھوڑ دینکے آمرا ایسے مقام مین تحقیق کرنا ضرور
ہی اور اسمین نوٹ بنا ہی واللہ عالم جھوٹھی یا سچ کہ
بعضے لوگ نئے مذہب والے یہہ بھی کہہ بیٹھتے ہین کہ
ہمارا قول رسول چاہتا ہی بخاری ہوئی تو کیا کافی
کافی ہوئی تو کیا معاذ اللہ یہہ عقیدہ اہل سنت وجماعت
کا کبھی نہین ہی جیسا کہ اوپر آ بین سب مین کئی حدیث
سے قبول معلوم ہو چکا اسکا خلاصہ یہہ ہی کہ حدیث
جو ہی بعض یہی دیتی ہی سو تم لوگ اس شخص
کا حال دریافت کرلو جسے دین سیکھتے ہو اور ہم
لوگ انہین مقدمہ مین بڑی احتیاط کرتے ہین خصوصا
جس سنت کو ہم پہلے سے اختیار کر چکے ہین اور وہ
جان کی تہ مین گھس گئی ہی جب اسکے چھوڑنے کو
کوئی کہتا ہی تب بڑی تحقیق کرتے ہین اور یہہ بات
سب آدمی کو خوب معلوم ہی کہ اپنے جان کا نکالنا
بہت مشکل ہی تو پھر جو چیز کہ جان سے زیادہ عزیز
اور پیاری ہی اور جس چیز کو جان کی تہ مین چھپا
رکھا ہی اسکو کسطرح بے سمجھے بوجھے کسی کے کہنے
سے نکال پھینکین جب کسی ایسے ہی محبوب کا حکم
پاوین گے تب البتہ اسکے نکالنے مین دریغ نکرین گے

اور ایسا عجوبہ سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے کوئی نہین نظر آتا تو اب لوگ جو سنت
کے ترک کرتے ہین جلدی کرتے ہین انکی محبت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہو گی کیونکہ اگر کبھی
انکے کوئی دنیا کا فائدہ چھوٹنے لگتا ہے تو کیا کیا تدبیرین کرتا
ہے اور کہان کہان لگا لوگون بیشتر بیشتر
منزلون دوڑتا پھرتا ہے اور اس شخص نے سنت
کو ایک شخص کے کہنے سے بغیر تحقیق کئے چھوڑ دیا
اور دو چار شہرون کے عالمون پاس بھی نہ دوڑا
ہوا ایسے شخص کا کیا اعتبار جس سنت کو اب
اختیار کیا ہے اگر کوئی کہدیگا کہ یہہ ضعیف ہے تو اسکو
بھی چھوڑ دیگا اور ایسی ہی اندھیری مین اوی
رہنے کی کاتے کا چھیز ایسا شخص ہے سنت پر جنگل
اتارنے کی حدیث جو عرباض ابن ساریہ کی روایت
ہمنے قریب ہی لکھ چکے ہین آپ پر جمل نہوا ایک
آپکے خلاف ہوا اور سنت کے خلاف کرنا حرام
ہے ۞ اب سنت پر عمل کرنے کی فضیلت کے بیان
مین جو حدیثین بیشمار ہین اسمین سے دو ایک
حدیث ہم لکھتے ہین تاکہ آپکے سمجھنے سے سمجھا ہون

کے دل مین روشنی ہو مشکوۃ مصابیح مین باب
اعتصام بالکتاب والسنۃ کی پہلی فصل مین جابر رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہی کہ اُنھون نے کہا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ
اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا
وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ رَوَاہُ مُسْلِمٌ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے یعنی خطبہ مین حضرت نے حمد اور صلوۃ
کہہ کے فرمایا کہ لیکن حمد اور صلوۃ کے بعد جو مین بیان
کرتا ہون اُسکو سنو وہ بیان یہہ ہی کہ تحقیق سب باتون سے
بہتر بات کتاب اللہ ہی اور سب راہون اور چالون
سے بہتر راہ اور چالن محمد کی ہی اور سب کامون سے
برا کام وہ ہی جو نیا پیدا کیا ہی دین مین اور ایسے ہی
کام کو بدعت کہتے ہین اور جتنی بدعت ہی گمراہی کا
سبب ہی ❁ پس مسلمان کو لازم ہی کہ سب دنیا
اور دین کے کام مین کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ
کا تابع رہے اور بدعت سے خوب بچے اور بدعت کا بیان
اوپر بخوبی ہو چکا ❁ اور اُسی باب اور فصل مین ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اُنھون نے کہا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ

أبى قيل ومن أبى قال من أطاعني دخل الجنة ومن
عصاني فقد أبى رواه البخاري يعني میری سب امت
داخل ہوگی بہشت میں مگر جس نے کہ قبول نہ کیا اور سرکشی
کی لوگوں نے پوچھا کہ کس نے سرکشی کی یعنی ایسا کون
ہے جس نے آپ کا حکم نہ مانا بہشت میں جس نے جواب میں
دو قسم کے لوگوں کا بیان فرمایا جو قبول کرتے ہیں
اور جو نہیں قبول کرتے ۞ جسمیں سنت کی سمجھ میں بھولی
بات نہ آوے فرمایا جو شخص کہ حکم مانے میرا اور کتاب اور
سنت لیوے اور اطاعت کرے تو بے شبہہ وہ سیدھا داخل ہو
بہشت میں اور جو شخص کہ بدی کرے مکر سے نیستی اور
بدعت اختیار کرے اور اپنی نفس کی خواہش پر
چلے سو بیشک اس نے سرکشی کی اور میرا حکم نہ مانا وہ
بہشت میں نہ داخل ہوگا روایت کیا اسکو بخاری
نے ۞ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت کے
حکم ماننے میں تابعداری اور حضرت کا حکم وہی کتاب
اللہ اور سنت ہے اور رسول اللہ کی تابعداری کرنے کا
یہی معنی ہے اسمیں سے ایک کو چھوڑا اس نے حضرت
کا حکم نہ مانا ۞ اور اسی باب اول فصل میں جابر
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قال جاءت ملائکة

اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ نَائِمٌ فَقَالُوا اِنَّ
لِصَاحِبِکُمْ ھٰذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوا لَہٗ مَثَلًا قَالَ بَعْضُھُمْ اِنَّہٗ نَائِمٌ
وَقَالَ بَعْضُھُمْ اِنَّ الْعَیْنَ نَائِمَۃٌ وَالْقَلْبَ یَقْظَانُ فَقَالُوا مَثَلُہٗ
کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی دَارًا وَجَعَلَ فِیْھَا مَأْدُبَۃً وَبَعَثَ دَاعِیًا
فَمَنْ اَجَابَ الدَّاعِیَ دَخَلَ الدَّارَ وَاَکَلَ مِنَ الْمَأْدُبَۃِ وَمَنْ
لَمْ یُجِبِ الدَّاعِیَ لَمْ یَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ یَاْکُلْ مِنَ الْمَاْدُبَۃِ فَقَالُوا
اَوِّلُوْھَا لَہٗ یَفْقَھْھَا قَالَ بَعْضُھُمْ اِنَّہٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُھُمْ اِنَّ الْعَیْنَ
نَائِمَۃٌ وَالْقَلْبَ یَقْظَانُ فَقَالُوا اَلدَّارُ الْجَنَّۃُ وَالدَّاعِیْ مُحَمَّدٌ
فَمَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصٰی مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَی
اللّٰہَ وَمُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَیْنَ النَّاسِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ جابر رضی اللہ
عنہ نے حضرت سے سن کے کہا کہ آئے فرشتے بیچ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور وے سو رہے تھے تب
کہا فرشتون نے آپس مین کہ تحقیق تمھارے صاحب
کیواسطے جو یہہ ہین یعنی حضرت کیواسطے جو یہہ
آرام کر رہے ہین کوئی کہاوت اور قصہ عجیب ہی
بیان کرو انکے واسطے کہاوت یعنی حضرت کے
حال کے مناسب جو کہاوت ہو اُسکو بیان کرو ٭ کہا
بعضے فرشتون نے کہ تحقیق وہ تو سو رہے ہین ہمارا کہاوت
بیان کرنا کیا فائدہ اور کون سنیگا اور کہا بعضے فرشتون

نے تحقیق آنکھ اُنکی سوتی ہی لیکن دل اُنکا جاگتا ہی یہہ
حال حضرت کا ہمیشہ تھا کہ سونے مین آنکھ مبارک
اُنکی بند ہوتی جو چیز دیکھنے کی ہوتی نہ دیکھتے لیکن دل شریف
آپکا جاگتا ہوتا اور جو کچھ اُنکے پاس مذکور ہوتا اُسکو سنتے
تب فرشتون نے واسطے اُنکے کہاوت اور قصہ عجیب ذکر
کیا مگر قصہ عجیب اور کہاوت اُنکی حضرت کے حال
کی مانند قصہ اور حال عجیب اُس مرد کے ہی کہ
بنایا گھر اور بنا کیا اُس گھر مین مہمانون کا کھانا اور
بھیجا اُس مرد نے ایک بلانے والا کہ لاوے لوگون کو اُس
کھانے پر بلاوے ایسہ جسنے کہ مانا بلانیوالیکی بات کو اور
جواب دیا کہ بہت خوب مین حاضر ہونگا وہ شخص
داخل ہوا گھر مین اور کھایا اُس کھانے مین سے
اور جسنے کہ نمانا بلانیوالیکو اور اُسکی دعوت کو
قبول نکیا تو وہ شخص نہ داخل ہوگا گھر مین اور نہ کھاویگا
اُس کھانے مین سے پھر کہا فرشتون نے آپس
مین کہ بیان کرو اِس قصہ اور کہاوت کی حقیقت
انکو حضرت کے لئے تاکہ وے سمجھین کہ اِس قصہ سے کیا مراد
ہی کہا بعضے فرشتون نے کہ تحقیق وے سوتے ہین اور
کہا بعضے فرشتون نے کہ آنکھ سوتی ہی اور دل جاگتا ہی

تب فرشتون نے اُسپر کہاوت کی حقیقت کو
کھول کے بیان کیا اور یہ کہا کہ مراد گھر سے بہشت
ہی اور وہ بلانیوالے محمد ہیں کہ لوگون کو بہشت کی
مہمانی کھانے کو بلاتے ہیں اور وہ کھانا جو بہشت کی
نعمتین ہیں اُسکا ذکر نکیا کیونکہ وہ صاف ظاہر ہی اور اُسپر
ہر دکا بھی ذکر نکیا جسنے گھر بنایا کیونکہ مہربانی کی تشبیہ
حق تعالی پر بے ادبی معلوم ہوتی ہی اگرچہ تشبیہ کے
طور پر بھی پھر جسنے حکم مانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کا جو اللہ کے فرمائے سے لوگون کو بلاتے ہیں سو بیشک
اُسنے حکم مانا اللہ تعالی کا اور جسنے حکم نہ مانا محمد کا سو
بیشک اُسنے حکم نہ مانا اللہ تعالی کا اور محمد فرق
کرنیوالے ہیں درمیان کافر اور مومن اور عاصی اور
مطیع کے جس شخص نے اُنکی تصدیق کیا وہ مومن
ہوا اور جسنے اُنکی تکذیب کیا وہ کافر ہوا اور جسنے اُنکے
فرمانے پر عمل کیا وہ مطیع ہوا اور جسنے اُنکے فرمانے پر عمل
نکیا وہ عاصی ہوا ❁ اور حضرت کے نامون مین سے ایک
نام توریت مین فارق لیطا ہی یعنے فرق کر دینے والے
درمیان حق اور باطل کے ابن جوزی نے کتاب الوفا
باخبار المصطفی مین ذکر کیا ہی کہ ابن قتیبہ نے روایت کی

کیا ہی کہ مسیح نے اپنے حواریون اپنے اصحابون کو کہا
کہ مین جاتا ہون میرے بعد فارقلیط آتا ہی کہ وہ روح
حق ہی بات نہین کرتا اپنے جی سے مگر جو اُسکو حکم ہوتا ہی
اور وہ گواہی دیتا ہی میری سچائی پر ❊ اور جو کچھ کہ فارقلیط
ہی اللہ تعالی نے تمہارے لئے تمکو اُسکی خبر دیتا ہی ❊ اور
یوحنا جو عیسی علیہ السلام کے حواریون مین سے ایک حواری
ہی اسکی حکایت مین آیا ہی کہ مسیح نے کہا کہ فارقلیط نہین
آتا تمہارے پاس جب تک کہ مین نہین جاتا اور جب وہ
آویگا تو قائل کریگا عالم کو گناہون پر اور وہ نہین کہیگا
بات اپنے پاس سے سزا دیگا تمکو حق کے ساتھ اور خبر دیگا
تمکو آنیوالی چیزون کی اور غیب کی باتون کی لاویگا
تمہارے پاس بھید کی باتین اور بیان کریگا تمہیں
ہر چیز کو اور وہ گواہی دیگا میرے واسطے
جسطرح مین گواہی دیتا ہون اُسکے واسطے اور
مین لاتا ہون تمہارے واسطے مثالین ایسا ہی وہ لاویگا
اُن مثالون کا بیان اور تفسیر اُن مثالون کی ❊ اور جب
جاننا چاہئے کہ جیسا احمد ہ لفظ مین سو محمد ہی کہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم بعد انکے آنیوالے ہین کا خبر اور
مومن انکے نعت توریت اور انجیل مین لکھی اُنکی

میں موجود ہی یہہ جو توریت اور انجیل کا مضمون مذکور
ہوا سو ہمارے قدیم عالموں نے اُنکی کتاب سے تم نے لکھا ہی
اب آخر زمانے میں جو نصاری لوگوں کے ہاتھ میں جملے
توریت انجیل وغیرہ کتابوں کا کیا ہی لیکن اُن مضمون
کے اُسمیں تحریف اور چوری کی ہی مگر پھر بھی یہہ
مضمون اُسمیں موجود ہی بالکل اُسکے جتایا ہوا ہمارے
پیغمبر کے آنے کی بشارت اُسمیں موجود ہیں
اُن سب کا لکھنا طول ہی جو کوئی چاہے دیکھلے اور کتابیں
بہت نامی ہیں اب ہوا نصاری ایمان لاتے ہیں تو اُنکی
شامت ہی ❁ قطعہ ❁ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ❁
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ❁ راست خواہی ہزار چشم
چنان ❁ کور بہتر کہ آفتاب سیاہ ❁ غرض اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی دعوت قبول کرے گا یعنے اُنکی سنت پر عمل
کریگا وہ بہشت کی نعمتیں کھاوے گا اور جو اُنکی دعوت کو
رد کرے گا اور اُنکی سنت سے مخالفت کرے گا
وہ بہشت سے بے نصیب رہیگا اور یہ جو کہا جسنے محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانا اُسنے اللہ کا حکم مانا اور جسنے
محمد کا حکم نہ مانا اُسنے اللہ کا حکم نہ مانا ❁ تو اس سے معلوم

کبھی جماعت کی پیروی کرنے کے بیان میں ۞ اس میں
کئی بہت حدیثیں ہیں اس میں سے دو چار حدیثیں
مسلمانوں کی تسلی کے واسطے لکھی ہیں مشکوٰۃ
مصابیح میں [illegible] اس کی اردو یہی
فصل ابن ماجہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے کہ انھوں نے کہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ رواہ ابن
ماجہ [illegible] انس رضی اللہ عنہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے پیروی کرو تم اے لوگ بڑی جماعت
کی ۞ سواد کے لفظ کے معنے اصل میں سیاہی کے ہیں اور
بہت لوگ کے معنے میں بھی آیا ہے جیسا کہ سیاہی
لشکر کی بولتے ہیں لشکر کی زیادتی کو اور یہاں سواد
اعظم سے مراد ہی اس مذہب اور طریق سے جس پر
بہت سے علما ہوں تو حضرت نے حوالہ [illegible]
حکم فرمایا کہ اس مذہب کی پیروی کرو جس پر بہت سے
علما ہوں اس واسطے کہ جو شخص اکیلا رہے جماعت
سے اور [illegible] کو چھوڑ دے جس پر بہت سے
علما ہیں تو وہ شخص [illegible] الا جاوے آگ میں روایت
کیا [illegible] ابن ماجہ نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے

سبحان اللہ یہہ کیسا کلام پاک ہی کہ اگر آدمی اسپر عمل کرے
تو سارے باطل مذہب سے بچا رہی سو بڑے افسوس کی بات
ہی اِس حدیث کو نئے مذہب والون کے سامھنے جو
پڑھی تو باوجودیکہ اُنکو حدیث پر عمل کرنے کا دعوا ہی
مگر اُنھون نے یہہ جو سمجھا کہ ہم لوگون کا مذہب سارے
بالکل اسلام کے عالمون کے خلاف ہی اور تمام لوگ
بہت تھوڑے ہین اور ہم لوگ جماعت سے چھوٹے
ہین اگر اِس حدیث پر عمل کیا تو اپنے مذہب سے
توبہ کرنا پڑا تب کہنے لگے کہ سواد اعظم کے معنے قرآن
شریف کے ہین سو ہم لوگ قرآن شریف کی پیروی
کرتے ہین ❊ اب دیکھو وہ لوگ ایسا سواد اعظم
کے خلاف ہین کہ سواد اعظم کے لفظ کے معنے کہنے مین
بھی سواد اعظم یعنی مسلمانون اور عالمون کی جماعت
کا خلاف کیا حدیث کی کتابون کی کسی شرح مین یہہ
معنے نہین لکھے ہین اِسکا انصاف حدیث لوگ کرینگے ❊
اور جو اُنمین نیم ملا بالکل بڑے خطرۂ ایمان اور بہت
نادان ہین اُنھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے کلام کا مطلق لحاظ نکیا اور کہا کہ تعزیہ بنانیوالون کی
بڑی جماعت ہی تو کیا اُنھین کی پیروی کا حکم ہی ❊

اُنکا جواب یہ ہی کہ تعزیہ داروں کی جماعت کہاں سے بڑی ہی تعزیہ تو فقط ہندوستان میں بناتے ہیں سو بھی تمام ہندستان میں نہیں اگر تمام ہندستان میں بھی بناتے تب بھی سب اسلام کے ملکوں کے آگے تعزیہ بنانیوالوں کی بڑی جماعت نہ ٹھہرتی اور فقط ہندوستان کے عالموں کو بھی شمار کرو تو تعزیہ دار عالم کم نکلیں گے اور اُسکے منع کرنیوالے زیادہ نکلیں گے بلکہ سچ پوچھو تو آج تک کسی ایک عالم کو بھی تعزیہ بنانیوالا نہ دیکھا نہ سنا البتہ ایسے بنا دیوے اِن لوگوں نے تو عوام کے دل میں بڑا وسواس ڈالدیا تھا مگر اللہ نے فضل کیا کہ حافظ جی سے اُنکا پردہ کھل گیا اور سب نے جان لیا کہ یہ لوگ قرآن حدیث نفرا سواد اعظم کے خلاف ہیں اب کوئی اُنکی بات سنتا نہیں اور جہاں جاتے ہیں رسوا ہوتے ہیں ❊ اور مشکوۃ مصابیح میں اُسی بات کی تیسری فصل میں معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہی اُنھوں نے کہا قال رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الشَّیطَانَ ذِئبُ الاِنسَانِ کَذِئبِ الغَنَمِ یَاخُذُ الشَّاذَّۃَ وَالقَاصِیَۃَ وَالنَّاحِیَۃَ وَاِیَّاکُم وَالشِّعَابَ وَعَلَیکُم بِالجَمَاعَۃِ وَالعَامَّۃِ رواہ احمد فرمایا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق شیطان بھیڑیا ہی آدمی کا مانند بھیڑیے بکری کے کہ پکڑتا ہی ریوڑ سے دور رہجانیوالی بکری کو اور ریوڑ سے کنارے ہونیوالی بکری کو یعنے جس طرح ریوڑ سے چھوٹی بکری کو بھیڑیا پکڑ لیتا ہی اور جو بکری ریوڑ کے اندر ہی وہ بھیڑیے سے بے خوف اور سلامت رہتی ہی اُسی طرح جو آدمی جماعت سے چھوٹتا ہی اُسکو شیطان پکڑ لیتا ہی سو بچو تم لوگ دو پہاڑ کے بیچ کی راہ سے یعنے جماعت کو چھوڑو اور خطرناک راہ مین مت جاو اور لازم پکڑو اور اختیار کرو تم لوگ جماعت کو اور جس راہ پر بہت لوگ ہون روایت کیا اِس حدیث کو احمد نے ❊ اِس مقام مین تو بہت تفسیر ہو سکتی ہی مگر ایک آسان مضمون پر کفایت کرتے ہین وہ یہ ہی کہ بہت لوگ اور جماعت کی پیروی کا جو حکم فرمایا تو اُن لوگ سے مسلمانون کی جماعت مراد ہی جیسا کہ مشکوٰۃ مصابیح مین کتاب العلم کی دوسری فصل مین جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت ہی اُسمین یہ مضمون صاف بیان

فرمایا نبی وہ مضمون یہہ ہی کہ تین خصلت ہیں کہ کینہ اور عداوت اور خیانت نہیں کرتا دل مسلمان کا حق کا کہ اُس تینوں خصلت پر قایم رہتا ہی وہ تینوں حصلت یہہ ہی خالص کرنا عمل کا اللہ کے واسطے اور خیر خواہی مسلمانوں کی اور لازم پکڑنا مسلمانوں کی جماعت کا ❁ تو ایسے ہوے مسلمان کہ جنکے قیامت تک مسلمان رہنے کی حدیث میں خبر ہی کہ مدینے کے لوگ ہیں بعد اُسکے اُسی مذہب کے اور ملک کے لوگ ہیں پھر اُن لوگوں میں جس طریق پر بہت سے لوگ ہوں وہی طریقہ آپ بھی اختیار کرے ❁ اور مشکوٰۃ میں باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ کی تیسری فصل میں اُسی حدیث کے بعد ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ اُنھوں نے کہا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِہٖ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے چھوڑا جماعت کو ایک بالشت بھر سو اُسنے بیشک نکال ڈالا حلقہ اسلام کا اپنی گردن سے یعنے وہ شخص اُس میں قابل ہوا کہ اسلام سے نکل جاوے ❁ حلقہ کہتے ہیں

اُنس رسی کو حسمین دلقہ دلقہ بنا لئے ہیں اُنکی
دلقہ میں بکری وغیرہ کو باندھتے ہیں سو اُنس ہرجانفقہ
کو رنقہ کہتے ہیں روایت کیا اِس میں حدیث کو احمد اور
ابو داؤد نے اور مشکوٰۃ میں باب اعتصام بالکتاب
والسنۃ کی دوسری فصل میں عبد اللہ ابن عمرو رضی
اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ اُنھوں نے کہا قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیاتین علی امتی کما
اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منہم
من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذلک وان
بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملۃ وتفترق
امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلہم فی النار الا ملۃ واحدۃ
قالوا من ہی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی
رواہ الترمذی وفی روایۃ احمد وابی داؤد عن
معاویۃ ثنتان وسبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ وہی
الجماعۃ وانہ سیخرج فی امتی اقوام تتجاری بہم تلک
الاہواء کما یتجاری الکلب بصاحبہ لا یبقی منہ عرق
ولا مفصل الا دخلہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے بیشک آویگا میری امت پر جیسا کہ آیا بنی
اسرائیل پر موافق اور ٹھیک ٹھیک آپس میں یعنی

جو حال بنی اسرائیل کا ہوا ویسا ہی حال میری امت کا
بھی ہوگا یہان تک کہ اگر تھا بنی اسرائیل مین کوئی شخص
کہ آیا اپنی ماپر یعنے جماع کیا اپنی ماسے کھلا کھلی تو بیشک
ہوگا میری امت مین وہ شخص کہ کریگا ایسا فعل
بد کو یعنے اگر ایسا ہی اسرائیل مین ہوا ہوگا تو انمین
بھی ہوگا یہ معنے نہین کہ یہ فعل خواہ مخواہ ہوگا اور بیشک
بنی اسرائیل متفرق ہوئے بہتر مذہب پر اور متفرق ہوگی
امت میری آن لوگون مین سے جو ایمان لائے ہین اور
قبلہ طرف منہ کرتے ہین تہتر مذہب پر یعنے اصول اور
عقاید انکے جدا جدا ہونگے اور اگر اصول اور عقاید ہین
موافق ہون اور فروع یعنے فقہی مسئلون مین آپس
مین مخالف ہون جس طرح چار روا مین کہ اصول اور
عقاید مین آپس مین موافق ہین اور فقہی مسئلون مین
مختلف تو یہ چار مذہب ہین تہتر مذہب بکو نکہ مذہب کا جدا
ہونا اصول اور عقاید کے جدا ہونے سے ہوتا ہی جب
اصول عقاید مین موافق ہوئے اگرچہ فروع مین مخالف ہون
تو مذہب ایک ہی ٹھہرا جیسا کہ حضرت کے صحابہ
اصول اور عقاید مین سب موافق تھے اور فروع مین
مختلف تھے مگر سبکو حضرت نے ایک مذہب والا

سمجھا اور اُنمیں سے ہر ایک کی پیروی کو نجات کی
راہ فرمایا اب آگے فرمایا کہ بہتر مذہب جو نکلینگے
تو وے سب دوزخ کے مستحق ہونگے اپنے برے اعتقاد
کے سبب سے مگر اُنمیں سے ایک مذہب والا ❊
صحابہ نے عرض کیا کون ہے وہ ایک مذہب یا رسول اللہ
فرمایا اُس دین والا جسپر میں ہوں اور میرے
اصحاب روایت کیا اِسکو ترمذی نے ❊ اور امام احمد اور
ابو داؤد کی روایت میں حضرت معاویہ سے یوں
آیا ہے کہ بہتر مذہب والے دوزخ کی آگ میں اور
ایک مذہب والا بہشت میں اور وہ ایک مذہب والا
نام رکھا جاوے گا جماعت اِسواسطے کہ وہ سب کلمہ حق
پر متفق اور رجوع ہونگے اور اُسی راہ پر ہونگے جسپر جماعت
یعنے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین نے جو ہدیٰ کی راہ پر
رہے ہیں اور بہتر زمانے میں رہے ہیں اجماع کیا ہوگا ❊ اور
بیشک حال یہہ ہے کہ نکلینگے میری امت میں
گروہیں کہ اثر کرے گی اُنمیں وہ خواہش نفسانی یعنے
مذہب باطل جو لوگوں نے اپنی خواہش کے موافق
نکالا ہے وہ اُنمیں اثر کرے گا جیسا کہ اثر کرتا ہے زہر
دیوانے کتے کا کتے کے کاٹے کو نہیں باقی رہتی اُس کتے

کاٹتے ہوئے کی کوئی رگ اور نہ کوئی جوڑ بند مگر کہ واقع
ہوتا ہی وہ زہر اُس میں (ف) یہ وہ اپنے کتے کے کاٹنے
سے جو بیماری ہوتی ہی اُسکو عربی میں کلب کہتے ہیں
اور جس آدمی کو یہ مرض دیوانے کتے کے کاٹنے سے
ہوتا ہی وہ نہیں پی سکتا اگر پانی کسی طرف دیکھے اور جو
پانی کو دیکھتا ہی تو چلاتا ہی اور بے طاقت ہو جاتا ہی اور
اکثر مارے پیاس کے مر جاتا ہی اور سو پانی نہیں پی سکتا
اور یہ مرض مالیخولیا کے مشابہ ہوتا ہی اور اس
مرض کا زہر تمام بدن پر گرتا ہی اور رگوں سے نہایت بری
خواہشیں اٹھتی ہی اور تمام رگوں میں اثر کرتی ہی ۞
ماتریدی اہل بدعت اور ہوا کی تشبیہ اس مرض والے
سے اسواسطے فرمائی کہ یہ مرض جیسے کتے کو ہوتا ہی
اور اسکا ضرر دوسروں کو بھی پہنچتا ہی کہ اگر وہ
شخص کسی کو کاٹے تو جسکو کاٹے اُسکا بھی یہی حال ہو
اسی طرح اہل بدعت اور ہوا کا مذہب کہ اُسکو
بعضی ہلاک کرتا ہی اور جو اُس کے مذہب کی پیروی
کرے اُسکو بھی ہلاک کیا کرتا ہی گویا وہ جو وسوسہ اوسکا
لگتا ہی چلا جاتا ہی ۞ اور جس طرح اس بیماری والا پانی
دیکھ کر جو موجب زندگی کا ہی بھاگتا ہی تو وہ پانی پی نہیں

سکتا پیاسا مرجاتا ہی اُسیطرح اہل بدعت و ہوا دین کے فہم سے بھاگتے ہیں اور اُسکے فائدہ سے محروم مرتے ہیں اور جہالت اور بدعت کے میدان مین سخت جان دیتے ہیں تو جیسا اُس مرض والے سے آدمی اپنی تیئن بچاتا ہی اُسی طرح اہل بدعت و ہوا سے اپنی تیئین بچاوے اب جو کوئی جماعت کو چھوڑ دیوے اور علم دین یعنے قرآن حدیث فقہ سے انکار کریئے اُسکا حال یہی ہو ایسے بدمذہب والے کو دیوانہ کتا سمجھنا چاہیئے اور اُس سے اپنی راہ بچایا چاہیئے تیسرا فائدہ فقہ کی فضیلت کے بیان مین فرمایا اللہ صاحب نے گیارہویں سپارے سورہ توبہ مین فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ۝ پھر کیون نہ نکلے ہر فرقے مین سے اُنکے ایک حصہ یعنے تھوڑے سے لوگ جہاد کو نکلین اور باقی شہر مین ٹھہرے رہین تا سمجھ پیدا کرین دین مین اور فقہ سیکھین اور تا کہ ڈراوین یعنے خبر پہنچاوین وہی فقہا اپنی قوم کو جب وہ لوگ پھر آوین جہاد سے اُنکی طرف شاید وہ بچتے رہین یعنے فقہا کے ڈرانے کے سبب سے برے کام

سے ہر امیر کرین یہہ ترجمہ تفسیر حسینی اور ترجمہ ہندی
سے کیا ترجمہ ہندی مین اس آیت کا فائدہ یون لکھا ہے
ف یعنی ہر قوم مین سے چاہیئے بعضے لوگ
پیغمبر کی صحبت مین رہین تا علم دین سیکھین اور
پیچھلون کو سکھاوین اب پیغمبر موجود نہین لیکن علم
دین موجود ہے طلب علم فرض کفایہ ہے اور جہاد فرض
کفایہ ہے اس آیت سے فقہ کی بڑی فضیلت بوجھی
گئی کیونکہ اسکے واسطے اللہ تعالی نے بڑی تاکید فرمایا اور
جیسا جہاد کے واسطے نکلنے کا حکم کیا ویسا فقہ سیکھنے کے
واسطے حضرت کی جماعت مین حاضر رہنے کا حکم کیا
اور احادیثون مین فقہ کی بزرگی بے شمار ہے انمین
سے پانچ حدیث لکھتے ہین مشکوۃ مصابیح مین
کتاب العلم کی پہلی فصل مین معاویہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ انہون نے کہا قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین وانما
انا قاسم واللہ یعطی متفق علیہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو شخص کہ ارادہ کرتا ہے اللہ تعالی
اسکے ساتھ بھلائی کا فقیہ کرتا ہے اور سمجھ دیتا ہے اسکو
دین مین اور ہوشیاری کو دانائی بخشتا ہے آپ کو

دین مین اور اُسکے بصیرت کے دیدہ کو کھول دیتا ہی تاکہ وہ قرآن اور حدیث کے معنے دریافت کرسکتا ہی اور اُسکے احکام کی حقیقت کو دریافت کرتا ہی ❁ فقہ کے معنے اصل مین فہم اور دانائی کے ہین اور شرع مین شرعی احکام کے علم پر یہہ لفظ منشرع ہوئی پھر آگے فرمایا کہ اور سواے اِسکے نہین کہ مین بانٹنے والا ہون اور اللہ دیتا ہی جسکو چاہتا ہی اور جو کچھ چاہتا ہی. فقہ اور دین کی فہم سو دیتا ہی. یہہ حدیث بخاری مسلم دونون مین ہی اور اِسی حدیث کے بعہد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ اُنھون نے کہا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلنَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوا رَوَاهُ مُسْلِمٌ آدمی لوگ جو ہین کھان ہین مانند کھان سونے اور چاندی کے یعنے آدمی کی ذات مین جو اللہ تعالی نے شرف اور جوہر ضمانت کیا ہی سو بزرگی اخلاق اور خوبی صفات مین اُنکا حال تفاوت رکھتا ہی کسی مین کم خوبی ہی کسی مین زیادہ جسطرح کھان کہ کسی مین ایسی لیاقت ہی کہ اُسمین لعل اور یاقوت پیدا ہو ❁ اور کسی مین سونا اور چاندی ❁ اور کسی مین لوہا اور

تانبا ❀ اور کستی مین سرمہ اور چونہ وغیرہ ❀ سو نیک اُنکا
جاہلیت مین نیک اُنکا ہی اسلام مین جب وقت فقیہ
ہوون اور علم دین کا سیکھین ❀ یعنے جو شخص کہ اصل
مین اپنی ذات کی قابلیت اور لیاقت کے سبب
سے جاہلیت کی حالت مین نیک تھا اور اپنے قوم مین
بہتر تھا اور نیک کام جو عقلمندون کے نزدیک بہتر
تھے وہ کرتا تھا تو اُس شخص سے دین اسلام مین
داخل ہونے کے بعد بھی اچھے کام ہوتے ہین لیکن جس طرح
کہ سونا چاندی اپنی کھان مین خاک مین ملا رہتا ہی
اور جب گلایا جاتا ہی تب آگ کی میل دور ہو جاتی
ہی اور صاف مال نکل آتا ہی اُسی طرح جاہلیت مین
نیک کام تو کرتا تھا لیکن کفر کی تاریکی مین اسکے
خراب تھا جب دین اسلام مین آیا تب کفر کی
آلایش میل کچیل سب دور ہو گئی اور آپکا جوہر
خالص ہو کر اپنی نکل آیا اور اپنے وقت کے سب لوگون
سے افضل اور بہتر ہوا مگر یہ بات کب حاصل ہو گی
جب علم فقہ حاصل کرے گا روایت کی اِس حدیث کو
مسلم نے ❀ اور مشکوۃ مصابیح مین کتاب العلم
کی دوسری فصل مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے

روایت کیا کہ اُنھوں نے کہا قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقِیْہٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فقیہ سخت زیادہ ہی شیطان پر یعنی شیطان کے لئے گھر نے مین ہزار عابد سے روایت کی اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور اسی حدیث کے بعد تیسری حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ اُنھوں نے کہا قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِیْ مُنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَلَا فِقْہٌ فِی الدِّیْنِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو خصلتین ہین کہ نہین جمع ہوتین منافق مین وہ دو خصلتین یہ ہین اچھا چلن نیک اور فقہ یعنی دین کے احکام دریافت کرنے کی سمجھ ❁ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مسند مین ابو یوسف قاضی رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ مین پیدا ہوا سنہ اسی مین اور اپنے باپ کے ساتھ حج کو گیا سنہ چھیانوے مین اور اُسوقت مین سولہ برس کا تھا پھر جب داخل ہوا مسجد حرام مین تو دیکھا ایک بھاری حلقہ یعنی دیکھا کہ بہت سے لوگ جمع ہین تب اپنے باپ

نے اعتراض کیا کہ یہ شک کا حلقہ ہی تب انھوں نے فرمایا کہ
یعنی قیس بن عبد اللہ بن نوفل ابن ابی ذئب زبیدی کا جو اصحاب
یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ملتے آئے تھے تھا میں
نے ایک بات یاد رکھی ہے جو وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول من تفقه فی دین الله کفاه الله همه ورزقه
من حیث لا یحتسب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو فرماتے تھے جو شخص کہ فقیہ ہو اللہ کے دین
میں کفایت کرتا ہے اسکی اللہ تعالیٰ [illegible] یعنی اللہ [illegible] ما ن
کرتا ہے اور اسکی روزی دیتا ہے جہاں سے گمان بھی نہ ہو
اسکو گمان ہے [illegible] اور [illegible] ابن ماجہ
علم فقہ کی فضیلت میں جو کچھ روایت ہوئی ہے مسلمان کو لازم
ہے کہ ان حدیثوں کو یاد رکھے اگر تو ان میں سے ایک کو چھوڑ دا
تو خبر نہیں [illegible] نے [illegible] کے شبہون تک
بیان کیا ہے جب نئے مذہب والوں سے [illegible]
کا مضمون [illegible] سوال کیا [illegible] آیت
[illegible] تفسیر [illegible] اکثا ہوں [illegible]
سے [illegible] کی [illegible] بات کا [illegible] اھد [illegible]
سے [illegible] لوگ [illegible] ہونگے تو
[illegible] ہونگے

سب اُن لوگون نے کئی شبہے عوام لوگون کے سمجھنے
بیان کرنا شروع کیا جسمین عوام لوگ اِس رسالہ
کے فایدہ سے محروم رہین اِسواسطے ہمکو اُن
شبہون کا جواب لکھنا ضرور پڑا جسمین لوگ اُن
شبہون سے دھوکہ کھاوین پہلا شبہہ یہہ ہی کہ لوگون
سے کہتے ہین کہ رسالہ تقویت الایمان جو حضرت مولانا محمد
اسمعیل محدث دہلوی رحمہ اللہ کی تصنیف ہی اُسکے
رد مین رسالہ تقویت الایمان لکھا گیا ہی سو مسلمانون
تم لوگ ہوشیار رہنا یہہ محض بہتان ہی بلکہ یہہ رسالہ
سراسر تقویت الایمان کے موافق ہی اور جیسا کہ
اِس رسالہ کا نام اُس رسالہ کے نام سے موافق ہی
ویسا ہی اِسکے مضمون بھی اُسکے مضمون سے برابر موافق
ہین دونون رسالون کے مضمون کو انصاف سے دیکھنے
مین حقیقت صاف کھل جاویگی مگر اپنے مذہب والون
کی سمجھ سے لاچار ہین کہ وہ لوگ سب بات الٹی سمجھتے
ہین اُنکی سمجھ کا حال تو اوپر معلوم ہوویگا کہ جس حدیث سے
ہم تراویح کو سنت کہتے ہین اُسی حدیث سے وہ لوگ
تراویح کو منع کرتے ہین اور رسالہ الدعوت اور صراط المستقیم
کے مضمون سے ہم فقیہہ بیان عمل کرنا ادا ثابت کرتا

درست کہتے ہیں اور وہ لوگ جیسے کہ مضمون
سے فقہ پر عمل کرتے ہیں اور تقلید کو منع کرتے ہیں جیسا کہ
یہ سب مضمون اوپر گذر چکا اب اس میں سمجھ کی
گیا علاج ❀ بیت ❀ تو آنہم آنکہ نیازارم ز من ناید کسے
چو دارم جہنم کو نہ خود بر ہیچ دل است ❀ دوسرا شبہہ یہ
ہے کہ کہتے ہیں کہ سواد اعظم کی پیروی کرنے کا جو حدیث
میں حکم ہے تو چاروں اماموں نے سواد اعظم کی پیروی
کیوں نہ کی اور اپنا مذہب کیوں ایجاد کیا اور آگے اپنی
مشہور کیا یہ جواب ہے کہ یہ مذہب والوں نے اماموں
سے کیا کام ہی فرض کیا کہ اگر نعوذ باللہ منہا اماموں نے سواد
اعظم کی پیروی نہ کی ہوگی تب بھی تو یہ مذہب
والوں پر جیسے سواد اعظم کی پیروی کا حکم ہو تو وہ
ہوتے کیا نہیں پھر ایسی بات بنانے سے کیا فائدہ ❀
سو اللہ کے فضل سے اماموں نے تو سواد اعظم کی خوب پیروی
کی ہے انکو یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ اماموں نے سواد اعظم
کی پیروی چھوڑ دی تھی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ
انکے وقت کے سواد اعظم کے جو صحابہ اور تابعین اور
تبع تابعین تھے تابع تھے اور اس وقت کے سواد اعظم کا اسی پر
اتفاق تھا کہ جس کو اجتہاد کی لیاقت ہو وہ اجتہاد کرے اور

جسکو جس اصحاب کی روایت کی جو حدیث پہنچے
اُسپر عمل کرے سو اُن لوگون نے ایسا ہی کیا
رحمۃ اللہ علیہم ﴿﴾ بات خوبی تو یہہ ہی کہ اُن لوگون نے جو
قران حدیث اجماع قیاس سے اجتہاد کر کے مسئلے
نکالا اُسپر سواد اعظم کا اتفاق ہوا اور سواد اعظم
نے اُنکے مذہب کو پسند اور قبول رکھا اب نئے مذہب
والے رد ہین جو سواد اعظم کے خلاف ہین اور باقی
امامون کے مذہب حق ہونے کی دلیل اوپر بخوبی لکھہ چکے
جو چاہے سو دیکھہ لے تیسرا شبہہ یہہ کہ کہتے ہین کہ حضرت
مولانا محمد اسمعیل محدث دہلوی رحمہ اللہ نے جو رفع یدین
کیا اور آمین اور بسم اللہ بلند آواز سے کہنا اختیار کیا
تو دو بات سے خالی نہین یا تو اُنھون نے سواد اعظم
کے خلاف کیا یا سواد اعظم کی پیروی کی اگر اُنھون
نے سواد اعظم کے خلاف کیا تو تم لوگ کہہ دو کہ اُنھون
نے سواد اعظم کے خلاف کیا اور اگر سواد اعظم کی
پیروی کی تو تم لوگ بھی رفع یدین کرو اور آمین
اور بسم اللہ بلند آواز سے کہو ﴿﴾ سو اِس شبہہ کا یہہ جواب
ہی کہ سواد اعظم کا حکم اہی کہ جسکو حدیث صحیح صریح
غیر منسوخ پہچاننے کی لیاقت ہو اور جو علم قرآن حدیث

سمجھنے کو درکار ہیں وہ سب علم اُسکو حاصل ہون تو وہ شخص جس مسئلے مین ترجیح پاوے اُس پر عمل کرے سو اُنمین لیاقت تھی اُنھون نے اپنے اجتہاد سے جسمین ترجیح پائی اُس پر عمل کیا خواہ اپنے اجتہاد مین خطا کی خواہ ٹھیک سمجھے دونو صورت مین بموجب حدیث کے اُنکو ثواب ملا جیسا کہ جامع ترمذی مین باب ما جاء فی القاضی یصیب و یخطی مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ اُنھون نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ فَاجْتَہَدَ فَاَصَابَ فَلَہٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَکَمَ فَاَخْطَأَ فَلَہٗ اَجْرٌ وَّاحِدٌ جس وقت کہ حکم کیا اور فتوی دیا حاکم نے اور حکم کرنے کے واسطے اجتہاد کیا پھر مطلب کو ٹھیک پہنچا تو اُسکے لئے دو ثواب ہیں اور جس وقت کہ حکم کیا اور فتوی دیا اور اپنے اجتہاد کرنے مین چوکا تو اُسکے لئے ایک ثواب ہی ❋ اور رہا قی ہم سب کو اُنکی تقلید کرنے کا باعث یہہ ہی کہ اُنکے مجتہد ہونے پر سواد اعظم کا اتفاق نہین ہی اور نہ ہر کسی کو اسقدر علم ہی جو پہچانے کہ اُنکا اجتہاد ٹھیک ہوا یا نہین تو پھر کس طرح اُنکی پیروی کرین بخلاف چارو اماموں کے کہ اُنکے مجتہد ہونے

پر سواد اعظم کا اتفاق ہی ۞ یا مالک محدث رحمہ اللہ نے
خود صراط المستقیم میں چاروں اماموں کی تقلید کو پسند
کیا ہی اور اِس بات مین سواد اعظم کی موافقت فرمائی
ہی اور اپنی تقلید کا صراط المستقیم مین کچھ ذکر نکیا تو
سواد اعظم کی پیروی کرتے ہین ہمنے سواد اعظم کی
پیروی بھی ادا ہوئی اور محدث رحمہ اللہ کی بھی بخلاف
نئے مذاہب والون کے کہ اُنسے کسی کی پیروی نہوئی ۞
اور بعضے فقہی مسئلون ہین محدث رحمہ اللہ کی تقلید
جو ہمنے نکی تو اُسسے کچھ ہمارے اعتقاد مین اُس
جناب کے ساتھہ خلل نہوا یا مالک وہ ہمارے اُستاد
ہین اُنسے ہمکو اعتقاد ہی جسطرح ابو حنیفہ رحمہ اللہ
کی تقلید کرتے ہین اور دوسرے اماموں کی نہین تو کچھ
اُنسے بے اعتقاد نہین ہین یا حضرت عبد القادر جیلانی
رحمہ اللہ کے طریقہ مین مرید ہین اور وہ حنبلی مذہب
تھے تو ہم جو حنبلی مذہب کی تقلید نہین کرتے تو اُنسے
بے اعتقاد نہین ہین اور اگر حضرت مولانا محمد اسمعیل رحمہ اللہ
کا رفع یدین کرنے اور آمین اور بسم اللہ بالجہر کہنے کے مسئلے
مین ترجیح ہمارا کفایت کرتا تو حضرت مولانا عبد الحی
رحمہ اللہ اور حضرت پیر و مرشد امیر المومنین سید احمد

ادام اللہ برکاتہ بھی تو فعل اختیار کرتے اور اپنے سارے
قافلہ اور رہنما سب مریدوں کو بھی حکم کرتے بانگ آخر عمر میں
حضرت مولانا محمد اسمعیل رحمہ اللہ نے بھی اس فعل کو ترک
کیا اس بات کے ہزاروں گواہ عادل موجود ہیں پھر اگر حنفی
مذہب والے کہیں کہ محدث رحمہ اللہ نے ولایت میں
جا کے مصلحت وقت کیواسطے اس فعل کو ترک کیا تو انکا
جواب یہہ ہی کہ تم بھی اس ملک میں مصلحت کیواسطے
ترک کرو تمہیں آپس میں اتفاق رہے چوتھا شبہہ یہہ
کہ کہتے ہیں کہ جب صحیح بخاری اور مسلم کو صحیح جانتے ہو تو
زیادہ علم ہونے کا کیا ضرور جس حدیث کو اُنمیں
صحیح لکھا ہو اُسکو صحیح جانو اور اُسپر عمل کرو اور
اُس حدیث صحیح کے ہوتے ہوئے کسی کی تقلید نکرو
اس بات کیواسطے کچھ لیاقت نہ چاہیئے سو اِس شبہہ
کا یہہ جواب ہی کہ اسمیں شک نہیں کہ محمد ابن
اسمعیل بخاری رحمہ اللہ جس حدیث کو صحیح بخاری
مین اور ابو الحسین مسلم بن الحجاج صحیح مسلم مین
صحیح لکھیں وہ صحیح ہی مگر یہہ ضرور نہیں کہ جب کوئی
شخص صحیح بخاری مین حدیث صحیح پاوے تو جس
حدیث صحیح پر پہلے سے عمل کر رہا ہو اُس حدیث کا عمل

چھوڑ دے بایکہ صحابہ کا طریقہ اسکے خلاف تھا کہ آنحضرت
سے جسکو جو علم پہنچا تھا اُسپر عمل کرتے تھے اور
دوسرے صحابہ سے حدیث سنکے نہ آپسے انکار کرتے تھے اور
نہ اپنے عمل کو چھوڑتے باوجودیکہ ہر ایک صحابہ دوسرے
صحابہ کی روایت کی حدیث کو صحیح جانتے تھے کیونکہ صحابہ کی
روایت میں تو ضعف ہوتا ہی نہیں تو معلوم ہوا کہ حدیث صحیح
پر عمل کرنیوالے کو ضرور نہیں کہ جس مسئلے پر پہلے سے
عمل کرتا تھا جب اُسکے خلاف دوسری حدیث پاوے
تب پہلی حدیث کا عمل چھوڑ کے دوسری پر عمل کرے ؀
اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ اُس دوسری حدیث صحیح
سے انکار بھی نکرے کیونکہ دونو سنت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ؀ اور حضرت نے تو خود امت
پر آسانی کیواسطے اپنے فعل کو کئی طرح پر کیا اسواسطے
کہ میرے جس فعل کو امت اختیار کریگی اُسی
سے اُسکی نجات ہوگی اور اگر اِس بات میں
امت کا فایدہ نہوتا تو اپنا عمل ایک ہی طرح پر رکھتے تو
جس بات کو حضرت نے پسند کیا اُسپر کسی کو
صلاح دینا مناسب نہیں اور اگر کوئی شبہہ کرے کہ جس
حدیث کو بخاری مسلم میں صحیح کہا وہی صحیح ہی اور

جس حدیث سے مجتہدوں نے فقہی مسئلے نکالے ہیں تو وہ
ضعیف ہیں تو یہ شبہہ محض غلط ہے کیونکہ بخاری نے خود
کہا ہے کہ میں اس کتاب میں نہیں لایا ہوں مگر جو
حدیث کہ صحیح ہے اور بہت سی صحیح حدیثوں کو میں
نے کتاب طول ہونے کے خوف سے چھوڑ دی ہے اور
مسلم نے کہا ہے کہ جو حدیثیں میں اس کتاب میں
لایا ہوں وہ صحیح ہیں اور میں نہیں کہتا ہوں کہ جو حدیث
میں اس کتاب میں نہیں لایا ہوں وہ ضعیف ہے ۞
تو ان دونوں بزرگواروں کے فرمانے سے نئے مذہب
والوں کا شبہہ غلط ہوا اور معلوم ہوا کہ اور کتابوں
میں بھی حدیث صحیح موجود ہے مثل جامع ترمذی اور
سنن ابو داؤد اور سنن نسائی اور موطا اور
سنن ابن ماجہ وغیرہ کے ۞ اب ایک بات جو رہ جاتی
ہے اُس کا یاد رکھنا ضرور ہے اور وہ یہ ہے کہ حدیثوں
کے صحت اور ضعف پر حکم کرنا متاخرین کے زمانے میں
بہ خلاف زمانے سابق کے ہی ہوا ہے یعنی کہ ہو سکتا
ہے کہ سابق کے زمانے میں جو لوگ تھے اُنکے وقت میں
ایک حدیث صحیح رہی ہو اسی سبب سے کہ اُنکے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں جو

لوگ اُس حدیث کے راوی تھے لوسب متقی اور حافظے کے پورے تھے اور پھر اُسی حدیث مین متاخرین کے زمانے مین ضعف آگیا ہو اِسکا سبب یہ ہے کہ بعد اُس متقی راوی کے جو راوی مین ہین اُنکے حافظے اور تقوی مین نقصان ہو تو اب متاخرین محدثون کے ضعیف کہنے سے وہ حدیث ضعیف ہو گی بلکہ حدیث کے صحت اور ضعف کا حکم کرنا ہر ایک والون کا معتبر ہی اور بہت سی حدیث ایسی ہین کہ سابق کے زمانے مین احاد تھین بعد اُسکے اُس حدیث کے راوی زیادہ ہوگئے وہی حدیث مشہور کہلائی اِس بات کا مفصل بیان جسکو منظور ہو وہ شرح سفر السعادت مین دیکھ لے اِس رسالہ مین بقدر احتیاج کے لکھ دیا خلاصہ یہہ کہ مثلا ابو حنیفہ رحمہ اللہ جو تابعین تھے اُنھون نے ایک حدیث کو صحابہ سے سنی اور صحابہ سب عادل تھے اُنکی روایت مین ضعف ہوتا ہی نہین تو اُنکے وقت مین وہ حدیث صحیح تھی اور اُس حدیث کی روایت مین ابو حنیفہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مین ایک ہی شخص تھے پھر وہی حدیث بخاری کو پانچ واسطون سے پہنچی کہ بخاری اور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مین صحابہ سمیت پانچ شخص ہیں اور پانچوں شخصون مین سے بعد صحابہ کے جو چار شخص ہیں کوئی ضعیف ہی تو وہ حدیث ضعیف کہلائی یا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ایک حدیث اُس تابعین سے جو متقی اور حافظے کا پورا تھا سنی تو وہ حدیث صحیح ہوئی اور پھر وہی حدیث بخاری رحمہ اللہ کو چھ واسطے سے پہنچی کہ بخاری اور حضرت کے درمیان مین صحابہ سمیت چھ شخص ہیں اور صحابہ کے بعد جو پانچ شخص ہیں اُنمین سے کوئی ضعیف ہی تو وہ حدیث ضعیف کہلائی اب بخاری رحمہ اللہ بھی سچے ہیں اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی ❀ فرق اتنا ہی کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ اُس نیک زمانے مین تھے جسکی حدیث مین تعریف ہی اُنکو تازی تازی نعمت ملی اور بخاری رحمہ اللہ اُس زمانے مین نہ تھے اُنکو باسی نعمت ملی پھر اُس باسی نعمت مین جس نعمت کو اُسکے محافظون نے احتیاط سے رکھا اور اُسکا ذائقہ بدلنے نہ پایا وہ نعمت مثل تازی کے بخاری کو ملی اور جس نعمت کی حفاظت مین بے احتیاطی ہوئی اُسکا ذائقہ بدل گیا تب بخاری کو ملی ❀ یہاں مثال ہی حدیث صحیح کی اور

دوسری مثال ہی ضعیف کی اسی طرح دو بڑے اماموں کا حال سمجھو باقی اسمیں شک نہیں کہ ابو حنیفہ اور دوسرے امامین رحمہم اللہ بخاری سے افضل تھے کیونکہ وہ لوگ نیک زمانے میں تھے اب ایسے کوئی شخص بخاری رحمہ اللہ کا درجہ کم نسمجھے بلکہ حدیث کی خدمت کرنے کی برکت سے اُنکو بھی حضرت کی مصاحبت کا ایک قسم شاید حاصل ہوا تھا غرض اُن صاحبوں کے درجوں میں جو کچھ تفاوت تھا تو آپس میں مثلا ابو حنیفہ رحمہ اللہ امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد حنبل رحمہم اللہ کے پیشوا تھے اور یہ تینوں امامین بخاری رحمہ اللہ کے پیشوا تھے اور بخاری رحمہ اللہ مسلم اور ترمذی وغیرہ محدثین رحمہم اللہ کے پیشوا تھے یا مثلا صحابہ پیشوا تھے تابعین کے اور تابعین تبع تابعین کے تو یہہ فرق آپس میں ہی اور ہمارے تو سب پیشوا ہیں ❊ اس سب تقریر سے یہہ غرض ہی کہ جس حدیث پر ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے عمل کیا ہی آسکے خلاف اگر صحیح بخاری میں حدیث صحیح ملے تو ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے عمل والی حدیث کو ضعیف نجانا چاہیئے بلکہ اُسکی تحقیق کرنا چاہیئے اور دونوکو صحیح

سمجھا چاہیئے مثلاً حدیث رفع یدین کرنے اور حدیث عدم رفع یعنی
رفع یدین نکرنے دونو کی موجود ہی اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ
نے حدیث عدم رفع پر عمل کیا ہی تو عدم رفع والی
حدیث کو ضعیف نجاننا چاہیئے بلکہ خوب تحقیق کرنے سے
یہہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے عمل والی حدیث مین تو زیادہ
قوت پائی جاتی ہی اگرچہ دونو فعل حدیث سے ثابت
ہی اور ہمکو اسمین بحث کرنا ضرور نہین مگر چونکہ بعضے
مذہب والے زیادتی کرتے ہین اور لوگون سے کہتے ہین
کہ رفع یدین کی حدیث بڑی قوی ہی اور عدم رفع کی
ضعیف اور حنیفون پر طعن کرتے ہین اسواسطے کچھہ
تھوڑا سا اسکا بیان کرنا ضرور پڑا کہ ذرا انکا ہوش

ٹھکانے ہو جاوے ❁ اب بیان عدم رفع کے قوی ہونیکا
سو ❁ حق یہہ ہی کہ حدیثین دونو فعل کی موجود ہین جیسا
کہ اوپر بھی ہمنے ذکر کیا اب دونو فعل کی حدیث سنو
ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ نے جامع ترمذی مین باب
رفع الیدین عند الرکوع مین کہا ہی کہ حدیث روایت
کی ہمسے قتیبہ اور ابن ابی عمر نے انہون نے کہا حدیث
روایت کی ہمسے سفیان ابن عیینہ نے انہون نے سنا زہری
سے انہون نے سنا سالم ابن عبد اللہ سے انہون نے سنا باپ اپنے

باب عبد اللہ ابن عمر سے انھون نے کہا رأیت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوٰۃ یرفع یدیہ حتی
یحاذی منکبیہ واذا رکع واذا رفع رأسہ من الرکوع
و زاد ابن عمر فی حدیثہ وکان لا یرفع بین السجدتین
دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب
شروع کرتے نماز اُٹھاتے اپنے دونو ہاتھون کو یہان تک
کہ برابر ہوتے اُنکے دونو مونڈھون کے اور جب رکوع
کرتے اور جب اُٹھاتے اپنا سر مبارک رکوع سے اور
بعضی روایت مین آیا ہی کہ زیادہ کیا ابن عمر نے اپنی
حدیث مین یہہ مضمون اور تھے نہ اُٹھاتے دونو سجدون
مین اور اِس حدیث کے روایت کے بعد جیسا کہ
ترمذی کی عادت ہی بیان کیا کہ اِسی باب مین عمر
اور علی اور وائل ابن حجر اور مالک ابن حویرث
اور انس اور ابو ہریرہ اور ابی حمید اور ابی اُسید
اور سہل ابن سعد اور محمد ابن مسلمہ اور ابی قتادہ اور ابی
موسی اشعری اور جابر اور عمیر لیثی رضی اللہ
عنہم سے بھی روایت ہی اور کہا ابو عیسی نے حدیث
ابن عمر کی حدیث حسن صحیح ہی اور اِسی حدیث
کے موافق کہتے ہین بعضے علم والے اصحاب نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کے اُنمین سے ہین ابن عمر اور جابر ابن
عبد اللہ اور ابو ہریرہ اور انس اور ابن عباس
اور عبد اللہ ابن زبیر وغیرہ اور اِسی حدیث کے
موافق کرتے ہین تابعین مین سے حسن بصری اور عطا
اور طاؤس اور مجاہد اور نافع اور سالم ابن عبد اللہ
اور سعید ابن جبیر وغیرہ اور اِسی موافق کہتے
ہین مجتہدون مین سے مالک اور معمر اور اوزاعی اور
عبد اللہ ابن مبارک اور شافعی اور احمد اور اسحق
اور یہہ بھی ذکر کیا کہ ابن مبارک نے کہا کہ حدیث رفع
یدین کی ثابت ہوئی ہی اور ذکر کیا اِسی حدیث کو
جو اوپر ذکر ہوئی ہی عبد اللہ ابن عمر کی روایت سے
اور کہا کہ حدیث رفع یدین نکرنے کی جو ابن مسعود سے
روایت ہی وہ ثابت نہوئی یہان تک ترمذی کا مضمون
ہی ۞ اب اِس مقام مین کوئی یہہ نہ سمجھے کہ رفع یدین نکرنے
کی حدیث کو ابن مبارک نے ضعیف کہا بلکہ اِسکے
یہہ معنے ہین کہ عبد اللہ ابن مبارک کے نزدیک عدم
رفع کی حدیث اُس درجہ کی نہین ہی بلکہ حسن
ہی جیسا کہ ابو عیسی ترمذی رحمہ اللہ اِسکو حسن
لکھتے ہین اور سوا اِسکے یہہ حدیث اِس روایت

سے جو مقدمہ میں بیان کرتے ہیں حسن ہی اور دو طرقی
روایتوں سے عدم رفع کی حدیث تو صحیح اور قوی
ثابت ہوتی ہی جیسا کہ قریب ہی وہ سب بیان کرتے
ہیں انشاء اللہ تعالی اب ابو عیسی ترمذی رحمہ اللہ
عدم رفع کی حدیث کو اُسی حدیث کے بعد روایت
کرتے ہیں وہ حدیث یہ ہی ❀ حدیث روایت کی ہمسے
ہناد نے اُسنے کہا حدیث روایت کی ہمسے وکیع نے
اُسنے سنا سفیان سے اُنہونے سنا عاصم ابن کلیب
سے اُسنے عبد الرحمن ابن اسود سے اُسنے علقمہ سے
علقمہ نے کہا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ اَلَا اُصَلِّي بِكُمْ صَلٰوةَ
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا
فِي اَوَّلِ مَرَّةٍ کہا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے
بھلا تمہارے دکھانے کے لئے تمہارے ساتھ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز نہ پڑھوں یعنے تمکو جو شوق
ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز دیکھو
تو میں پڑھتا ہوں دیکھو پھر نماز پڑھی سو نہ اُٹھایا اپنے
دونو ہاتھوں کو مگر پہلی بار یعنے تکبیر تحریمہ کے وقت ❀
کہا ابو عیسی نے اور اِس باب میں روایت ہی
براء ابن عازب سے کہا ابو عیسی نے حدیث ابن

سعود کی حدیث حسن ہی اور اسی حدیث کے
موافق کہتے ہیں بہت سے لوگ علم والے اصحاب نبی
صلی اللہ علیہ وسلم مین سے اور تابعین مین سے اور یہی قول
ہی سفیان کا اور اہل کوفہ یعنے ابو حنیفہ کا ❁ ف
اِس حدیث مین کہا کہ بعضے اصحاب اِس موافق
کہتے ہین اور اسمین کہا کہ بہت سے اصحاب اِس
موافق کہتے ہین تو جیسا کہ یہہ حدیث سند کی راہ سے
ابو عیسیٰ کے نزدیک درجے مین کچھہ کم تھی ویسا
بہت سے اصحابون کے عمل سے پھر آسکے برابر ہوگئی
یہان سفر کے منسلک سے کتابین موجود نہین ہین نہین
تو اِس مقام ہین بہت کچھہ لکھتے مگر الحمد یہہ کہ شرح
سفر السعادت موجود ہی اسمین محدث رحمہ اللہ
نے اِس مقام کی تحقیق کی ہی و یک ہمسے ہوسکی
سو اِس بات مین حدیثین جو محدث رحمہ اللہ نے لکھا
ہی کچھہ اُسمین سے خلاصہ کر کے لکھتے ہین اللہ اُنکو جزاے خیر
دے عجب منصف اور محقق تھے حقیقت مین ہم
جتنے مذ ویت تانی ہین اُنھین کے خوشہ چین ہین اور
اور اُنھین کے خوان نعمت کے نمک خوار ہین اگر
اُنکی بات نہ مانین تو بڑے نمک حرام ہون ❁ ا ست

جو ہم لکھتے ہین سب اُسی کتاب کا خلاصہ ہی جبتو رکوع
مین جاتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع
یدین کرنے کی حدیث ابن عمر کی جو اِسی سند سے
روایت ہی نے کہ ❋ مالک نے روایت کیا زہری سے اُسنے
سالم ابن عبد اللہ ابن عمر سے اُسنے اپنے باپ ابن
عمر سے سوا امام محمد رحمہ اللہ اپنی موطا مین اِس
حدیث کی روایت کے بعد کہتے ہین کہ سنت وہ ہی
کہ تکبیر کہے ہر خفض اور رفع مین یعنے اللہ اکبر کہے ہر
جھکنے اور اُٹھنے مین لیکن ہاتھ کا اُٹھانا جو شروع نماز مین
ایک بار ہوتا ہی اُسکے سوا ثابت نہین اور یہہ قول
ابی حنیفہ کا ہی اور اِس باب مین بہت سی روایتین
آئی ہین ❋ بعد اُسکے عاصم ابن کلیب جرمی کی احادیث
کو کئی روایتون سے روایت کیا ہی اور اُسنے اپنے
باپ سے جو تابعین امیر المومنین علی ابن ابیطالب
رضی اللہ عنہ کے ہین روایت کیا ہی کہ حضرت علی تکبیر
اولی کے سواے رفع یدین نکرتے تھے ❋ اور ابراہیم
نخعی سے روایت کیا ہی کہ اُسنے کہا مت اُٹھا دونو
ہاتھون کو نماز مین تکبیر اولی کے بعد یعنے تکبیر اولی کہتے
وقت اُٹھا پھر مت اُٹھا ❋ اور روایت کیا ہی کہ ایک

روز نخعی کے نزدیک ایک مرد نے وائل حضرمی سے
ایک حدیث روایت کیا کہ آپ نے کہا کہ نماز پڑھی
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پھر
دیکھا مین نے کہ آن حضرت نے اٹھایا اپنا دونو ہاتھ
نزدیک تکبیر اولی کے اور نزدیک رکوع کے اور
نزدیک سر اٹھانے کے رکوع سے سب نخعی نے کہا کہ
مین نہین جانتا ہون مگر یہ کہ اسنے آن حضرت صلی اللہ
و سلم کو نماز پڑھتے دیکھا مگر آج ہی روز سو اسنے
یاد کر لیا اس عمل کو آن حضرت سے ❀ اور روایت
کیا ابن مسعود اور انکے یارون نے اور مین نے انہین
سے کسیکو نہ دیکھا اور نہ کسی سے سنا اس
عمل کو اور روے ہو گئے نہین اٹھاتے تھے اپنے ہاتھون
کو مگر شروع نماز مین تکبیر اولی کہتے وقت اور عبد
العزیز ابن حکیم سے روایت کیا کہ اسنے کہا کہ دیکھا
مین نے عبد اللہ ابن عمر کو کہ وہ اٹھاتے تھے ہاتھون کو
تکبیر اولی کہتے وقت اور اسکے سوا کہین نہین
اٹھاتے تھے اور سفیان ثوری سے بھی حدیث ابن
مسعود کی جسمین رفع ید بن بکر بار روایت ہے لقا یا
کیا یہان تک (موطا) کا مضمون ہے ❀ اور اس باب

طحاوی کی روایتین جو حالبون نے نقل کیا ہی وہ بری
مشکل ہی سو وہ روایت یہہ ہی کہ طحاوی نے مجاہد سے
جو تابعی ابن عمر کے ہین روایت کیا ہی کہ مجاہد نے کہا کہ نماز
پڑھی مین نے پیچھے ابن عمر کے سو وہ نہ تھے اُٹھاتے دونو
ہاتھون کو مگر تکبیر اولی کہتے وقت * اور اسود نے کہا
کہ دیکھا مین نے عمر ابن خطاب کو کہ نہ اُٹھاتے تھے اپنے
دونو ہاتھون کو مگر تکبیر اولی مین تو جب حضرت
علی اور حضرت عمر اور ابن مسعود کہ جنکو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نزدیکی کا مرتبہ حاصل تھا رفع
یدین نکرنے کی طرف ہون اور پھر ابن عمر کو بھی جو
رفع یدین کی حدیث کے راوی ہین مجاہد نے دیکھا کہ
وہ بھی رفع یدین نکرتے تھے تو اب جو روایت اسکے
برخلاف نقل کرین تو اُسپر کیطرح عمل کرین *
اور شرح ابن ہمام مین دار قطنی اور ابن عدی کی
حدیث روایت کیا ہی کہ اُنھون نے روایت کیا محمد
ابن جابر اور حماد ابن ابی سلیمان سے دونون نے ابراہیم
سے اُسنے علقمہ سے اُسنے عبد اللہ ابن مسعود
سے کہ کہا عبد اللہ ابن مسعود نے نماز پڑھی مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر کے

ساتھ سوال صاحبوں نے اپنے ہاتھ کو اُٹھایا مگر نماز کے شروع کرنے وقت اور یہہ بھی نقل کیا کہ ابو حنیفہ اور اوزاعی سے کہ بیچ دار الحیاطین میں ملاقات ہوئی تب اوزاعی نے کہا کہ تم لوگ کیوں نہیں اپنے ہاتھ اُٹھاتے رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت تب امام ابو حنیفہ نے کہا کہ اس سبب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے اس باب میں کوئی حدیث صحت کو نہ پہنچی تب اوزاعی نے کہا حَدَّثَنِی الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَعِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ حدیث روایت کی مجھسے زہری نے اُسنے سنا سالم ابن عبد اللہ سے اُسنے سنا اپنے باپ عبد اللہ ابن عمر سے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم تھے اُٹھاتے اپنے دونوں ہاتھوں کو جب شروع کرتے نماز اور رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت ٭ تب ابو حنیفہ نے کہا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا عِنْدَ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ بِشَيْءٍ

من ذٰلك حدیث روایت کی ہمسے حماد نے اُسنے سنا ابراہیم سے اُسنے سنا علقمہ اور اسود سے دونو نے سنا عبد اللہ ابن مسعود سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے نہ اُٹھاتے اپنے دونون ہاتھ مگر نماز کے شروع کرتے وقت پھر کسی ارکان مین یہہ فعل نکرتے ❁ تب اوزاعی نے کہا کہ مین روایت کرتا ہون زہری سے وہ سالم سے وہ ابن عمر سے اور تو اُسکے مقابلہ مین روایت کرتا ہی حماد سے اور وہ ابراہیم سے وہ علقمہ سے یعنی میری حدیث تین واسطون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہی اور تمھاری حدیث چار واسطون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہی ❁ تب ابو حنیفہ نے کہا کہ واسطون کا زیادہ کم ہونا کچھ معتبر نہین ہی راوی معتبر چاہیے ہیئن سو حماد زہری سے زیادہ فقیہ ہی اور ابراہیم سالم سے زیادہ فقیہ ہی اور علقمہ ابن عمر سے فقہ مین کم نہین ہی اگرچہ ابن عمر کو فضیلت صحابیت کی حاصل ہی اور اسود کو بھی اللہ نے بڑی فضیلتین دی ہی اور عبد اللہ تو پھر عبد اللہ ہی ہیئن اُنکی کہان تک تعریف کرین کیونکہ اُنکا درجہ

فقہ مین اور حضرت عائشہ کی نزدیکی مین مشہور
ہی کہ حضرت کے خادم تھے اور سفر مین اور گھر
مین ہر وقت حاضر باش تھے ❁ غرض اوزاعی نے اپنی
حدیث کو ترجیح دی سند کے نزدیک ہونے سے
اور ابو حنیفہ نے اپنی حدیث کو ترجیح دی راویون
کے فقیہ ہونے سے اور ابو حنیفہ کا مذہب یہی ہی
جیسا کہ اصول فقہ مین مقرر ہی ❁ اور نہایہ مین جو
ہدایہ کی شرح ہی لکھا ہی کہ عبد اللہ ابن زبیر سے روایت
ہی کہ عبد اللہ ابن زبیر نے ایک مرد کو دیکھا کہ
وہ مسجد حرام مین نماز پڑھتا تھا اور اوپر اُٹھاتا تھا
اپنے دونو ہاتھون کو رکوع جاتے وقت اور
رکوع سے سر اُٹھاتے وقت تب کہا عبد اللہ
ابن زبیر نے ایسا مت کر یہہ ایک عمل ہی کہ کیا اِسکو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے بعد اُسکے ترک
کیا یعنے یہہ حکم اول مین تھا پھر منسوخ ہوا اور کہا
ابن مسعود نے اُٹھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم
نے ہم لوگون نے بھی اُٹھایا اور ترک کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و سلم نے ہم لوگون نے بھی ترک کیا ❁ اور
ابن عباس سے روایت ہی کہ اُنھون نے کہا کہ

عشرہ مبشرہ نہین اُٹھاتے تھے ہاتھون کو مگر نماز
کے شروع مین ❊ تو جب مجاہد نے ابن عمر کا جنسے حدیث
رفع یدین کی امام شافعی کے نزدیک روایت
ہی اُس حدیث کے برخلاف عمل کرنا روایت
کیا اور کہا کہ مین نے برسون ابن عمر کے پیچھے نماز پڑھی
اور ہرگز نہ دیکھا کہ اُنھون نے رفع یدین کیا مگر
نماز کے شروع کرتے وقت تب رفع یدین کی حدیث
پر عمل کرنا جاتا رہا اسواسطے کہ اصول حدیث
مین مقرر ہی کہ جب راوی اپنی روایت کے برخلاف
عمل کرے تب اُس روایت پر عمل کرنا ساقط
ہے یہان تک نہایہ کا مضمون تمام ہوا اوپر جو اُصول
حوال کے جو اصل مین لکھا ہی کہ ابن عمر کی پیروی
کرکے چند روز رفع یدین کیا تو اُسکے یہہ معنے کہ اُنکی
روایت پر عمل کرکے رفع یدین کیا تو یہان کا مضمون
اُسکے خلاف ہوا ابن عمر کا رفع یدین روایت کرنا تو
یہان بھی موجود ہی ❊ محدث رحمہ اللہ لکھتے ہین کہ اب
معلوم ہوگیا اخبار اور آثار رفع اور عدم رفع کے دونو
طرف ثابت ہین اور بہت سے لوگ صحابہ اور
تابعین مین سے مخصوصا ابن مسعود اور اُنکے تابعین

عدم رفع کی طرف ہین تو اسمین بات سے اور کچھ
خیال مین نہین آتا مگر یہی کہ یہ بات کہین کہ آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف وقتون مین دونو فعل
ظاہر ہوئے یعنے امت پر آسانی کیواسطے کبھی حضرت
نے تو فعل کیا اور کبھی یہ جیسا کہ اسکا مذکور اوپر
ہوچکا ہی اگرچہ چونکہ علم اور فقہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا
اور بہت آپکی عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور
اُنکے تابعیون تک پہنچی ہی اور طریقہ ابن مسعود کا
عدم رفع ہی اسواسطے مذہب حنفیہ مین انکا
طریقہ جاری ہی اور یہی حقیقت ہی ❀ اور
ہمارے مذہب کے دونو علما حنفیہ پر کفایت
نہین کرتے ہین لعلہ فرماتے ہین کہ حکم رفع کا منسوخ
ہی اور حجت ابن عمر کی یہ ہی کہ جو حدیث رفع یدین
کے اثبات مین ہین اور یہ کہا ہے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے اُس حدیث کے خلاف عمل کیا تو ظاہر
ہوا کہ حکم رفع یدین کا منسوخ ہی باوجود یکہ
اِس باب مین بہت سی روایتین اور حدیثین
موجود ہین سو اللہ اعلم ❀ اِس سب مضمون کے
لکھنے سے یہی غرض ہی کہ بلا تحقیق کے کوئی شخص

وہ کتاب پڑھے کے یا کسی سے سنکے مجتہدون کی تقلید چھوڑے اور انکی روایت کو ضعیف جانے ان جسکو اللہ علم دے وہ حدیث قرآن سے منتہی مسئلو نکو مایا کرے اور تحقیق مین لگے کر تحقیق کرنے کا ثواب لے اور حقیقت مین چارو اماموں مین سے جسکی تقلید کرو گے قرآن حدیث پر عمل کرنا ٹھہریگا کیونکہ مجتہدون کی تقلید جو کرتے ہین تو انکو قرآن حدیث ہی کا اتباع کرتے ہین اور ہمکو ہمارے عالموں کی گواہی سے ثابت ہوا ہی کہ مجتہد لوگ قرآن و حدیث پر عمل کرتے تھے اور اُسی سے اجتہاد کرکے مسئلے نکالتے تھے اور اُنکی تحقیق ہماری تحقیق سے کہین بڑھی تھی اور اُنکی نیت بخیر تھی اور وے سب حدیث قرآن پر چنگل مارتے تھے جیسا کہ اسی رفع یدین کے مسئلہ کو خیال کرو کہ اوزاعی رحمہ اللہ نے بھی اپنی پاک نیت سے حدیث پر چنگل مارا اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے بھی اپنی پاک نیت سے حدیث پر چنگل مارا اور دونو سیدھی راہ پر تھے مگر بعد سب تحقیق کے جو اوپر بیان ہو چکا یہہ ثابت ہوا کہ رفع یدین نکرنے والے کو نہین پہنچتا کہ اپنے فعل کو ترک کرنے کیونکہ اس فعل مین

تکمیل قوت پائی گئی باقی رہا یہ کہ شافعی مذہب پر طعن بھی نہیں پہنچتا اُنکو جو حدیث پہنچی اُسپر عمل کرتے ہیں اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو دو نو حدیث پہنچی جسمیں قوت پایا اُسپر عمل کیا اسیواسطے ہم لوگ جو حنفی مذہب ہیں عدم رفع کی حدیث پر عمل کرتے ہیں اور اِس بات کو سوچا چاہیئے کہ جب ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اوزاعی رحمہ اللہ کے مقابلہ میں عدم رفع کی حدیث کو ترجیح دی اور پھر اوزاعی نے اُنکے قول کو رد نکیا تو اب دوسرا کون ہی جو اُنکے قول کو رد کرے بلکہ ابن عمر کا فعل بھی ابو حنیفہ کے مذہب کو قوت دیتا ہی تو جب اِن سب دلیلوں سے جو مذکور ہوئیں ثابت ہوا کہ عدم رفع کو ترجیح ہی اور حضرت کا آخری فعل یہی معلوم ہوتا ہی تب اُسپر عمل کرنا مناسب ہوا ❁ پانچوان شبہہ عوام سے کہتے ہیں کہ فقہ کی کتابوں میں ہر مسئلہ کی سند کہان ابو حنیفہ تک پہنچاتے ہیں جو ہم اُسکا اعتبار کریں اگر کا مسئلہ ابو حنیفہ تک اُسکی سند ملے تو ہم اُسپر عمل کریں ❁ اِس شبہہ کا تین جواب ہی اول یہ ہی کہ ہمکو کسطرح معلوم ہو تا کہ بخاری مسلم وغیرہ

حدیث کی کتابین صحیح ہین کیونکہ اُن کتابون کے مصنف کو دیکھا نہین آخر اپنے اُستادون اور سب بزرگون عالمون سے سُنکے معلوم کیا کہ یہہ کتابین صحیح ہین اور اُنھین بزرگون سے سُنکے معلوم کیا کہ ہدایہ شرح وقایہ وغیرہ کتابین فقہ کی صحیح ہین تو اگر اُن بزرگون کو جھوتھا جانین تو حدیث کی کتابون سے بھی ہاتھہ دھو بیٹھین اور اِس بات کی کوئی دلیل نہین پاتے کہ اپنے اُستادون اور عالمون کو حدیث کی کتاب کے صحیح کہنے مین سچا جانین اور فقہ کی کتاب کے صحیح کہنے مین جھوتھا جانین بلکہ ایسا مذہب رکھنے والا تو قرآن سے بھی محروم رہیگا اور اُسکے سچ ہونے مین بھی شبہہ کریگا کیونکہ قرآن کا کلام اللہ ہونا بھی حضرت کے وقت سے آج تک پیشواؤن سے سنتے آتے ہین اور اُنھین پیشواؤن سے سنتے آتے ہین کہ حدیث اور فقہ کی کتابین جو اہل سنت وجماعت کے مذہب موافق ہین صحیح ہین تو جب اُن پیشواؤن کو جھوتھا جانا تو قرآن سے بھی منکر ہوئے اور جو وہ پیشوا سچے ہین تو قرآن حدیث فقہ سب سچ ہی سو ہم

تو اُن پیشواؤن کو سچا جانتے ہین اب نئے مذہب والے جانین اور اُنکا کام ❁ دوسرے یہہ کہ ہر علم کا عالمون کے نزدیک ایک طریقہ مقرر ہی حدیث کی کتابون مین تو سند ذکر کرتے ہین اور تفسیر اور فقہ مین سند نہین ذکر کرتے اور اِسی طریقہ پر آج تک سواے نئے مذہب والونکے کسی نے اعتراض نکیا بلکہ سواد اعظم اور مسلمانون کی جماعت نے اِسی طریقہ کو پسند کیا ہی اور اِسی طریقہ کو قبول کیا سو جسکو جماعت سے چھوٹنا ہو وہ اِن خرافاتون کو سنے تیسرے یہہ کہ جسکو حدیث مین دخل ہو اور وہ فقہی مسئلون کو حدیث سے ملا دیوے تو خود حدیث اُن مسئلون کے سچ ہونے کی گواہی دیتی ہی ❁ غرض معلوم ہوا کہ یہ لوگ دوہرے قرآن حدیث کو بھی منا یا چاہتے ہین فقہ اور تفسیر کو کھل کے اور قرآن حدیث کو چھپے چھپے وسواس ڈالکے ❁ اب اِن وسواس ڈالنے والون کے وسواس سے بچاو اِسی مین ہی کہ قل اعوذ برب الناس پڑھا کرے ❁ اِس عاجز نے زبانی حضرت مولانا عبد الحی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ ہم کسپر عمل کرین اور کس امام کی تقلید

مین نجات ہی فرمایا فقہ پر عمل کرو اور چارو اماموں
مین سے جسکی تقلید پر کوئی مریگا نجات ہی ۞ اور بریلی مین
اپنے مرشد حضرت سید احمد ادام اللہ برکاتہ سے
پوچھا کہ کس پر عمل کرین آپ نے فرمایا کہ فقہ کی متون
کتابون پر مثال حدیث متواتر کے آنکھہ موند سے عمل
کیا کرنا اور فتاوی کو تحقیق کر لیا کیونکہ اُسمین نرم
گرم سب طرح کی روایتین لاتے ہین ۞ اور یہی بات
حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی اور حضرت
شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہما اللہ وغیرہ علمای
دین کے تصنفات سے صاف ظاہر ہی ۞ جہان شبہہ
عوام کے سمجھنے کہتے ہین کہ انکو سید صاحب سے
اعتقاد نہین ہی یہ سید صاحب کے طریقہ کے خلاف
ہین سو اسکا جواب ہم کیا دین اتنا کہتے ہین کہ اَلْمَرْءُ
یَقِیسُ عَلیٰ نَفْسِہٖ یعنی آدمی جیسا آپ ہوتا ہی ویسا
دوسرےکو بھی سمجھتا ہی سبحان اللہ مرشد کے طریقہ کے خلاف
طریقہ انکا ہوا اور اعتقاد ہمارا اگر ہمارے مرشد تو حنفی
ہو اور آپ حنفی ہونے سے انکار کرین مرشد نے
ہندوستان سے ولایت تک تمام لوگون کو متفق
کیا اور ان لوگون نے جماعت مین تفرقہ ڈال دیا

مرشد کے مرشد حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ کے فتوی پر طعن دے کریں اور اعتقاد ہمارا یگر یہ ہے ❁ اس بات کے ہزاروں مسلمان بھائی گواہ ہیں کہ جو مذہب ہمارا اول سے تھا وہی آج تک ہی ہمکو معلوم نہیں کہ ہم سے کیا قصور دیکھا جو ایسی بات کہتے ہیں شاید یہی قصور ہوگا کہ ہم اپنے قدیم مذہب پر قایم رہے اور کسی بیاوان سبکے کہنے سے تقلید کا پایہ نچھوڑا ❁ اور الحمد للہ کہ اپنے مرشد حضرت امیر المومنین سید احمد اور ام اللہ برکاتہ کو مقلد اور حنفی مذہب پایا اور آنکے مرشد حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور آنکے مرشد اور والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہما اللہ کو بھی مقلد اور حنفی مذہب پایا جو کوئی چاہے ان بزرگوں کے تصنیفات کو دیکھلے کہ کسقدر اپنی تصنیفات میں تاکید تقلید کی فرمایا ہے جیسا کہ دونو بزرگوں کی تصنیفات سے ہم اس بات کو اوپر لکھ چکے اب ایک فائدہ عظیمہ لکھتے ہیں آسکو سنو ❁ فائدہ عظیمہ اجتہاد اور تقلید کے بیان میں جب یہہ رسالہ تمام ہو چکا تب ایک رسالہ عربی زبان میں حضرت

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے تصنیفات
سے جسکا نام عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید
ہی مدد غیبی سے ہاتھہ لگا سو اس رسالہ کو جو دیکھا
تو ایسا معلوم ہو اکہ تقویت الایمان اسیکی شرح ہی
اگر یہ رسالہ پہلے سے ملتا تو اسیکا ترجمہ کرنا ہی مذہبیہ
کے رد کو کفایت کرتا تھا سو برکت کے واسطے
دو ایک مسئلے اس رسالہ معتبر کے خلاصہ کرکے مختصر
اس کتاب مین پیچھے سے داخل کیا کہ جو لوگ
اس گھرانے کے معتقد ہین انکو سواے قبول
کرنیکے چارہ نہو مسئلہ محدث رحمہ اللہ لکھتے ہین کہ
مجتہد وہ شخص ہی کہ جسمین پانچ قسم کے علم جمع
ہون علم کتاب اللہ عزوجل کا اور علم سنت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور علم علماے سلف کے قول کا
کہ کس بات مین ان سب نے اجماع کیا ہی اور کس
بات مین خلاف کیا ہی اور علم لغت کا اور علم قیاس
کا اور قیاس اسکو کہتے ہین کہ جسوقت کوئی حکم قرآن
اور حدیث اور اجماع سے صاف صاف اور کھلا کھلا
نپاوے تب اس حکم کو قرآن اور حدیث سے قیاس
کرکے نکالے ❁ تو اب واجب ہی قرآن کے علم مین سے

اِن تیرہ باتون کا جاننا ❀ ناسخ ❀ منسوخ ❀ مجمل ❀ مفسر ❀ خاص ❀ عام ❀ محکم ❀ متشابہ ❀ کراہت ❀ تحریم ❀ اباحت ❀ ندب ❀ وجوب ❀ (ف) اِن الفاظون کی تفسیر اِس مقام مین طول کے خوف سے نہین کرسکتے عالم ہوگا تو اصول فقہ سے معلوم کر لیگا اور عوام کیواسطے چندان ضرور نہین ❀ اور حدیث مین واجب ہی اِن تیرہ چیزون کا جاننا اور صحیح ضعیف مسند مرسل کا بھی اور ترتیب کتاب کی سنت پر اور ترتیب سنت کی کتاب پر یعنے دونون کے رتبے کا نگاہ رکھنا اور اُنکے حکم کو موافق کر دینا جسمین ایسا ہو کہ کوئی ایسی حدیث پاوے کہ وہ ظاہر مین قرآن کے موافق ہو تو پھر حکم مجمل رہ جاوے اور حدیث نبوی تو ایسی ہوتی نہین بلکہ حدیث تو قرآن کے مضمون کو کھول دیتی ہی اور اُسکے مخالف ہوتی ہی نہین اور اِن سب چیزون کا جاننا اُن آیت حدیثون مین جو احکام شرع مین وارد ہین واجب ہی اور قصے اور اخبار اور وعظ کے طریق پر جو آیت حدیث ہین اُنمین اِن چیزون کا جاننا واجب نہین ہی اور اِنہیطرح واجب ہی اُسقدر

عالم لغت کا جانا جسقدر لغتین اُن آیت حدیثون مین آئی ہیئن جو احکام شرع مین وارد ہیئن عرب کی ساری لغتون کا جاننا واجب نہین ہی اور لغت مین اسقدر دخل چاہیئے جسمین کلام عرب کے مطالب کو دریافت کرسکے اور مقام اور احوال کا اختلاف سمجھ سکے کیونکہ اللہ رسول نے عربی زبان مین حکم فرمایا ہی سو جو کوئی اُس زبان کو نجانیگا سو شرع کے احکام سے نہ واقف ہوگا ❊ اور صحابہ اور تابعین کے قول سے جو احکام شرع مین وارد ہیئن اور فقہای اُمت کے معتبر قول سے جو فتوی مین وارد ہیئن واقف ہونا واجب ہی تاکہ اِس شخص کا حکم اُن لوگون کے قول کے مخالف نہ پڑے اور اُنکے قول کی مخالفت کرنا اجماع سے خلاف کرنا ہی بس جب کسی شخص نے اِن سب باتون کو بخوبی جانا اُسوقت وہ مجتہد ہی ❊ اور یہہ شرط نہین ہی کہ صحابہ اور تابعین کے سارے قول سے واقف ہو کہ اُنکا کوئی قول چھوٹنے نپاوے ❊ اور جب اِن باتون سے واقف نہو تب اُسکو تقلید کے سوا کوئی راہ نہین ❊ ~~اور اگر وہ~~
اگرچہ قدیم اماموں مین سے کسی امام کے مذہب مین متبحر ہو

یعنے اُسمے خوب واقف ہو مگر اُسکو اجتہاد کرنا اور راہی اجتہاد سے فتوی دینا نہین پہنچتا اور جب کسی شخص مین یہ سب چار جو مذکور ہوئے جمع ہون اور وہ شخص خواہش نفسانی اور بدعتون سے کنارہ کرنیوالا اور متقی ہو اور گناہ کبیرہ سے پرہیز کرنیوالا ہو اور صغیرہ گناہ پر ہمیشہ نہ کرتا ہو تو اُسکو درست ہی کہ شرع مین اپنی اجتہاد اور فتوی موافق حکم کرے اور جس شخص مین یہہ سب شرطین نہ جمع ہون تو اُسکو واجب ہی تقلید مجتہد کی منئے حادثون مین جو درپیش آوین ❁ الحمد لله کہ اوپر جو ہم سب باتین لکھ چکے ہین سب اِس رسالہ کے موافق تھہرین مسئلہ پھر آگے محدث رحمہ الله اِس باب مین جو چارو مذہب کی تقلید مین اور اُسکے چھوڑنے اور اُسسے خارج ہونے کی ملامت مین لکھا ہی فرماتے ہین جانا چاہیئے کہ چارو مذہب مین سے کسی مذہب کے اختیار کرنے مین بڑی مصلحت ہی اور اُن چارو سے منہہ موڑنے مین بڑے فساد ہین اور ہم اِس فساد کی دلیل کئی وجہ سے بیان کرتے ہین ❁ پہلی وجہ یہہ کہ اُمت نے اجماع کیا ہی اِس بات پر کہ سلف کی

لوگ شرع کے پہچاننے مین اعتماد اور بھروسا کرین
ھدایت پر یعنے قدیم بزرگون پر جسطرح تابعین نے
اعتماد کیا اِس بات مین صحابہ پر اور تبع تابعین
نے اعتماد کیا تابعین پر اور اِسیطرح سے ہر طبقہ مین
یعنے ہر زمانے مین عالمون نے اعتماد کیا اُن لوگون پر
جو اُنکے پہلے تھے اور اِس بات کی خوبی عقل مین
بھی آتی ہی کیونکہ شریعت نہین پہچانی جاتی مگر قدیم
بزرگون کی نقل سے یعنے اُنکی روایت سے اور
اُنھین کی روایت سے اپنا مسئلہ نکالنے سے اور نقل
یعنے روایت قدیم نہین ثابت ہوتی ہی مگر اِسیطرح
سے کہ ہر زمانے کے لوگ اپنے پہلے بزرگون کی
روایت کو قبول کرین اِسطرح پر کہ ایک سے
ایک سنتے چلے آوین ❊ اور مسئلہ نکالنے مین ضرور
ہی کہ قدیم لوگون کے مذہب سے واقف ہو جسمین
اُنکے قول کے خلاف نہ پڑے اور اجماع سمجھوتے اور چاہیئے کہ
قدیم بزرگون کے مذہب سے مسئلہ نکالے اور مسئلہ
نکالنے مین مدد لیوے اُن بزرگون سے جو اُسکے پہلے گذرے
ہین کیونکہ جتنے ہنر ہین مثل صرف اور نحو اور طب اور شعر
اور لوہاری اور بڑھئی گری وغیرہ کے سوکسی کو نہین

حاصل ہوتے مگر اُستاد ہنر والے کی خدمت میں
لاور بغیر اُسکے سیکھے اُن ہنروں کا حاصل ہونا
بہت نادر اور کمیاب ہی اگرچہ اُسکا حاصل ہونا
عقل میں آتا ہی مگر کبھی ایسا ہوا نہیں اور جب
قدیم بزرگوں کے قول پر اعتماد کرنا شرع میں مقرر
ہوا تو اب ضرور ہی کہ جسکے قول پر ہم اعتماد کریں
اُسکا قول صحیح سند سے روایت ہو یا مشہور
کتابوں میں پایا جاوے اور جس مسئلے میں کئی معنے
ہوسکتے ہیں اُنمیں سے جس معنے کو اُسنے قبول
کیا ہو اور جو کہیں اُسنے عام میں سے خاص مسئلہ
نکالا ہو یا کہیں مطلق کو اُسنے مقید کیا ہو تو اُسکے
قول میں توجہ ہو اور اُس مسئلے کا سبب ظاہر
ہو ❁ عام خاص مطلق مقید وغیرہ با توں کی شرح کرنا طول
ہی اصول فقہ کی کتابوں میں موجود ہی خلاصہ یہہ کہ
اُسکا قول اصول فقہ کے قاعدوں کے موافق ہو
اور جسکا قول ایسا ہو وہ اعتماد کے قابل نہیں ہی
اور اِس آخری زمانے میں ایسا مذہب جسمیں کہ
یہہ سب شرطیں پائی جاویں اور قابل اعتماد کے ہو سوا ہے
چار و مذہب یعنے حنفی مالکی شافعی حنبلی کے اور کوئی نہیں ہی

اور اگر چار و مذہب کے سواے مذہب ہي بھی تو امامیہ اور زیدیہ کا سو وہ بدعتی لوگون کا مذہب ہي جو اُنکا قول تو اعتبار کے قابل ہی نہین ❁ اور دوسری وجہ یہہ ہي کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ پیروی کرو تم سواد اعظم کی سو جب یہہ بات ہي کہ جتنے مذاہب حق تھے سب موقوف ہوئے مگر یہی چار تو مذہب باقی رہے ہین او سواد اعظم نے اُنکو قبول کیا ہي تو اُن چارو مذہب کی پیروی کرنا سواد اعظم کی پیروی کرنا ہي اور اُن چارو مذہب سے خارج ہونا سواد اعظم سے خارج ہونا ہي ❁ تیسری وجہ کا خلاصہ یہہ ہي کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ دور پڑا اب امانت مین خیانت کا زمانہ آیا ہي جیسا کہ اِسکا ذکر ہم اوپر بخوبی کرچکے تو اب ایسے وقت مین بڑے عالمون اور ظالم قاضیون اور نفس کے تابع مفتیون کے قول پر اعتماد کرنا درست نہین اُن جن عالمین محقق کو دیکھین گے کہ قرآن حدیث سے مسئلہ نکالنے مین سلف کے مذہب کو نگاہ رکھتے ہین اُنکے قول پر اعتماد کرین گے ❁ پھر آگے محدث رحمہ اللہ نے ابن حزم کے قول کو جو اُسنے تقلید کو حرام

کہا ہی اُسکی سب دلیلون سمیت نقل کر کے لکھا ہی کہ یہہ بات اُسکے حق مین ہی کہ جسمین اجتہاد کی لیاقت ہی ❁ پھر آگے بہت طول تقریر کے بعد محدث رحمہ اللہ نے لکھا ہی کہ جس شخص کو حضرت کے فرمانے کا علم نہو اور حضرت کے مخالف قول کو تطبیق نہ دے سکتا ہو اور نہ اُسسے مسئلہ نکال سکتا ہو وہ اُس عالم کی پیروی کرے جو دین سے خوب واقف ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے بموجب فتوی دیتا ہو غرض محدث رحمہ اللہ نے تمام رسالہ مین طرح طرح کے بیان فرمایا ہی سبکا خلاصہ یہی ہی کہ جسمین اجتہاد کی لیاقت ہو وہ قرآن حدیث سے آپ مسئلہ نکالے اور کسی کی تقلید نکرے اور جسمین اجتہاد کی لیاقت نہو وہ تقلید کرے اور یہہ بھی اُس رسالہ سے بیان ہو چکا کہ اب اِس آخری زمانے مین چار مذہب کے سوائے کوئی مذہب ایسا نہین ہی کہ جسکی تقلید کرنے تو اِس صورت مین جو مجتہد نہو اُسکو چارو مذہب مین سے کسی کی تقلید واجب ہی اب جو کوئی اُس تمام رسالہ کو دیکھے گا تو انشاء اللہ تعالے جو

ہمنے خاتمہ لکھا ہی یہہ بات اُسکو تمام رسالہ سے
ثابت ہو گی اور اِسی مضمون کو قوت الایمان
مین ہمنے طرح طرح سے بیان کیا ہی ❁ ایک بات
بڑے فائدہ کی ہی اُسکو یاد رکھنا چاہیئے وہ یہہ ہی
کہ اوپر جو پہلے سوال کے جواب مین حضرت شاہ
عبد العزیز رحمہ اللہ کی عبارت لکھا ہی کہ تین وجہ
سے دوسرے امام کے مذہب پر عمل کرے تو درست
ہی ❁ لیکن اِس تینون وجہ مین دوسری شرط یہہ
بھی ہی کہ تلفیق نہو جاوے تلفیق معنے لغت مین
دو دو زیادہ بات کو آپس مین ملانا اور یہان یہہ
مراد ہی کہ دونو مذہب کے مل جانے کے سبب سے
ایسی صورت نہ پیدا ہو جاوے جو دونو مذہب
مین ناروا ہو جسطرح سے فصد لینے کو وضو کا توڑنے
والا جانے پھر اُسی وضو سے امام کے پیچھے نماز
بغیر الحمد پڑھے ادا کرے کہ یہہ نماز دونو مذہب
مین درست نہوئی ❁ وضو تو حنفی مذہب بموجب
درست نہوا تو نماز شافعی مذہب بموجب نادرست
ہوئی سو اُس بات کی شرح فائدہ عظیمہ مین جو مضمون
بیان ہی اُسے بخوبی ہو گئی وہ مضمون یہہ ہی کہ

صحابہ اور تابعین کے قول سے جو احکام شرع میں
جو ایسے ہوا ہیں۔ اور فقہا ہی اُسی ہیں کے معتبر قول سے
جو فتوی ہیں وارد ہیں ہوا قبول ہونا واجب ہی
تاکہ اسمیں شخص کا حکم اُن لوگون کے مخالف
نہ پڑے ہوا ہیں۔ مضمون کا خلاصہ یہہ ہی کہ جب
کوئی حدیث پر عمل کرنیکا ارادہ کرے تو اُسکو
ضروری ہی کہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے
قول کو اور تمام مسایل فقہی حنفی شافعی مالکی حنبلی
کی سب کتابونکی پہلی دیکھے اسمیں ایسا نہو کہ جو حدیث
سے سمجھے وہ اُن بزرگون کے فہم اور فتوی کے
خلاف پڑجاوے اور ایسا جو کوئی فقط ایک امام کے
مذہب کی فقہ سے جواب دو ادا قبول ہوگا اُسکو
بڑی احتیاط سے حدیث سمجھ کہنے میں جواب [illegible]
سکتا ہی اور جسکو تمام مذہبونکی فقہ میں بھی دیکھنے
والی تمیز نہیں پھر اُسکا تو خدا ہی حافظ ہی اجب
اسکے سکھلانا [illegible] نہ سمجھے کہ حدیث پر عمل لازما
چھوڑ دیا ہیں بلکہ [illegible] خدا نے حدیث ہی پر
عمل کرنے کے ہیں کیونکہ [illegible] سے اور بغیر
تحقیق حدیث پر عمل کریگا تو [illegible] ہی کا [illegible] فقہی

خارجی وغیرہ مذاہب مین نہ جا پڑے اور سواد اعظم
کی پیروی جسکی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید
فرمائی ہی نہ چھوٹ جاوے اور آپکے چھوٹنے سے
حضرت کی نافرمانی مین نہ گرفتار ہوجاوے سو اب
ہم لوگ سواد اعظم کی پیروی کیون چھوڑینگے
ہم تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لاچکے ❁ چوتھا
فائدہ بدعت کی برائی کے بیان مین اب مشکوۃ
مصابیح کے باب اعتصام بالکتاب والسنہ کی تیسری
فصل کی تین حدیثین لکھ دیتے ہین بدعت کی برائی
دریافت کرنے اور اُسکے بچنے کو اسقدر کفایت ہی اور
بدعت کی تحقیق کہ بدعات کسکو کہتے ہین دوسری
ہدایت کے چوتھے فائدہ مین بخوبی لکھ چکے ❁ پہلی حدیث
روایت ہی غضیف ابن حارث ثمالی رضی اللہ عنہ
سے اُنھون نے کہا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً اِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ فَتَمَسُّكٌ بِسُنَّةٍ
خَيْرٌ مِّنْ اِحْدَاثِ بِدْعَةٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے نہین نئی نکالی کسی قوم نے کوئی بدعت
مگر کہ اُٹھائی گئی مانند اُسکے سنت سے یعنی اُس
بدعت کے انداز سے موافق اُن قوم مین سے سنت

اُٹھائی گئی تو جب بدعت کے نکالنے سے سنت
اُٹھ جاتی ہی تو معلوم ہوا کہ سنت کے قایم کرنے
سے بدعت بھی مٹ جاویگی سو چنگل مارنا سنت
پر اگرچہ تھوڑی ہو بہتر ہی بدعت کے نکالنے سے
اگرچہ وہ بدعت حسنہ ہو اسواسطے کہ سنت
کی تابعداری سے نور پیدا ہوتا ہی اور بدعت کی
گرفتاری سے تاریکی پیدا ہوتی ہی مثلا پاخانہ پھرتے
اور استنجا کرتے کے ادب کو سنت کے موافق
نگاہ رکھنا لنگرخانے اور مدرسہ کے بنانے سے بہتر
ہی کیونکہ سنت پر عمل کرنیوالا سنت کے ادب
نگاہ رکھنے کے سبب سے اللہ تعالی کی نزدیکی کے
مقام میں پہنچتا ہی اور سنت کا ترک کرنیوالا
اُس مقام سے گرپڑتا ہی یہہ ترجمہ شرح عبد الحق
دہلوی رحمہ اللہ سے لکھا روایت کیا اِس حدیث
کو امام احمد نے (ف) ایک محتاج شخص جسکو کچھ
خیرات کا مقدور نہتھا سنت رسول اللہ علیہ وسلم
کی سمجھ کر تین ڈھیلے لیکے پاخانے کو گیا اور ایک امیر
شخص نے تین لاکھ روپئے خرچ کرکے مدرسہ یا لنگرخانہ
تیار کیا تو اِس صورت میں اُس تین ڈھیلے لینے والے

لئے بیشک اللہ کی رضا مندی کا کام کیا اور
اُسکا عمل اللہ تعالی کے جناب مین مقبول ہوا
اور اُس مدرسہ بنانیوالے نے اگرچہ نیک کام کیا
مگر یہہ نہین کہہ سکتے کہ اُسکا عمل بیشک اللہ
کے جناب مین مقبول ہوا بلکہ یہہ کہین گے کہ اللہ
چاہے تو قبول کرے ٭ اسمین کچھ شک نہین کہ جو
شخص اللہ کے واسطے نیت خالص سے پاک مال
خرچ کریگا وہ اُسکا ثواب پاویگا مگر یہہ کہ جس
کام کی سند اللہ کے محبوب سے نہین ثابت ہی
اُسکے ثواب کو یقینی نہین کہہ سکتے ہان جس مقام
مین خرچ کرنیکا حدیث قرآن مین ذکر ہی اُس
مقام مین خرچ کرنے مین البتہ یقینی ثواب ہی اِس
بات کو خوب یاد رکھنا چاہئے بھولنے نہ پاوے ٭ دوسری
حدیث روایت ہی حضرت کے اصحاب حسان ابن
ثابت رضی اللہ عنہ سے کہ اُنھون نے کہا مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ
بِدْعَةً فِی دِیْنِہِمْ اِلَّا نَزَعَ اللہُ مِنْ سُنَّتِہِمْ مِثْلَہَا ثُمَّ لَا یُعِیْدُہَا
اِلَیْہِمْ اِلَی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ نہین نئی نکالی
کسی قوم نے کسی بدعت کو اپنے دین مین مگر کہ کھینچ لی
اللہ تعالی نے اُس سنت مین سے جو اُنکے دین

ہیں یہی مثال اُس بدعت کے پھر دہرا کے نہیں
بھیجتا اُس سیف کو اُس قوم کی طرف قیامت
کے دن تک روایت کی اِسکو دارمی نے ❁
تیسری حدیث روایت ہی ابراہیم ابن میسرہ
رحمہ اللہ سے جو تابعی ہیں کہ اُنھوں نے کہا قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان
علی ہدم الاسلام رواہ البیہقی فی شعب الایمان مرسلا
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ تعظیم
اور توقیر کرے بدعت والے کی سو بیشک مدد
کرتا ہی ویران کرنے اور ڈھانے پر دین اسلام کے
اِسواسطے کہ بدعت کی تعظیم اور توقیر مین سنت
کو ہلکی جاننا اور اُسکی اہانت کرنا ہوتا ہی اور
سنت کی اہانت کرنی اسلام کے گھر کو ویران
کرنا ہی اِسیطرح سے سنت کی توقیر اور
تعظیم مین اسلام کے گھر کو آباد کرنا ہی سنت
کی تعظیم اور رواج دینے کے سبب سے روایت
کی اِسکو بیہقی نے شعب الایمان مین بطریق
ارسال کے (ف) مرسل اُس حدیث کو کہتے
ہیں جسکی سند مین تابعین کے بعد جو اصحاب کر

راوی اُس حدیث کے ہیں اُنکا نام مذکور نہو مثلاً
تابعی کہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور
یہہ تابعین لوگ جب کرتے ہیں کہ اُنکو کمال یقین
ہوتا ہی کہ یہہ کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ❁
اب مسلمان کیو لازم ہی کہ سنت کی پیروی
کرے اور بدعت سے کنارہ کرے لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ پر ایمان لانے کی یہی نشانی ہی ❁ چوتھی
ہدایت اُن فرقوں کے رد میں جو باوجود دعوی
کرنے مذہب سنت و جماعت کے مشایخ طریقت
کے ہاتھ پر بیعت توبہ کرنے کو بدعت کہتے ہیں اور
ایسی ہدایت میں دو فائدے ہیں ❁ پہلا فائدہ بیعت
توبہ کے منکروں کے سوال کے جواب میں پہلا سوال
مسلمان کو بیعت کرنا کیا ضرور کیا پہلے سے وہ مسلمان
نہیں ہی جو بیعت کرے اور توبہ کرنا مرشد کے پاس
جا کے کیا ضرور جب چاہے تب آپ ہی توبہ کرلے
اور فرض کیا کہ اگر کسی مشایخ کے پاس جا کے
توبہ کرے تو اُسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھنا کیا ضرور
زبان کا اقرار کفایت ہی ❁ جواب یہہ سوال کرنیوالا
قرآن حدیث سے واقف نہیں ہی نہیں تو ایسا

پانچوین کا سوال یہ کرنا کہ حدیث سے ثابت ہی کہ
صحابہ لوگ کبھی ہجرت اور جہاد کے واسطے اور
کبھی اسلام کے ارکان بجالانے کے واسطے اور کبھی
جہاد مین کفار کے مقابلہ مین ثابت رہنے اور نہ بھاگنے
کے واسطے اور کبھی سنت پر چلنے اور
بدعت سے الگ رہنے اور آخرت کی خواہش
رکھنے کے واسطے بیعت کرتے تھے سو صحابہ لوگ تو آپ سے مسلمان
کامل تھے اور بیعت کرتے تھے تو بہت سوال آپ کا کہ
مسلمان کو بیعت کرنا کیا ضرور کہاں نادانی ہی ❀ ایسا
مسلمان کے لئے بدعت ہونے کے ثبوت ہونے اور
ہاتھ پکڑ کے بیعت کرنے کے بیان مین کچھ آیت
حدیث لکھے ہین۔ جسمین مسلمان لوگ بیعت کے
مسئلہ ورقوں کے پکڑنے دھوکہ کھاتے ہین فرمایا احمد
صاحب نے چھبیسوین سیپارہ سورہ فتح مین
إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ
تحقیق جو لوگ ہاتھ ملاتے ہین تجھسے یعنی بیعت کرتے
ہین تیرے ہاتھ پر سوا اسکے نہین ہی کہ وے
ہاتھ ملاتے ہین اللہ سے اللہ کا ہاتھ اوپر ہی انکے ہاتھ
کے۔ تفسیر حسینی مین معالم سے لکھا ہی کہ صحابہ راضی

اللہ عنہم بیعت کرتے وقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کا ہاتھ پکڑتے تھے اور اُس بیعت کے وقت صحابہ
کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہوتا تھا یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت
کا ہاتھ (ف) صحابہ نے حدیبیہ میں جو بیعت کیا اُس
بیعت کے ذکر میں یہہ آیت اُتری تو اِس آیت
سے مسلمان کا بیعت کرنا ہاتھ ملا کے ثابت ہوا
اگر بیعت توبہ کے منکر فرقے شبہہ نکالیں کہ صحابہ نے
یہہ بیعت جہاد کے واسطے کیا تھا تو اُنکے واسطے
دوسری آیت لکھتے ہیں مگر بیعت کے وقت ہاتھ
ملانا تو اِس آیت سے مقرر ثابت ہوا دوسری
آیت یہہ ہی فرمایا اللہ صاحب نے اٹھائیسویں
سپارہ سورہ ممتحنہ میں یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ اِذَا جَاءَکَ الْمُؤْمِنَاتُ
یُبَایِعْنَکَ عَلٰی اَنْ لَا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَلَا یَسْرِقْنَ
وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَفْتَرِیْنَہٗ
بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْھُنَّ
وَاسْتَغْفِرْ لَھُنَّ اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ اے نبی جب
آویں تیرے پاس مسلمان عورتیں بیعت کرنے
کو یعنی قرار کرنے کو اس پر کہ شریک نہ ٹھہراویں
اللہ کے ساتھ کسی کو اور چوری نہ کریں اور بدکاری

کہیں اور اپنی اولاد نہ ماریں اور طوفان نہ لاویں
باندھ کر اپنے ہاتھوں اور پاؤں میں یعنے اپنی طرف سے
طوفان نہ لگاویں کہ حرام کے جنے لڑکے پیدا کریں
اور اپنے شوہر پر جھوٹھ لگاویں کہ اسی کے جنے ہیں
اور تیری بے حکمی نہ کریں کسی بھلے کام میں جب اس
شرط پر بیعت کریں تو بیعت کر انکو اور قرار لیجیے
ان سے اور معافی مانگ انکے واسطے اللہ سے
بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہی ❁ تفسیر
حسینی میں لکھا ہی کہ حضرت عایشہ صدیقہ راضی اللہ
عنہا نے کہا کہ بیعت کرنا آں حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا عورتوں کو زبان سے تھا اور آں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ نے کسی عورت کو یعنے
کسی اجنبی عورت کو نہ چھوا اور ایک قول یہ
ہی کہ عورتیں اپنا ہاتھ پانی بھرے پیالہ میں ڈالتی
تھیں بعد اسکے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اپنا ہاتھ مبارک اُس پانی میں ڈبوتے ❁ اور قول
جمیل میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ
اللہ نے لکھا ہی کہ عورتوں کو اسطرح بیعت
کرے کہ مرشد کپڑے کا ایک طرف کا کنارہ پکڑے اور

جو عورت بیعت کرتی ہی وہ دوسری طرف کا کنارہ پکڑے غرض اس سب مضمون سے ثابت ہوا کہ ہاتھ پکڑ کے بیعت کرنا سنت ہی یہان تک کہ اجنبی عورت کا ہاتھ پکڑنا جو شرع مین منع ہی تو اسکے قایم مقام پیالے مین ہاتھ ڈالنا حضرت نے مقرر کیا اور فرض کیا کہ عورتون کو بیعت کرنا فقط زبان سے بھی کافی ہی تو کیا بیعت کے منکر فرقے عورت ہی ہین اِنمین کوئی مرد نہین اور اگر مرد ہین تو عورتون کی مشابہت کی کیون خواہش کرتے ہین اور ہاتھ ملا کے بیعت کرنے سے انکار کرتے ہین کیا اِنکو معلوم نہین کہ عورتون کی مشابہت سے تو اللہ کی لعنت آتی ہی ❁ چلو خوب ہوا نے پیر سے پر لعنت پڑتے دو ❁ اب اگر بیعت کے منکر فرقے کہین کہ یہ آیت تو عورتون کی بیعت توبہ کے بیان مین ہی مردون کا بیعت توبہ کرنا کہان سے ثابت ہوا تو اُنکا جواب یہہ ہی کہ کلام اللہ اور حدیث مین اکثر حکم عورتون کے حق مین ہین اور اُسمین مرد بھی داخل ہین جسطرح یہی حکم ❁ اور کوئی حکم مردون کے حق مین ہی اور اُسمین عورتین بھی داخل ہین جسطرح

وضو کا حکم اسی طرح سے بہت سے احکام ہیں ۞ اور
اتوا سے اسکی اس آیت کے موافق حدیث
میں صاف معروف سے بیعت توبہ کرنے کا ذکر ہی گویا
یہ طریقت اس آیت کی تفسیر ہی مشکوٰۃ مصابیح
میں کتاب الایمان کی پہلی فصل میں عبادہ ابن صامت
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اُنہوں نے کہا قَالَ
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِنْ اَصْحَابِهِ
بَايِعُونِي عَلٰى اَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا
وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَاْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ
بَيْنَ اَيْدِيكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ
وَفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهُ عَلَى اللهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ
شَيْئًا فَعُوقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ
ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللهُ عَلَيْهِ فَهُوَ اِلَى اللهِ اِنْ شَاءَ عَفٰى عَنْهُ
وَاِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت میں
کہ گرد آپکے ایک جماعت تھی آپکے اصحاب سے ۞
لفظ عصابہ کا دس سے لیکے چالیس تک پر بولتے
ہیں یعنی جب حضرت کے گرد بہت سے اصحاب
بیٹھے تھے آپ نے فرمایا بیعت کرو تم مجھسے اور عہد

کرو اور قول باندھو جیسے اصل میں سنا بیعت بیع
سے ہی اور بیع معنے بیچنے کے ہیں تو گویا جو شخص
کہ کسی کے ساتھ کوئی عہد کرتا ہی اور قول باندھتا
ہی سو وہ اپنی ذات کو اسکے ہاتھ بیچتا ہی اور
جسطرح سے بیع کرتے ہیں ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہیں
اسیطرح آپس میں قول باندھنے کے وقت بھی
شرع میں عادت جاری ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ
بیعت کرو مجھسے اس پر کہ شریک نکرو اللہ کے ساتھ
کسی چیز کو اور چوری نکرو اور زنا نکرو اور نہ قتل
نکرو اپنی اولاد کو جیسا کہ عادت کفر کے زمانے
کی تھی کہ اولاد کو فقیری کے خوف سے مار ڈالتے
تھے اور طوفان نہ لگاؤ کہ باندھو اسے طوفان کو
اپنے ہاتھ پاؤں کے سامنے یعنی اپنے دل سے طوفان
باندھو آدمی کا دل جو بیچ میں ہی ہاتھ پاؤں کے
درمیان یعنی اسیواسطے یہ لفظ بولتے ہیں اور
بہتان اور طوفان یہی ہی کہ اپنے دل سے جھوٹ
بناوے اور جب پھر طوفان لگاوے تو وہ شخص اپنے
پاک ہو اور بے حکمی نکرو شرع کے کام میں سو جو کوئی
تو وفا کرے سو اسکا ثواب اللہ پر ہو اور اگر کرے تم میں سے کسی نے قول

یکو تو مزدوری ہے اسکی اللہ تجہی دیگا اپنے فضل سے
اسکا ثواب دیگا اور جسنے کرلی ان گناہون مین
سے کوئی چیز سوا اسکے شرک سے پھر عذاب کیا گیا
اسکے سبب دنیا مین یعنی حد مارا گیا اور سزا دیا گیا
اسکے گناہ پر تو وہ عذاب کفارہ ہی اسکے
لیے اور جسنے کرلی ان گناہون مین سے کوئی چیز پھر
چھپا دیا اسکو اللہ نے اوپر یعنی اسکا نا
ظاہر ہوا اور اسپر حد نہ مارا گیا تو وہ اللہ کے
اختیار ہی اگر چاہے معاف کرے اُسے اور عذاب
نکرے اور اگر چاہے عذاب کرے اُسکو ٭ تب پھر
بیعت کی ہم لوگون نے اوپر قول باندھا ہم لوگون
نے حضرت کے ساتھ اسی شرط پر اس حدیث
کو بخاری مسلم دونو نے روایت کیا ٭ اور مشکوة
مصابیح مین کتاب الایمان کی پہلی فصل مین عمرو ابن
عاص سے روایت ہی کہ انھون نے کہا اتیت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ابسط یمینک فلابایعک فبسط
یمینه فقبضت یدی فقال ما لک یا عمرو قلت اردت
ان اشترط قال تشترط ماذا قلت ان یغفر لی قال
اما علمت یا عمرو ان الاسلام یهدم ما کان قبله وان الهجرة

تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَاَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ رواه مسلم
آیا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پھر عرض
کیا میں نے کہ کشادہ کیجئے اپنا ہاتھ تاکہ بیعت کروں
میں آپ سے پھر کھولا حضرت نے اپنا داہنا ہاتھ
تب کھینچ لیا میں نے اپنا ہاتھ پھر پوچھا حضرت نے
کیا ہوا تجکو اے عمرو ہاتھ کیوں کھینچ لیا عرض کیا میں نے
ارادہ کیا میں نے کہ شرط کر لوں فرمایا کیا شرط کرتا ہی
عرض کیا میں نے کہ یہہ شرط کرتا ہوں کہ بخشے جاویں
میرے گناہ فرمایا حضرت نے کیا نہیں جانتا ہی تو
اے عمرو کہ تحقیق مسلمان ہونا گرا دیتا ہی اُن گناہوں
کو جو تھے پہلے اُسکے اور بیشک ہجرت کرنا اور
دار حرب سے بھاگ کے دار اسلام میں جانا گرا دیتا ہی
اُن گناہوں کو جو تھے پہلے اُسکے اور بیشک حج گرا دیتا ہی اُن
گناہوں کو جو تھے پہلے اُسکے روایت کیا اِسکو مسلم نے ❁ اِس
حدیث سے ثابت معلوم ہوا کہ صحابہ لوگ حضرت کے
ہاتھ پر بیعت کرتے تھے اور حضرات بیعت کرنے کے
واسطے اپنا داہنا ہاتھ کشادہ کر دیتے تھے مسئلہ
آیت قرآن بیعت کو بہ ثابت ہونے کی کفایت کرتا ہی
زیادہ بالفاظ طول ہی اور فتح العزیز میں سورہ ممتحنہ ج

ایں بیعت توبہ کا ذکر ہے توبہ آیت سورۂ معارج کی
یعنی وَالَّذِینَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۝ یا تو وہ
جو لوگ کہ اپنی امانتوں کی جنہیں لیتے ہو دوسروں کی
امانت لیا کرو جو اپنے ذمہ رکھتے ہیں یا تو رسول کا
کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یا خالق کے ساتھ باندھا جاتا ہے سب کا
خیال رکھنے والے ہیں (آیت) جو عہد کہ اللہ تعالیٰ نے باندھے
ہیں اصحاب کو لکھے ہیں یا اگر اس کی راہ میں جہاد
روز کے بعد جیسے یا کوئی عبادت یا اکثر نیکی کے واسطے
خود جب بالغ ہے وہاں پہلو ادا ست کو نذر کہتے ہیں اور اگر ایسہ
تعالیٰ کے کسی بندے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد پر
چلنے لیں شریک جو شئ کا عہد باندھے ہوئیں تو آپ کو
بیعت کرتے ہیں اور حقیقت میں یہ عہد بیعت خدا اللہ
تعالیٰ کے ساتھ ہی جیسا کہا آنا جاتا ہے مذکورہ ہی
ایسا راوی آیت ہم لکھ چکے ۝ دوسرا سوال بیعت آیو بر کے
اختیار کرتے ہیں کہ پہلا طرز بیعت سے بیعت کرنا فقہ
کی کتابوں میں شکال خود و نواہم ہوا گئے تھیں ایسی
بیعت کو حق جانیں یوں کہ ہو اجرا سب ہی ایک ایسا
بیکھ لایم یقین ایسی کہ جو بعد بقیہ میں ہم اسی کو
تباین اور حجت کے ہیں جو اور کسی کو نہ لائق ہیں کیونکہ

عقاید کا بیان فقہ میں کہاں ہی آخر اسکا بیان علم کلام میں ہی پھر
اگر علم کلام کی بات نہ مانیں تو اللہ اور فرشتے اور کتابوں
اور رسولوں اور قیامت کے دن پر اور اسپر کہ
نیکی بدی کی تقدیر اللہ سے ہی کسطرح ایمان لاویں
اور طالب جانوں پھر ایمان نہ لاویں تو اسلام سے خارج
ہوویں اور چاروں یار کی خلافت پر کسطرح ایمان لاویں
کیونکہ اسکا بیان بھی علم کلام میں ہی فقہ میں نہیں
ہی اگر اسکو نہ مانیں تو پھر رافضی بنا پڑے اور
تفسیر قرآن کی بھی فقہ میں نہیں ہی تو آپ بھی
محروم ہیں اور حضرت کے معجزے اور معراج کا
بیان بھی فقہ میں نہیں ہی بلکہ اسکا بیان تاریخ کی
کتابوں میں ہی پھر اگر ان باتوں کو نہ مانیں تو ایمان
کسطرح سلامت رہے اسی طرح اسلئے مشائخ
طریقت کے ہاتھ پر بیعت کرنیکا بیان سلوک کی
کتابوں میں ہی اگر اسکو نہ مانیں تو بلا پیر ہو جاویں
اور ہمارا تو یہہ مذہب ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے دین کی جتنی کتابیں ہیں سب پر عمل کرینگے
کیونکہ ہم اقرار کر چکے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
دوسرا جواب یہہ ہی کہ بڑا تعجب ہی کہ حدیث

قرآن سے اُن فرقوں کی تسلی نہیں ہوتی سوا اُنکے
بیو کو فقہا سے بھی مشائخ طریقت کے طریقہ مین
داخل ہونا ثابت ہی اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی اِس
طریقہ مین لوگون کو داخل کرتے تھے جیسا کہ فقہ کی بڑی
معتبر کتاب درالمختار مین مصنف رحمہ اللہ لکھتے
ہین کہ استاد ابو القاسم قشیری نے جو اپنے
مذہب مین بڑے مضبوط اور اپنے طریقہ مین مقدم تھے
بزرگون مین ہین اپنے رسالہ مین فرمایا ہی کہ سنا
مین نے استاد ابو علی دقاق کو وہ کہتے تھے کہ مین نے
حاصل کیا یہ طریقہ یعنی سلوک کا طریقہ ابو القاسم
نصر آبادی سے اور ابو القاسم نے کہا کہ مین
نے حاصل کیا یہ طریقہ شبلی سے اُنہوں نے اِس
طریقہ کو حاصل کیا سری سقطی سے اُنہوں نے اِس
طریقہ کو حاصل کیا معروف کرخی سے اُنہوں نے اِس
طریقہ کو حاصل کیا داؤد طائی سے انہوں نے حاصل کیا
علم اور یہ طریقہ ابی حنیفہ رحمہ اللہ سے جب یہ بات
طریقت کی اِس حیثیت فقہ سے ثابت ہوئی سب
مسلمان کو اُسکے انکار کرنا نہیں مناسب ہی ۞
اور یہ مراد آبادی ایک عالم تین بڑی بڑی کتابون کا جواب لکھ چکے

اِس بیعت توبہ کے بیان مین عجب پاکیزہ مضمون
لکھاہی وہ اِس مقام پر لکھنے کے قابل ہی اُسکو
ہم دوسرے فائدہ مین شرح کے ساتھ لکھتے ہین سمجھ والے
کے واسطے اِسقدر کفایت ہی دوسرا فائدہ
اِس بات کے بیان مین کہ مرشد کو کرنے اور
مرشد سے کیسا اعتقاد رکھے صراط المستقیم مین
لکھاہی کہ جو لوگ شرک مین گرفتار ہین اور اپنی
وضع صوفی کی سی بنائے رکھتے ہین اُنکی سب بدعتون
مین سے جو اِس زمانے مین اکثر خواص اور عوام
لوگون مین خصوصاً ہندوستان کے ملکت مین
مشہور رہی ہی اور وہ بدعت اللہ تعالی کے
بعضے مقبولون تک بھی جا پہنچی ہی ایک بدعت
یہ ہی کہ نہایت اونچے طرح سے پہونچکے مرشد کی
تعظیم ہی اِس طرح کو الوہیت یا نبوت کے
اعتقاد مین مل جاتی ہی سو ضرور ہی کہ اِس بات کے
حد اعتدال کو سمجھے یعنی اِس مقام مین اندازے کا
خیال رکھنا ضرور چاہیئے نہ اسقدر تعظیم کرنے کہ
اپنے مرشد کو معبودیت یا نبوت کے لائق درجے تک
پہنچاوے اور نہ اسقدر اُسکو حقیر جانے کہ کہنے

لگے جیسے ہم نے اب مرشد کچھ نہ سمجھنے سے آئتوں میں
بڑی فضیلت نہیں آگئی اس کے تئیں وسیلہ سب کچھ ہوتی
ہے ادھر ہیں ❁ اسمیں کچھ شک نہیں کہ اللہ کے
نزدیک سب سے بڑے ہیں لیکن بیچ اسکے ہیں مگر انکے
کا خیال رکھنا ضرور ہی ہے اسکا بیان یہی ہے کہ مرشد
بے شبہ اللہ تعالی کی راہ کا وسیلہ ہی جیسا کہ
فرمایا اللہ صاحب نے مضمون سپارہ ہو بلا ہاں
میں یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ
وجاہدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون ❁ اے ایمان والو
ڈرتے رہو اللہ سے اور ڈھونڈو اسکی طرف
وسیلہ اور جہاد کرو اسکی راہ میں شاید کہ تمہارا
بھلا ہو اور چھٹکارا پاؤ ❁ اس آیت میں اللہ جل شانہ نے
واسطے چار چیز کے حکم فرمایا ہے ایمان والوں کو تقوی اور
وسیلہ کی تلاش اور اسکی راہ میں جہاد کرنا ❁
اہل سلوک کے نزدیک اس آیت میں تقوی کا اعتقاد
سمجھتے ہیں اور وسیلہ مرشد کو جانتے ہیں اسی طرح
مرشد کی تلاش حقیقی اور منزل مقصود پر پہنچنے کے
واسطے جہاد کے ہے قرار دیتے ہیں اور حکم امر کا جسطرح
[illegible] ہی ہے اسیطرح اسکے بغیر مرشد کے کوئی [illegible]

نہین ہو سکتا تو اب چاہیے کہ مرشد اُس شخص
کو مقرر کرے جو کسی طرح سے مخالف شرع شریف
کے ہو اور سیدھی راہ پر کہ تابعداری قرآن
و حدیث کی ہی نہایت مضبوط قدم ہو بس ایسے
شخص کو اپنا مرشد اور ہادی مقرر کرے لیکن
اِس طور پر نہین کہ وہ کسی حال مین ہو خواہ شرع
کے خلاف ہو خواہ موافق ہمگر اُسکی پیروی ہمکو
منظور رہی ❁ بلکہ اپنا پیشوا مطابق شرع شریف کو جانے
اور اصل مین تابع حکم اللہ اور رسول کا ہو جو کچھ کہ مرشد
از روی شرع شریف کے فرماوے اُسکو دل اور جان
سے بجالاوے اور جو کام کہ شرع مین مباح ہی اُس
کام کو مرشد کے حکم سے اپنے اُوپر واجب سمجھے اور
اگر کوئی بات خلاف شرع کہے تو اُس بات مین
ہرگز اُسکی تابعداری نکرے بلکہ اُسکو رد کرے
کیونکہ حدیث شریف مین ہی کہ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ
الْخَالِقِ یعنے تابعداری مخلوق کی نہین لائق ہی خالق کی
نافرمانی مین ❁ اور محبت مرشد کی اِسطور پر چاہیے
کہ اپنا مال اور جان اُسکی رضامندی اور آرام
کے واسطے خرچ کرنے اور دنیا کی کسی چیز کو

مرشد کی صحبت اور ہمنشینی سے زیادہ عزیز سمجھے کیونکہ مرشد
سے جو فائدے حاصل ہوتے ہیں تمام دنیا سے
ہزاروں درجے بہتر ہیں * اور محبت مرشد کی
ایسی حد کو منع ہے کہ مرشد کی محبت کے آگے اللہ
اور رسول کی نافرمانی گوارا ہو کیونکہ ایسی
کی محبت حق تعالی کی درگاہ سے دور کرتی ہے
اور ساری محبتوں اور حقوں کی اصل اللہ تعالے کی
محبت اور حق ہے اللہ تعالے کے حق اور محبت کے
مقابلے میں کسی کی محبت اور حق کو خیال میں لانا
اللہ تعالے کے جناب سے دور جاتے اور اسکی
عنایات سے محروم ہونے کا باعث ہے * اور اگر
حق کے طالب کو کسی مرشد سے بیعت کرنے کے بعد
اُس مرشد میں کوئی کام خلاف شرع ظاہر ہو تو
اُس مرشد کو خیر خواہی سے نصیحت کرے اور
اللہ کے جناب میں اُسکے حق میں دعا کرے پھر اگر
وہ مرشد اُس برے کام سے باز نہ آوے اور
اُس کام کو چھوڑنے سے تب و زیادتی کرے اگر
وہ برا کام ایسا ہی کہ اُسمیں عقیدے کا فساد
ہی تو اُسسے اپنی بیعت کا حلقہ نکال ڈالے اور اُسکو

اپنا پیر و مرشد نجانتے اور اگر اُس کام مین عقیدے
کا فساد نہین ہی اگرچہ گناہ کبیرہ ہی تو آپکو اپنی
مرشدی سے نہ نکالے لیکن آپکو جانے کہ بلا مین گرفتار
ہی اور اُس برے کام مین اُسکی تابعداری کو
حرام جانے کے اُس بلا سے اُس مرشد کی نجات
کے واسطے ظاہری اور باطنی کوشش کرے
یہان تک صراط المستقیم کا مضمون ہی اور ایسا ہی
مضمون کنز العباد اور قول جمیل مین لکھا ہی ❁ اسقدر
مضمون بابیعت توبہ کے ثابت کرنے کے واسطے
کفایت ہی اور باقی اس طریقہ کا بیان لکھنے کو
ایک کتاب جدا چاہتی ہی ❁ الحمد للہ کہ یہہ رسالہ
صاف نیت سے بخیروخوبی تمام ہوا اللہ اسکو قبول
کرے اور اسکے پڑھنے والون کو سیدھی راہ پر
چلاوے اور ہم سب مسلمانون کا خاتمہ کرے لا اله الا الله
محمد رسول اللہ پر آمین سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا
يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
خاتمہ ❁ جب کتاب قوت الایمان تمام ہوچکی تب مولوی
عبد الجبار ابن حبیب اللہ ساکن شیخپورہ نے فارسی زبان
مین نادر علی کے ہاتھ ایک سوال لکھکے بھیجا اور کہلا

بھیجا کہ اگر اِس سوال کا جواب نہ لکھوگے تو ہم جو تقویت الایمان کا جواب لکھینگے اُسمین لکھینگے کہ تمہارے اِس سوال کا جواب نہ لکھ سکے تب اِس خاکسار نے کہا کہ اِس سوال کو اُنسے لکھوا لاؤ اور نیچے اُنکا نام بھی لکھوا لاؤ تب بارے مولوی عبد الجبار صاحب نے اُس سوال کو لکھ کے اوپر اُسکے نیچے ایک رقعہ بھی لکھ کے پھر نادر علی کے ہاتھ بھیجا اور رقعہ کے نیچے نام حیات نبی کا لکھا تھا ہمنے نادر علی کو قسم دیکے پوچھا کہ سچ کہو یہ رقعہ کس کا ہی تب اُسنے کہا کہ عبد الجبار کا اور حیات نبی کا نام بھی اُنھون نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہی ❀ سو اُس رقعہ اور سوال کو بجنسہ ہم لکھ کے اُسکا جواب ہندی مین لکھتے ہین جسمین ہر خاص و عام کی سمجھ مین آوے اور سب مسلمان لوگ سوال و جواب دیکھ کے اُنکے مذہب کا حال بخوبی دریافت کر لین ❀ رقعہ عبد الجبار کا یہہ ہی بعد السلام علیکم واضح باد این سوال مشکل است نوشتن جواب جلی وشوار چنان نشود کہ بجای جواب بطور تذکرہ این طلب است بر جناب امیر المومنین

سید احمد چه سواے این جواب دیگر از آنصاحب ممکن نیست و اگر قصد جواب باشد در سوال من لم و بیش نمایند ورنه در رقعه است و اسگیر حواهم شد بقدر وسع در اصلاح کوشند ❁ حیات نبی ❁ رقعه کا جواب ❁ علیکم السلام پہلے اپنے رقعہ کا جواب سنئے ❁ مولویصاحب آپ نے جو رقعہ لکھا اور اُسکے نیچے نام حیات نبی کا لکھا تو اِسسے کیا فائدہ آخر نادر علی کو جب ہمنے قسم دلایا تب اُسنے صاف کہا کہ یہہ رقعہ بھی مولویصاحب نے لکھا ہی اور حیات نبی کا نام بھی اُنھون نے لکھا ہی تو کیا آپ کو معلوم نہین ہی کہ جیسا جھوٹہہ کہنا منع ہی ویسا جھوٹہہ لکھنا بھی اِسیطرح آپ لوگون کو مسئلہ بھی بتاتے ہونگے ❁ اور آپ نے جو لکھا ہی کہ یہہ سوال مشکل ہی اسکا جواب لکھنا بہت دشوار ہی ایسا نہو کہ بجاے جواب کے لکھو کہ یہہ جناب امیر المومنین سید احمد پر طعن ہی کیونکہ اِسکے سواے دوسرا جواب آنصاحب سے ممکن نہین ❁ سو آپ سے ہم پوچھتے ہیش کہ اگر آپ نے یہہ سمجھا ہی کہ اِس سوال کا جواب کسی بشر سے نہو سکیگا تو ایسا سوال

لکھنے کے موقعون کے دل مین وسواس ڈالا گیا ضرور
تھا اور اگر اس سوال کا جواب آدمی سے ہو سکتا نہین
تو پھر یہ لکھنا کیا ضرور تھا کہ تم سے دوسرا جواب
نہو سکیگا تو اسکے آگے بیجا ہے جواب کے لکھو
کہ یہ جواب ایسا ہو جس مین سید احمد پر طعن بھی اگر
شاید یہ جواب ہو لکھا تو پھر تم جھوٹے ہوئے ❁ اور پھر یہ
جو آپ نے لکھا ہے کہ اگر جواب کا قصد ہو تو میرے سوال
مین کمی زیادتی نکرنا نہین تو قیامت مین دامنگیر ہونگا
تو بھائی کمی زیادتی کیونکر کر سکینگے ہمنے پہلے سوالون
مین کمی زیادتی اکثر کی ہی اپنے دل مین خود سوچو
سوا اسکے خاطر جمع رہے کچھ کمی زیادتی نہونے پاویگی ❁ باقی
ہم نہین سمجھتے ہین کہ اگر ہم سوال مین کمی زیادتی
نکرینگے اور جواب معقول دینگے تب کیا ہمارا
دامن چھوڑ دیگا اسلئے ہی اسکو تو بنا رہنا تھا کہ
ہمارے دامن سے لگے رہتے کیونکہ تم نے ہم سے چند روز
پیشتر شریف پڑھا ہی اور جب جواب معقول
پا چکے اور دل کی بیتابی دفع ہوگئی تب تو اور
زیادہ دامن سے لگے رہنا مناسب ہی ❁ لیکن بھائی
اسمین تو شبہہ نہین کہ نیت تو تمہاری بخیر نہین

ہی اور تمھارے سوال سے تو حضرت پیر و مرشد
کے حق مین خلاف طعن ٹپکتا ہی چنانچہ تمکو بھی معلوم
ہوگیا اور تمنے پیشبندی کر کے لکھا کہ ایسے سوال
کو سید صاحب پر طعن سمجھو گے سو بھائی اگر سمجھین
تو تم بڑے اچھے ہو ہمکو تو ایسے سوال مین صاف
طعن معلوم ہوتا ہی ❀ مگر بھائی تمنے یہ جو لکھا ہی کہ سوا ایسے
اسکے کہ ایسے سوالونکو امیر المومنین پر طعن
سمجھو تمسے دوسرا جواب گمان نہین ہی ہو اگر سمجھین
تو ہمکو خوف ہی کہ کہین تم جھوٹے نہو جاؤ کیونکہ
جواب تو ہمسے ہو سکیگا انشاء اللہ تعالی اور
بھائی ہم تو تمکو سچا کرنے کے واسطے جواب نہ لکھتے
مگر لاچار ہین حق چھپایا نہ گیا اسلیے ہم مجبور
ہو کے جواب لکھتے ہین اور اس وقت اب تمھارا
پردہ رہنا نا مناسب ہی کیونکہ تمنے عوام کے
بھڑکانے مین اور ہم سب بھائیون کو آپس مین لڑوانے
مین قصور نکیا اور وہ ہندی کی مثل کہلاوے جا بجا
جو جھین تھان ہم اور کون مین سچ ہو جاتی اگر
ہم لوگ بھی تمھارے سے ہوتے ❀ اب اپنے سوال
کا جواب سنو بسم اللہ الرحمن الرحیم ❀ سوال چون

طرائق اربعه که عبارت از چشتیه و نقشبندیه و قادریه و مجددیه است و نعمتهای گوناگون این طریقها در عالم واقع است بعض در طریقه چشتیه بیعت حاصل کرده چشتیه میگویانند و بعض قادریه و بعض نقشبندیه و بعض مجددیه و بهر دو جمهور اهالی این طریقها داخل اند بر قدم آنها که درشان آنها انعمت علیهم است و خارج اند از زمره آنها که درشان آنها غیر المغضوب علیهم ولا الضالین است واحدی قایل نیست که کسی از متاخرین و متقدمین این همه طریقه را یکجا ساخته بطور معجون مرکب و مخلوط ساخته گاهی بطور نقشبندیه مشتغل نموده باشد و گاهی بطور طریقه دیگر * درین جز زمان جناب سید احمد صاحب که اهل طریقه بوده‌اند و نام طریقه خود محمدیه داشته بان چار طریقه منضم ساخته در پنج طریقه بیعت می گرفتند چنانچه در خلفای ایشان الی الان این طریقه جاری است پس این ترکیب و تخلیط هدایت است یا ضلالت اگر ضلالت است چرا سید ممدوح و مریدانش این راه پیموده‌اند و اگر هدایت است پس با انضمام مذاهب اربعه که همه را قایل حق و اید اند چه منحصر چه قباحت سید احمد بر تقدیر قباحت حسبنا

جواب دادن این اعتراض کہ جناب امام ابو حنیفہ و امام محمد و امام ابی یوسف و امام زفر رحمہم اللہ باوجودیکہ باخودہا اختلافات کثیرہ دارند مخلوط و مرکب کردہ چرا یک مذہب قرار دادند و نامیدش حنفیہ کردند اگر یکے مذاہب اربعہ را حق پندا شتہ ہمہ را مخلوط کردہ مذہب محمدیہ نام نہد و گاہی فتوی بر قول امام اعظم و گاہی بر قول امام شافعی و گاہی بر قول ائمہ آخر دہد چنانکہ فتوی گاہی بر قول امام محمد و گاہی بر قول امام ابی یوسف و گاہی بر قول امام زفر میدہند چہ قباحت پیدا میشود بیانمود او تو جروا ❋ جواب حقیقت یہہ ہی کہ سوال کرنے والیکو مطابق علم سے بہرہ نہین ہی کسی فسادی نے بیچارے کو دہوکا دینے کیواسطے اور حضرت سید صاحب کے طریقہ سے آپکو بے اعتقاد کرنے کیواسطے یہہ سوال عوام فریب سنادیا ہی سو بیچارے نے سچ سمجھ دہوکا کھا گیا ہی اور اُسکے دل مین ایسی شک آگئی ہی کہ اُسنے جان لیا ہی کہ ایسے سوال کا جواب کسی سے نہوسکیگا سو ہم ایسے سوال کا جواب لکھتے ہین باقی دین کی سمجھ دینا اللہ تعالی کا کام ہی ❋

اب واسطے مضمون کا خوب واضح ہو یہ جو سایل نے
لکھا ہی کہ چونکہ چارو طریقے کہ مراد ہی چشتیہ اور
نقشبندیہ اور قادریہ اور مجددیہ سے اور
ان طریقون کی طرح طرح کی نعمتین عالم مین پھیلی
ہین بعضے لوگ طریقہ چشتیہ مین بیعت حاصل
کرکے چشتیہ کہلاتے ہین اور بعضے قادریہ اور
بعضے نقشبندیہ اور بعضے مجددیہ اور سب لوگون
کے نزدیک ان طریقون کے لوگ داخل ہین
اُنکے گروہ مین کہ جنکی شان مین انعمت علیہم ہی اور
خارج ہین اُنکے گروہ سے جنکی شان مین غیر المغضوب
علیہم و لا الضالین ہی ۞ سو سایل کا ان طریقہ کے
لوگون کو ایسا سمجھنا غنیمت ہی اور یہہ جو لکھا ہی
کہ کوئی شخص اِس بات کا قایل نہین ہی کہ کسی
اپنے متاخرین اور متقدمین سے ان سب طریقون کو
بطور معجون مرکب کے اکٹھا کرکے اور ایک ہی
مین ملاکے کبھی نقشبندیہ کے طور پر شغل کیا ہو
اور کبھی دوسرے طریقہ کے طور پر ۞ اور اِس
زمانے مین جناب سید احمد صاحب کہ انہان طریقہ
تھے اور اپنے طریقہ کا نام محمدیہ رکھا ہے ان چارو

طریقہ مین شامل کر کے پانچ طریقہ مین بیعت لیتے تھے جیسا کہ اُنکے خلیفون مین اب تک یہہ طریقہ جاری ہی ❊ سو اسکا جواب یہہ ہی کہ ہمارا بیان مطابق متاخرین اور متقدمین کے طریقہ سے واقف نہین ہی بلکہ باوجودیکہ مرید کرنے کا دعوی رکھتا ہی اور اگرچہ حضرت پیر و مرشد برحق حضرت سید احمد ادام اللہ برکاتہ سے اُسکو ملاقات بھی نہین ہی اور بعضے ناواقف اُسکو اُس جناب کا خلیفہ بھی جانتے ہین مگر اُنکے ملفوظات کو بھی جسکا نام صراط المستقیم ہی نہ دیکھا کاش دنیا کمانے کی لالچ سے بھی اُسکو دیکھے ہوتا تب بھی آج اُسکے کام آتا اور اِس شک مین گرفتار نہوتے پاتا افسوس تو یہہ ہی کہ ہزارون نسخے اُس جناب کے طریقہ کے گھر گھر موجود ہین کبھی اُسکو بھی نہ دیکھا جو آج وہ شجرہ بھی اُسکے کام آتا خلاصہ یہہ کہ حضرت پیر و مرشد کا بطور مجموعہ مرکب کے اِن طریقون کو ملانا ثابت نہین ہوتا یہہ البتہ ثابت ہوتا ہی کہ چارو طریقون کی نعمت بیعت اور اجازت کی اُنکو اپنے مرشد حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز سے حاصل ہی جیسا کہ

حضرت پیر و مرشد کے مشجر سے صاف ظاہر ہی ❁ اسیکو اگر سمجھو ن مرکب سمجھو تو متاخرین مین حضرت شاہ عبد العزیز اور آنکے استاد اور مرشد اور باپ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور آنکے باپ اور مرشد شیخ عبد الرحیم رحمہم اللہ نے بھی مرکب کیا ہی اسطرح سے کہ شیخ عبد الرحیم نے چشتیہ طریقہ اپنے مرشد اور نانا شیخ رفیع الدین سے حاصل کیا اور قادریہ اور نقشبندیہ اور مجددیہ طریقہ سید عبد اللہ اکبر آبادی سے حاصل کیا پھر اُنسے چارو طریقے اکٹھا ن شاہ ولی اللہ محدث کو حاصل ہوئے اور اُنسے شاہ عبد العزیز محدث کو اور اُنسے حضرت پیر و مرشد سید احمد کو ❁ اور منقول ہین مین جو طریقہ حضرت محی الدین عبد القادر جیلانی کو پہنچا و طریقہ حضرت امام جعفر صادق نے امام محمد باقر سے حاصل کیا اور جو طریقہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کو پہنچا و طریقہ حضرت امام جعفر صادق نے قاسم ابن محمد سے حاصل کیا ❁ پھر اگر ان دو چار طریقہ مین ایک شخص کا بیعت کرنا اسیکو سمجھو ن مرکب سمجھا ہی تو متاخرین متقدمین سب اسے بھی فعل

میرزا صاحب کی آپ اور اتنا کہیں اتنا کہتے ہیں کہ بے ادب
بے نصیب با ادب با نصیب ❊ باقی یہہ جو لکھا کہ یہہ
بات کوئی نہیں کہتا ہے کہ کسی متاخرین اور متقدمین
نے سب طریقوں کو بطور مجموعہ مرکب کے ملا کے
کبھی بطور نقشبندیہ کے اشغال کیا ہو اور کبھی
دوسرے طریقوں کے طور پر سو یہہ بھی جہالت کا باعث
ہے جن متاخرین بزرگوں کا ذکر ہوا وہ سب ایسا
کرتے تھے چنانچہ قول جمیل میں حضرت شاہ ولی اللہ
محدث رحمہ اللہ ایک فصل میں مشائخ جیلانیہ یعنی
قادریہ کے اشغال کا بیان لکھتے ہیں دوسری فصل
میں مشائخ چشتیہ کے اشغال کا بیان لکھتے ہیں
اور ان سب پہ انکا عمل تھا اور اسی طرح سے
حضرت مولانا محمد اسمعیل صاحب دہلوی رحمہ اللہ
حضرت پیر و مرشد اپنے جناب سید احمد صاحب صراط المستقیم
کے تیسرے باب میں ❊ ولایت کرتے ہیں چاروں
طریقہ کے اشغال کو جدا جدا پہلی فصل میں طریقہ
قادریہ کے اشغال کا بیان فرماتے ہیں دوسری فصل
میں طریقہ چشتیہ کے اشغال کا تیسری فصل
میں طریقہ نقشبندیہ کے اشغال کا اور نقشبندیہ

سمجھ دیا چونکہ دونون کے اشغال ایک ہین مگر کچھ
اصطلاحات کا فرق ہی سو آپ اسکو بھی چوتھی فصل مین
بیان فرماتے ہین اور یہہ جو سائل لکھتا ہی کہ کسی
متاخرین متقدمین نے ایسا کیا کہ سب طریقون کو
بطور معجون مرکب کے تھا کے کبھی بطور نقشبندیہ
کے شغل کیا ہو اور کبھی بطور چشتیہ کے طریقہ
کے اور سید صاحب نے ایسا کیا سو سید صاحب کا طریقہ
جو مذکور ہوا اسمین تو معجون مرکب کی صورت
ہوتی معجون مرکب کی صورت تو تب ہوتی جب
ایک ہی شغل مین دو دو یا چار چار طریقون کے شغل
اکٹھا کرتے اور ایسا حضرت پیر و مرشد برحق کا
شغل کرانا ثابت نہین ہوتا جیسا کہ صراط مستقیم
مین موجود ہی تو کچھ لو بلکہ اسمین تو ہر طریقہ کے
شغل کو اول سے آخر تک جدا جدا بیان فرماتے
جو ہم تو یہہ نہی کہ بیعت ❁ چون ... اخراج ...
کرتے ❁ سیاتی ان شاء اللہ ... ❁ اگے ...
یہ نہی کہ آپ بھی سائل لکھتا ہی کہ حضرت سید
احمد صاحب اپنے طریقہ کا نام محمدیہ رکھکے اُن
چار و طریقہ مین شامل کرکے پانچو طریقون مین بیعت

کرتے تھے ✿ شیخ محیا در روغ کو را حافظہ بناشد ✿ کیونکہ اُسکے
لکھنے سے تو خود معلوم ہوتا ہی کہ چار و طریقون کو
حضرت پیر و مرشد نے اپنے چال پر جدا رکھا اور
پانچوان طریقہ اپنا جدا نکال کے آپکے شامل کیا جیسا کہ
اُنکے شجرہ مین بھی پانچو طریقہ کے نام جدا جدا
مذکور ہیئن اسطرح پر چشتیہ اور قادریہ اور نقشبندیہ
اور مجددیہ اور محمدیہ تو طریقونکا ملانا کہان ہوا اور حضرت
پیر و مرشد بیعت لیتے وقت بھی اپنے مریدسے یون کہلاتے
تھے کہ بیعت کیا مین نے پانچ طریقہ چشتیہ اور قادریہ
اور نقشبندیہ اور مجددیہ اور محمدیہ کے اوپر ہاتھ
فقیر سید احمد کے الٰہی تو قبول کرا اور نعمتین اُن
طریقون کی ہمارے نصیب کر ہزارون مرید آپ سب
جناب کے موجود ہیئن شک ہو تو پوچھ لو باقی
حضرت پیر و مرشد کے طریقہ کا نام محمدی ہونے کی
یہہ وجہ ہی کہ جسطرح سے حضرت غوث الاعظم
کا نام عبد القادر رہی تو جس نام کی طرف آپکی
نسبت تھی اُسی نام سے آپکا طریقہ مشہور ہوا
یعنے قادریہ کہلایا عبد القادریہ نہ کہلایا ✿ اور خواجہ
بہاء الدین کی نسبت نقشبند کی طرف تھی اسیواسطے

آنکا طریقہ نقشبندیہ کہلایا یا ولائیہ کہلایا اور
حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی نسبت چشت
کی طرف تھی اسلیئے آنکا طریقہ چشتیہ کہلایا یا
معین الدینیہ کہلایا اسیطرح سے حضرت پیر و
مرشد کی نسبت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
طرف تھی کہ قدم بقدم آنحضرت کے تھے اسلیئے اسلئے
آنکا طریقہ محمدیہ کہلایا یا احمدیہ کہلایا ❁ اور باقی اسی
طرح سے کہ سب طریقوں کی نسبت آخر کو محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ و تمام تک پہنچتی ہی حقیقت میں
سب طریقے محمدیہ ہیں مگر یہہ نسبت کرنا فقط پہچان
کے واسطے ہی جیسا کہ قریشی ہاشمی کی جڑ ہی
حنفی شافعی مالکی حنبلی جیسا کہ اسکا ذکر اوپر ہو چکا ❁
اور یہہ جو لکھا کہ پھر ان طریقوں کا نام اور رکھ دیئے
دنیا ہدایت ہی یا گمراہی اگر گمراہی ہی تو سب
ممدوح اور آنکے مریدوں نے کسواسطے یہہ راہ
اختیار کی سو اسکا جواب یہہ ہی کہ طریقہ ملایا کیسے
ہی تمھیں خدا جانے کیا خلط ملط کر رہے ہو اگر مزاج شریف
میں کچھ جنون کا فساد آگیا ہو تو آخر طبابت بھی
تو کرتے ہو کچھ تنقیہ کر ڈالو آپکے شفا دینا اللہ تعالے

گے ہاتھہ ہي ❀ باقي پاپیر و مرشد کے طریقے کا جو ذکر کیا ہوا ہي ایسے ہو رہتے ہین تو اُنکے طریقہ مین ہمراہ ہدایت ہي اُنکے طریقے کو ہنسی یا کسی طرح سے گمراہ کہے تو وہ خود گمراہ ہي اور یہہ جو لکھا ہي کہ چارو طریقہ کا ملانا اگر ہدایت ہي تو چارو مذہب کے ملانے مین کیا سب کوئی قائل حق دوایر کے ہین نہ منحصر کے یعنے سب کوئی ایسی بات کے قایل ہین کہ حق چارو مذہب مین دایر ہي چارو مین سے کسی ایک ہی مین منحصر نہین ہي کہ فلانے ہی مذہب مین حق ہي اُسکے سوا اور مذہب مین نہین کیا قباحت جانتے ہین ❀ سوال سکا جواب یہہ ہي کہ اگر تمھاری یہہ غرض ہي کہ جب چارو طریقہ کو ملایا تب چارو مذہب کے ملانے مین کیا قباحت ہي سو طریقہ کا ملانا تو ثابت نہوا اب اپنے سوال بموجب اِتوا فات الشرط فات المشروط پڑھ کے رویا کر اپنے چارو مذہب کے ملانے مین قباحت سمجھو کیونکہ چارو مذہب کے ملانے مین سواد اعظم کا خلاف کرنا ہی اور پھر یہہ جو لکھا ہی کہ جس تقدیر مین چارو مذہب کے ملانے مین قباحت ہی تو اللہ کی زعم ہندی کی تو استطے

اس سے انحراف ہے کہ جو اتب دنیا فیروز معنی کر جانتے
امام ابو حنیفہ اور امام محمد اور امام ابی یوسف
اور امام زفر رحمہم اللہ تعالیٰ جو دیکھا آپس میں
بہت اختلاف رکھتے ہیں رسالہ کو ملا کے کہا واسطے
ایک مذہب مہذب الباقی ہے اور اسکا نام حنفیہ مقرر
کیا اگر کوئی شخص چار مذہب کو حق جانکے سب مذاہب
کو ملا کے مذہب محمدیہ نام رکھے اور کبھی امام اعظم
کے قول پر اور کبھی امام شافعی کے قول پر اور
کبھی دوسرے اماموں کے قول پر فتویٰ دے جیسا
کہ کبھی امام محمد کے قول پر اور کبھی امام ابی یوسف
کے قول پر اور کبھی امام زفر کے قول پر فتویٰ دیتے
ہیں تو کیا قباحت پیدا ہوتی ہے ❀ سوال کا جواب انکو
جو تمہے سوال کے جوابات میں گذر چکا مکرر پھر بھی
ہم لکھتے ہیں ایمان کے کان سے سنو کہ امام محمد اور
امام ابو یوسف اور زفر رحمہم اللہ کا مذہب حنفی تھا
ان لوگوں کا کوئی مذہب جدا نتھا وہ لوگ مجتہد
فی المذہب کہلاتے ہیں یعنے ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے
مذہب میں مجتہد تھے یہ نہیں کہ انکا کوئی دوسرا مذہب
جداگانہ تھا بلکہ حقیقت میں ابو حنیفہ اور محمد اور

ابو یوسف اور زفر رحمہم اللہ کا مذہب ایک ہوا چار کہاں سے سمجھا جو ملانا کہا خلاف امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد حنبل کے کیونکہ لوگ مجتہد مطلق اور صاحب مذہب تھے اسواسطے چاروں اماموں کے مذہب کو ایک میں ملانے سے سواد اعظم نے منع کیا ہی مگر تین وجہ سے جیسا کہ حضرت شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ کے فتویٰ سے اوپر نقل لکھ چکے کہ انہوں نے بغیر تینوں وجہ کے دوسرے امام کے مذہب پر عمل کرنیکو حرام لکھا ہی اور ایسا ہی شرح سفر السعادت میں بھی لکھا ہی ❋ باقی رہا مجتہد مطلق یعنے مجتہد فی الشرع اور مجتہد فی المذہب کا فرق حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمہ اللہ نے عقد الجید کی دو فصلوں میں اور رقم " الانظار کے اوایل میں بخوبی لکھا ہی جو چاہے سو دیکھ لے مگر ہم فائدہ عام کے واسطے کچھ یہاں بھی لکھ دیتے ہیں ❋ قرۃ الانظار میں لکھا ہی کہ فقہاء کے سات طبقے یعنے سات درجے ہیں پہلا طبقہ مجتہدین فی الشرع کا مثل چاروں اماموں کے یا مثل اُن شخصوں کے کہ اصول کے قاعدے مقرر کر گئے اور چاروں دلیلوں سے یعنے

کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس سے اصول کے قاعدے موافق فقہی مسئلے نکالے ہین آپکی راہ اختیار کرے بغیر اسکے کہ کسیکا مقلد ہو فروع مین یا اصول مین اور دوسرا طبقہ مجتہدین فی المذہب کا ہی مثل ابی یوسف اور محمد وغیرہ اصحاب ابی حنیفہ کے کہ جنکو چارون دلیلون سے احکام نکالنے کی قدرت تھی اُسی قاعدے کے موافق جو اُنکے استاد ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے مقرر کر رکھا ہی اور اُن لوگون نے اگرچہ بعضے فقہی احکام مین ابو حنیفہ کے خلاف کیا ہی لیکن اصول کے قاعدون مین ابو حنیفہ کی تقلید کرتے ہین اور اسی تقلید کے سبب سے وہ لوگ اُن لوگون مین سے جو مثل ابو حنیفہ کے صاحب مذہب ہین مثل شافعی کے صاف پہچان پڑتے ہین تیسرا طبقہ مجتہدین فی المسائل کا ہی کہ جس مسئلے مین صاحب مذہب سے روایت نہین پاتے ہین تو اُسمین اُنکو قدرت نہین ہی کہ صاحب مذہب سے مخالفت کرین نہ اصول مین اور نہ فروع مین لیکن وہ لوگ کیا کرتے ہین کہ جس مسئلے مین صاحب مذہب سے بیان صریح نہین پاتے

ہین تو اُسنے مسئلے کے احکام نکالے ہین اُسنے صاحب مذہب کے اصول موافق جو اُسنے قاعدے مقرر کر رکھا ہی اور یہ لوگ کون ہین مثال خصاف ❁ اور ابی جعفر طحاوی ❁ اور ابی حسن کرخی ❁ اور شمس الائمہ حلوانی ❁ اور شمس الائمہ سرخسی ❁ اور فخر الاسلام بزدوی ❁ اور فخر الدین قاضی خان وغیرہ کے چوتھا طبقہ اصحاب تخریج کا مقلدین مین سے مثل رازی اور اُسکے مانند کے ❁ کیونکہ یہ لوگ اجتہاد کی قدرت مطلق نہین رکھتے لیکن یہ لوگ اِس سبب سے کہ اصول کے قاعدے اِنکو خوب ضبط ہین اور جس مقام سے امام نے مسئلے نکالا ہی وہ مقام اِنکو خوب معلوم ہین یہہ طاقت رکھتے ہین کہ امام کا جو قول مجمل ایسا ہو کہ اُسمین دو وجہ ہو سکتی ہی سو اُسمین سے جو وجہ قوی ہو اُسکو بیان کر دین اور جو فقہی مسئلہ صاحب مذہب سے یا اُسکے اصحاب سے منقول ہو اور اُسمین دو احتمال پایا جاتا ہو تو اُسمین سے جو احتمال قوی ہو اُسکو بیان کر دین ❁ سو بعضے مقام مین جو ہدایہ مین لکھا ہی کہ

کذا فی تخریج الکرخی و تخریج الرازی تو اُنکے یہہ
معنی ہین پانچوان طبقہ اصحاب الترجیح کا ہی مقلدین
مین سے مثل ابی الحسین قدوری اور صاحب ہدایہ
وغیرہ کے اُنکا کام یہہ ہی کہ بعضی روایتون کو بعضی
پر فضیلت دینا ہے اُسکی افضلیت بیان کرنا اپنے
قول سے اسطرح سے کہ افضل روایت پر لکھتے
ہین ٭ ہذا اولی و ہذا اصح روایۃ و ہذا اوضح روایۃ
و ہذا اقوی و ہذا اوفق للقیاس و ہذا ارفق للناس ٭
چھٹوان طبقہ اُن مقلدین کا جنکو طاقت ہی کہ فرق
کرین درمیان اقوی اور ضعیف کے اور ظاہر مذہب
اور نادر روایت کے ٭ مثل اصحاب متون معتبرہ
کے متاخرین مین سے ٭ مانند صاحب کنز ٭
اور صاحب مختار ٭ اور صاحب وقایہ ٭ اور
صاحب مجمع کے ٭ اور ان لوگون کا کام یہہ
ہی کہ اپنی کتابون مین جو قول کہ مردود ہی اور جو
روایت کہ ضعیف ہی اُسکو نہ نقل کرینگے ٭
ساتوان طبقہ اُن مقلدین کا جنکو اُن باتون کی جو
مذکور ہوئین طاقت نہین ہی اور دبلی اور موٹی کا
فرق نہین کرسکتے اور داہنے بائین کی امتیاز نہین

رکھتے بلکہ جو جانتے ہیں بتوڑے جانتے ہیں رات کے
لگر بہار ے کی طرح سو ایسون پر افسوس ہی
اور جو ایسونکی تقلید کرے اُسپر تو بڑا افسوس
ہی ❊ یہہ بات ٹھیک اُنہین کی شان مین ہی کہ
آنکھہ موندے ہر کسی کی تقلید کرتے ہین اور جاہلون
کے کہنے سے سنت ترک کرتے ہین اپنے دل مین
خود سوچین کہ جنکو اپنا سب پیشوا سمجھے ہین وہ
کیسے ہین ❊ سبحان اللہ تقلید چھوڑین ابو حنیفہ کی
اور تقلید کرین غیر کی ❊ غرض یہہ کہ ہمنے سات طبقہ کا بیان
تماموں کے فائدے کے واسطے کر دیا ہی جو یہہ
مضمون یاد رکھینگے تو بہت مقام مین کام آویگا
یہان تو فقط اسقدر غرض تھی کہ امام محمد اور
ابو یوسف اور زفر دوسرے طبقہ والے ہین یعنے حنفی
مذہب کے مجتہد ہین تو کبھی امام محمد کے قول پر
فتوی دینا اور کبھی ابو یوسف اور زفر کے قول پر
اسکو مذہب کا ملانا نہین کہتے اور جو کوئی انکے فتوی
پر عمل کریگا تو وہ ابو یوسفی محمدی زفری نہ کہلاویگا
بلکہ حنفی کہلاویگا ❊ اب جو رسالہ گمنام مین لکھا ہی
کہ بعضے مقام مین حنفی ہوتے ہین اور بعضے مقام مین

ابو یوسفی اور محمدی اور کہین زفری اور کہین ابو اللیثی تو حنفیت لے بھی کہان باقی رہی ہی بلکہ اُسکا لکھنا بھی باطل ہو گیا افسوس ہی کہ سائل کو فقہاء کے سات طبقہ کا حال بھی معلوم نہین ہی وہ اس جواب کا لطف کیونکر پاویگا ❁ بس اسقدر جواب تو کفایت ہی مگر ایک جواب اور بھی آسان سا کہ ہر ایک کی سمجھ مین آوے لکھتے ہین ❁ وہ یہہ ہی کہ اول تو حضرت شیخ صاحب نے چارو طریقے کو ملایا نہین اور اگر شاید ملاتے بھی تو ملانے سے یہی ہوتا کہ سب طریقے کا شغل ایکبارگی کرتے تو اسمین کیا قباحت ہوتی پہر گونہ ذکر اللہ کی جو مباح ہی ادا ہو جاتی اور دین کے کسی احکام مین خلل نہ آتا اور سواد اعظم اور مسلمانون کی جماعت کے خلاف نہوتا بخلاف چار مذہب کو ایک مین ملانے کے کہ اسمین سر دست ساری قباحتین موجود ہین کہ آن حضرت نے جس مصلحت کے واسطے اپنے فعل مین اختلاف کیا اُسکا ترک کرنا اور سواد اعظم کا خلاف اور اپنے جہاں کو خراب کرنا جیسا کہ یہ سب باتین طرح طرح سے اوپر مذکور

ہو چکین دوسرے یہ کہ جو رستہ حضرت پیر و مرشد کا
سلوک کی راہ مین تھا اُسکا بیان کہان تک کرین
ولایت سے سارے ہندوستان تک دیندار لوگ
اُنکی ولایت کے معتقد ہین اور گویا اُن طریقون
مین وہ مجتہد تھے سو اُنھون نے باوجود اِسکے چارو
طریقون کو معجون مرکب کیا تو اب مایل ہوے
اُسقدر کمال احکام شرع مین حاصل کرے جسقدر
حضرت پیر و مرشد کو سلوک مین حاصل تھا تب چارو
مذہب کو ایک مین ملانے کا ارادہ کرے جسمین
اپنی بیوقوفی پر ہنستے ہنستے آپ ہی لوٹ مرنے
❊ نصیحت ❊ مسلمان کو لازم ہی کہ عوام کے دل
کے شبہہ کو دفع کرے نہ الٹے اُنکو وسواس دلاوے
وسواس دلانا تو دیو میرے کا کام ہی ❊ بیت ❊ بابلا
مژدۂ بہار بیار ❊ خبر بد بہ بوم باز گذار ❊ اِس نصیحت
سے یہہ غرض ہی کہ جب تقویۃ الایمان جابجا پہنچی اور
لوگ اُسکو دیکھکے حق مذہب پر قایم ہونے
لگے ❊ تو بعضے لوگ جنکے دل کی نسبت اللہ جانے لوگون
کو جابجا اُسکے مضمون پر وسواس دلانے لگے
جسمین لوگ اُسکے فائدے سے محروم رہین

سو آپنے ایک وسواس کا نام ذکر کرکے اُسکا
جواب دیتے ہین وہ یہہ ہی کہ جو پیچھے شبہہ کے جواب
مین جو نامی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
کی نزدیکی اور دوری کے خیال سے حدیث صحیح
اور ضعیف کے واسطے باسی اور تازی نعمات
کی مثال دی ہی اور وہ نہایت خوب مثال ہی
اُس مقام پر دیکھنے سے معلوم ہوگی سو اُسی
مثال پر بعضے نیم ملا جنکو حدیث مین دخل نہین ہی ہنستے
ہین کہ دیکھو صاحب حدیث کو باسی کہا حدیث اور
باسی ❀ اور اُنکی ہنسی دیکھکے بیچارے عوام
گھبراتے ہین سو اُنکی ہنسی کا یہہ جواب ہی کہ باسی
کھانے کی مثال کہہ وہ نہین ہی کیونکہ باسی کھانے مین
کچھ عیب نہین ہی بلکہ باسی کھانا تو حضرت کے زمانے سے
ایک رات قریب ہونے کے سبب سے تازے سے افضل
ہی تو افضل چیز کی مثال مین کیا قباحت ہی مثال تو
فقط مضمون صاف ہونیکو ہوتی ہی سو مثال مین تامل درکار
ہی کہ غرض مثال دینے والی کی کیا ہی ❀ مثلا کوئی شخص
جوان مرد کو کہے کہ آؤ میرے شیر پھر اُسکو
کوئی لڑانے والا سمجھانے لگے کہ دیکھ تجکو اِسنے خونخوار

اور موذی جانور کہا تو وہ شخص اگر عقلمند ہوگا
تو اُسکی ہوا بھی بات نہ سنیگا ❁ اسیطرح ہماری
مثال بھی سمجھو اب ایسے لوگ سے خوف ہی کہ
باسی باتوں پر تو یہہ وسواس دلاتے ہیں کہین
بلوغ المرام کے اول مین جو مولوی ولایت صاحب
نے خلق کے فائدہ کے واسطے کچھ حدیث کے
قسمون کا بیان فرمایا ہی اُسمین ایک قسم کو
حدیث مردود بھی لکھا ہی سو اُسکو کہین دیکھین
تو اُسپر نہ ہنسین کہ دیکھو صاحب حدیث کو
مردود کہا حدیث اور مردود ❁ معاذ اللہ حدیث نبوی کو
کون ایسا کہیگا مگر حقیقت اسکی یہہ ہی کہ جس
حدیث کو متقی اور حافظے کے پورے راوی نے
روایت کیا اُسکے خلاف جو کوئی حدیث روایت
کرے وہ راوی جو متقی اور حافظے کا پورا نہین ہی
تو اصطلاح حدیث مین وہ حدیث مردود ہی اُسی کو
مولوی صاحب نے بھی مردود لکھا ہی کچھ اپنے دل
سے نہین مگر جو لوگ مطلب نہین سمجھتے اُنسے خوف
ہی کہ اُسپر بھی نہ ہنسین مردود کے یہہ معنے کہ
اُسکو جو دیکھے سو پھیر دے اور قبول نکرے

اور یہہ پیمبر دینا راوی کے وصف سے ہی کہ حدیث
نبوی ہونے کے سبب سے اسیطرح ہمنے بھی
وہاں زمانے کے نزدیک اور دور ہونے کے لحاظ
سے ماسی تازی کی مثال لکھی ہی کچھ حدیث نبوی
ہونیکے سبب سے نہین تو اب ہم دونو بھائی کے
مضمون پر ہنسنے والے باز ان ہیئن اُنکے ہنسنے کا
اعتبار نہین کیونکہ ایسی سمجھ والے تقویۃ الایمان کی
بعضی مثالون پر بھی شبہہ نکال چکے ہیئن اللہ تعالی
مسلمانون کو توفیق نیک دے اور خاتمہ کرے
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر

تمام شد

الحمد للہ کہ رسالہ تقویۃ الایمان در مطبع قادری
کہ مالک مطبع مولوی عبد الجلیل صاحب و باہتمام
منشی بقاء اللہ صاحب در سنہ ۱۲۶۰ ہجری بتاریخ
دہم شہر جمادی الثانی روز جمعہ بقالب طبع در آمد
از علمای دین توقع آن دارد کہ اگر این رسالہ
موافق مذہب اہل سنت و جماعت باشد بمہر
و دستخط خاص خود مزین فرمایند